

مختصر صحیح مسلم

حصہ سوئم



وقف کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 32 سے صفحہ نمبر 33 تک)

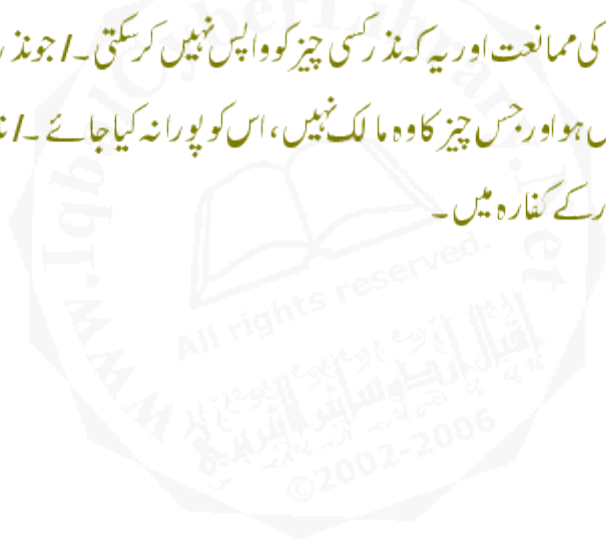
1 اصل (زمین، باغ وغیرہ) کو اپنے پاس رکھنا اور اس کے غلہ (آمدن) کو صدقہ کرنا۔ 1 موت کے بعد کس چیز کا ثواب انسان کو ملتا رہتا ہے؟ 1 اس شخص کی طرف سے صدقہ (کرنا) جو فوت ہو گیا اور اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی۔



نذر (ماننے) کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 34 سے صفحہ نمبر 39 تک)

1 جو چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو، اس کو پورا کرنا چاہئے۔ 1 نذر پوری کرنے کا حکم۔ 1 جس نے نذر مانی کہ وہ کعبہ شریف پیدل چل کر جائے گا، اس کے متعلق۔ 1 نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی۔ 1 جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو اور جس چیز کا وہ مالک نہیں، اس کو پورا نہ کیا جائے۔ 1 نذر کے کفارہ میں۔ 1 نذر کے کفارہ میں۔



قسم کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 40 سے صفحہ نمبر 52 تک)

۱/ باپ (دادا) کی قسم اٹھانے کی ممانعت۔ ۱/ طاغوت (بت اور جھوٹے معبودوں) کی قسم کی ممانعت۔ ۱/ جو "لات" و "عزى" کی قسم کھائے اس کو "لا الہ الا اللہ" کہنا چاہیئے ۱/ قسم میں "ان شاء اللہ" کہنا مستحب ہے۔ ۱/ قسم کا مطلب قسم اٹھوانے والے کی نیت کے موافق ہو۔ ۱/ جو اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ مسلمان کا حق مارتا ہے، اس کے لئے جہنم واجب ہے۔ ۱/ جو قسم اٹھائے اور پھر دیکھے کہ قسم کے خلاف (کرنے) میں بہتری ہے تو وہ کفارہ دے اور وہ کام کرے جس میں بہتری ہے۔ ۱/ قسم کے کفارہ میں۔ خون کی حرمت اور قصاص و دیت کے مسائل ۱/ خون، اموال اور عزت کی حرمت کا بیان۔ ۱/ قیامت کے دن سب پہلے (ناحق) خون کا فیصلہ ہوگا۔ ۱/ کوئی چیز مسلمان کے خون (بہانے) کو حلال کرتی ہے؟ ۱/ اس آدمی کے بارے میں (کیا حکم ہے) جو اسلام سے مرتد ہو گیا اور قتل کیا اور لڑائی کی۔ ۱/ اس آدمی کا گناہ جس نے قتل کی رسم ڈالی۔ ۱/ جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو ہلاک کیا (تو وہ) اسی طریقہ کے ساتھ جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ ۱/ جس نے کسی کو پتھر کے ساتھ قتل کیا (تو بدلے میں) وہ بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا۔ ۱/ جس نے کسی آدمی کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیئے اور (کھینچنے سے) کاٹنے والے کے دانت گر پڑے۔ ۱/ زخم کا بھی قصاص ہے مگر یہ کہ دیت لینے پر راضی ہوں۔ ۱/ جس نے قتل کا اقرار کیا اور پھر وہ (قاتل، قتل کیلئے مقتول کے) ولی کے سپرد کر دیا گیا اور اس (ولی) نے اسے معاف کر دیا۔ ۱/ اس عورت کی دیت جس کے پیٹ پر مارا گیا جس کی وجہ سے (اس کے) پیٹ والا بچہ گر (کمر) گیا اور وہ عورت بھی مر گئی۔ اس (عورت) کی دیت اور اس

کے بچے کی دیت۔ / وہ نقصان جس کی دیت نہیں ہوتی۔



قسم دلانے کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 53 سے صفحہ نمبر 54 تک)

1 قسم کون اٹھائے۔ 1 جاہلیت کے مسئلہ قسامت کو بحال رکھنا۔



حدود کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 55 سے صفحہ نمبر 68 تک)

زانی کی حد / غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کی حد زنا۔ / زنا کے معاملہ میں شادی شدہ کو رجم کرنا۔ / جس نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کر لیا۔ / زنا کا اقراری چار دفعہ اقرار کرے۔ اور جس کو رجم کرنا ہے (اس کیلئے) گڑھا کھودنا اور زنا سے حاملہ عورت کی سزا میں وضع حمل تک تاخیر اور جس کو رجم کیا گیا اس کی نماز جنازہ کا بیان۔ / زنا میں ذمی یہود پر بھی رجم ہے۔ / لونڈی کو مارنا جب کہ وہ زنا کرے۔ / مالک اپنے غلام پر حد قائم کرے۔ چوری کی حد کا بیان / جس چیز (کی چوری) میں ہاتھ کاٹنا واجب ہے، اس کا بیان۔ / جس چیز کی قیمت تین درہم ہے (اس کی چوری میں) ہاتھ کاٹنا جائیگا۔ / انڈے کی چوری میں ہاتھ کاٹنا جائے گا۔ / حدود میں سفارش کی ممانعت ہے۔ شراب کی حد کا بیان / شراب پینے میں کتنے کوڑے حد ہے؟ / تعذیر کے کوڑے کتنے ہیں؟ جو حد کو پہنچا، پھر سزا مل گئی، تو یہ اس کیلئے کفارہ ہے۔ فیصلے اور گواہی کے بیان میں۔ / فیصلہ ظاہری بات پر ہوگا اور دلیل دینے میں چرب زبانی سے کام لینے کی وعید۔ / بڑے لڑاکے، جھگڑالو کے بیان میں۔ / مدعی علیہ پر قسم کے ساتھ فیصلہ۔ / قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ۔ / فیصلہ کرنے والا غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔ / جب حاکم (قاضی وغیرہ) سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے، پھر صحیح فیصلہ کرے یا غلطی کرے (تو اس کا حکم)۔ / فیصلہ دینے میں فیصلہ دینے والوں میں اختلاف۔ / حاکم (قاضی وغیرہ) جھگڑا کرنیوالوں کے درمیان اصلاح کرائے / بہترین گواہ۔

گری پڑی چیز کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 69 سے صفحہ نمبر 70 تک)

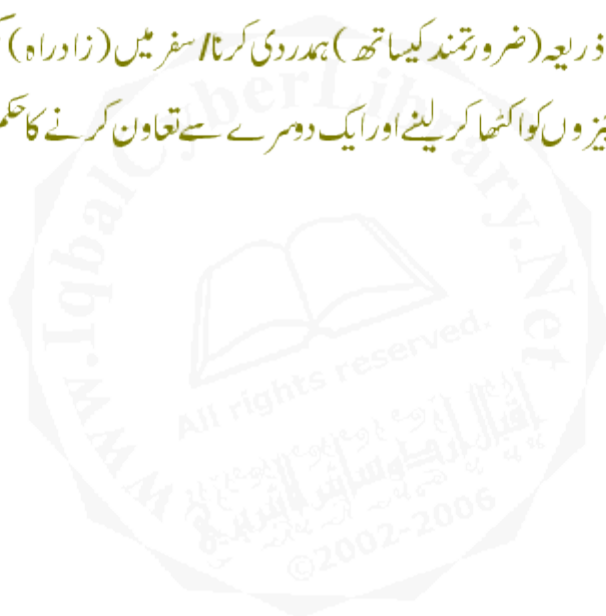
1 گری پڑی چیز کے بارے میں حکم۔ 1 حاجی کی گری پڑی چیز۔ 1 جس نے گمشدہ چیز رکھ لی، وہ گمراہ ہے۔ 1 لوگوں کی اجازت کے بغیر انکے جانوروں کا دودھ دھونے کی ممانعت



مہمان نوازی کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 71 سے صفحہ نمبر 73 تک)

1 جو میزبانی نہیں کرتا اس کے لئے حکم۔ 1 مہمانی دینے کا حکم۔ 1 ضرورت سے زائد مالوں کے ذریعہ (ضرورت مند کیساتھ) ہمدردی کرنا / سفر میں (زادراہ) کم پڑ جائے تو باقی ماندہ چیزوں کو اکٹھا کر لینے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم۔



جہاد کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 74 سے صفحہ نمبر 92 تک)

۱/ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.....﴾ کے متعلق اور شہداء کی روحوں کا بیان۔ ۱/ بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ ۱/ جہاد کی ترغیب اور اس کی فضیلت۔ ۱/ بندے کی درجات کی بلندی جہاد سے ہے۔ ۱/ لوگوں میں افضل وہ مجاہد ہے، جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔ ۱/ سمندری جہاد کی فضیلت میں۔ ۱/ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت۔ ۱/ صبح یا شام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنا، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ۱/ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿أَجْعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ﴾ کے متعلق۔ ۱/ شہادت کی طلب کی ترغیب میں۔ ۱/ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی فضیلت۔ ۱/ عملوں کا دارو مدار نیت پر ہے۔ ۱/ شہداء سے اللہ تعالیٰ راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔ ۱/ شہداء پانچ قسم کے ہیں۔ ۱/ طاعون (کی موت) ہر مسلمان کے لئے شہادت کی موت ہے۔ ۱/ قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ ۱/ جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔ ۱/ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿رَجُلًا صَدَقَ أَمَّا عَاهِدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ کے متعلق۔ ۱/ جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو، جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے لڑے۔ ۱/ (اللہ کی راہ میں) شہید کئے جانے پر بہت زیادہ ثواب۔ ۱/ جو جہاد کرے پھر نقصان اٹھائے یا غنیمت حاصل کرے۔ ۱/ اس آدمی کا ثواب، جس نے غازی کا ساز و سامان تیار کر کے دیا۔ ۱/ جس نے سامان جہاد اکٹھا کیا، پھر بیمار ہو گیا، تو اس کو چاہیے کہ وہ سامان اس آدمی کے حوالہ کرے جو جہاد کا ارادہ رکھتا ہو۔ ۱/ مجاہدین کی عورتوں کی عزت و حرمت اور جو مجاہد

کے پیچھے اس کے گھر میں خلیفہ بنتا ہے، پھر اس کی خیانت کرتا ہے (اس کا گناہ)۔ /

نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان کہ ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔۔۔۔۔“ کے متعلق۔ / (ان) دو آدمیوں کے بارے میں کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا (لیکن) دونوں جنت میں جائیں گے۔ / جو کافر کو قتل کرے، پھر نیکی پر قائم رہے، (تو) وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ / اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری دینے کی فضیلت۔ / اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ کے متعلق۔ / تیر اندازی (نشانہ بازی) کی ترغیب کے بیان میں۔ / قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں خیر و برکت موجود ہے۔ / اشکل گھوڑے کی کراہیت میں۔ / گھوڑ دوڑ اور گھوڑوں کو مضمر کرنا۔ / ان لوگوں کے متعلق جو عذر کی وجہ سے (جہاد سے) پیچھے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کے قول کے ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ کے متعلق۔ / جس کو بیماری نے جہاد سے روک رکھا۔

سیر و سیاحت اور لشکر کشی

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 93 سے صفحہ نمبر 128 تک)

1 جیوش اور سرایا کے امراء کو وصیت جو ان کے مناسب ہو۔ 1 گورنروں کو آسانی کرنے کے بارے میں۔ 1 لشکروں یا قاصدوں کے متعلق اور جہاد پر جانے والے کا وہ نائب بنے جو جہاد پر نہیں جاسکا۔ 1 چھوٹوں بڑوں کے مابین حد بندی کہ کون جہاد میں جاسکتا ہے اور کون نہیں۔ 1 دشمن کی زمین میں قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت۔ 1 اچھے اور قحط کے موسم میں سفر کے متعلق ہدایات اور راستہ پر رات گزارنے کے متعلق۔ 1 سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ 1 سفر سے آ کر رات کے وقت گھر آنے کی کراہت۔ 1 جنگ شروع کرنے اور دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کرنا۔ 1 بادشاہوں کی طرف نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خطوط، جن میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔ 1 اللہ تعالیٰ کی طرف نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعوت اور منافقوں کی تکالیف پر صبر۔ 1 دھوکہ بازی کی ممانعت۔ 1 وعدے کی پاسداری۔ 1 دشمن کے ساتھ آ منا سامنا کرنے کی آرزو نہ کرنا لیکن جب آ منا سامنا ہو، تو صبر کرنا چاہیئے۔ 1 دشمن کے خلاف دعا۔ اس باب میں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث ہے جو اوپر والے باب میں گزر چکی ہے۔ 1 لڑائی مکرو حیلہ ہے۔ 1 جہاد میں مشرکین سے مدد لینا (کیسا ہے؟)۔ 1 غازیوں کے ساتھ عورتوں کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ 1 جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل ممنوع ہے۔ 1 رات کے وقت حملہ میں دشمن کے بیوی بچوں کے مارے جانے کے متعلق۔ 1 دشمن کے کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا بیان۔ 1 دشمن کی زمین سے کھانا (طعام) حاصل کرنا۔ 1 مالی غنیمت کا اس امت (محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیلئے

خصوصی طور پر حلال ہونا / انفال (مالِ غنیمت) کے بارے میں - / اصحاب سرایا
 (فوجی دستوں) کو مالِ غنیمت میں حصہ (اور انعام) دینا / مالِ غنیمت میں سے خمس
 (پانچواں حصہ) نکالنا - / کافر مقتول کا سامان (حرب) قاتل کو دینا چاہیئے - /
 (دشمن کا) سامان بعض قاتلین کو اجتہاد کی بنا پر دینا - / اجتہاد کی بنا پر قاتل کو (دشمن
 مقتول) کا سامان نہ دینا - / دشمن کا سارا مال قاتل کو دینا چاہیئے - / انعام اور قیدیوں
 کے بدلہ میں مسلمانوں کو چھڑانے کے متعلق - / جو بستی لڑائی سے فتح کی گئی اس میں
 حصے اور خمس ہے - / مال ”فے“ کیسے تقسیم ہوگا جب کہ لڑائی کی نوبت نہ آئی ہو - باغ
 فدک اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ناراضی / (مالِ غنیمت
 میں سے) گھڑسوار اور پیدل فوج کے حصوں کے متعلق / مالِ غنیمت میں عورتوں کا
 حصہ نہیں ہے یوں کچھ دے دینا چاہیئے اور جہاد میں بچوں کے قتل کرنے کے متعلق - /
 قیدیوں کے چھوڑ دینے اور ان پر احسان کرنے کے بارے میں - / مدینہ سے
 یہودیوں کو جلا وطن کرنا - / یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنا - / حربی کافر اور
 عہد توڑنے والے کے متعلق حکم -

ہجرت اور غزوات بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 129 سے صفحہ نمبر 169 تک)

1 نبی اکرمؐ کی ہجرت اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نشانیوں کے بیان میں۔ 1 غزوہ بدر کے متعلق۔ 1 فرشتوں کی امداد، قیدیوں کے فدیہ اور مال غنیمت کے حلال ہونے کے متعلق۔ 1 جنگ بدر کے مردار کافروں سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گفتگو جبکہ وہ مردہ تھے۔ 1 غزوہ احد کا بیان۔ 1 احد کے دن نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زخمی ہونے کا بیان۔ 1 نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے احد کے دن جبریل اور میکائیل علیہم السلام کا لڑنا۔ 1 اللہ تعالیٰ کا غصہ اس پر بہت زیادہ ہوتا ہے جس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قتل کیا ہو۔ 1 آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی قوم سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جو تکلیف پہنچی اس کا بیان۔ 1 انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کی تکلیف پر صبر کرنا۔ 1 ابو جہل کا قتل۔ 1 کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ۔ 1 غزوہ رقاہ کا بیان۔ 1 غزوہ اخزاب جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ 1 بنی قریظہ کا بیان۔ 1 غزوہ ذی قرد کا بیان۔ 1 حدیبیہ کا واقعہ اور قریش سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صلح کا بیان۔ 1 غزوہ خیبر کا بیان۔ 1 فتح کے بعد مہاجرین کا انصار کو عطیہ میں دی ہوئی چیزیں واپس کرنا۔ 1 فتح مکہ کے بیان میں اور مکہ میں داخلہ قتال کے ساتھ ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا مکہ والوں پر احسان۔ 1 کعبہ کے ارد گرد سے (موجود) بتوں کو نکالنا۔ 1 فتح کے بعد کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔ 1 فتح کے بعد اسلام، جہاد اور خیر (نیکی) پر بیعت۔ 1 فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت (جہاد) باقی ہے۔ 1 جس پر ہجرت سخت محسوس ہو، اس کو عمل خیر (نیکی کرنے) کا حکم کرنا۔ 1 ہجرت کے بعد پھر جنگل میں

رہنے کی اجازت۔ ۱۔ غزوہ حنین۔ ۱۔ غزوہ طائف کے متعلق۔ ۱۔ نبی (صلی اللہ علیہ
والہ وسلم) کے غزوات کی تعداد۔



حکومت کے بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 170 سے صفحہ نمبر 193 تک)

1۔ خلیفہ قریش سے ہونا چاہیئے 1۔ اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کرنے اور نہ کرنے کا بیان 1۔ جس سے پہلے بیعت کی اس کی بیعت پوری کرنے کا حکم 1۔ جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو کیا حکم ہے؟ 1۔ طلبِ حکومت اور اس پر حریص ہونے کی کراہت 1۔ (نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ) جو کوئی عہدے کی درخواست کرے ہم اس کو عہدہ نہیں دیتے 1۔ امام (مسلمانوں کا حاکم) جب اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور انصاف کرے، تو اس کیلئے اجر ہے 1۔ جو حاکم بنا اور انصاف کیا اس کیلئے کیا کچھ ہے، اس کا بیان 1۔ جو حاکم بنے وہ سختی کرے یا نرمی 1۔ دین خیر خواہی کا نام ہے 1۔ جس نے رعیت کے ساتھ خیانت کی اور ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی 1۔ امراء کی (مال غنیمت میں) خیانت کرنے اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے کا بیان 1۔ جو چیز امراء (مال غنیمت سے) چھپائیں وہ چوری ہے 1۔ امراء کے ”تخفوں“ کے بارے میں 1۔ درخت کے نیچے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ”نہ بھاگئے“ پر بیعت لی تھی 1۔ موت پر بیعت لینا 1۔ حسبِ طاقت (سمع و اطاعت) ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا 1۔ سوائے صریح کفر کے باقی ہر معاملہ میں ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا 1۔ ہجرت کر کے آنے والی مومنات سے بیعت کے وقت امتحان لینا 1۔ حاکم کی اطاعت کرنا 1۔ جو (حاکم) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق عمل کرے، اس کی بات سننا اور اطاعت کرنی چاہیئے 1۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے، اطاعت تو نیکی میں ہوتی ہے 1۔ جب گناہ کا حکم کیا جائے، تو نہ سننا چاہیئے اور نہ ماننا چاہیئے 1۔ امراء کی اطاعت کرنی چاہیئے

اگرچہ انہوں نے حقوق کو روک رکھا ہو۔ / بہترین حاکم اور برے حاکم کی وضاحت و شناخت۔ / امراء کے کردار کو برا کہنا اور جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں، ان کے ساتھ لڑائی نہ کرنا۔ / حق تلفی پر صبر کا حکم۔ / فتنوں کے وقت جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم۔ / اس آدمی کے بارے میں جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہوا۔ / اس آدمی کے بارے میں جو امت کے اتفاق کو بگاڑے جبکہ امت متحد و متفق تھی۔ / جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔ / اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑے رکھنے کا حکم اور تفرقہ بازی سے باز رہنے کے متعلق۔ / بدعات والے کام مردود ہیں۔ / اس آدمی کے متعلق جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور خود (وہ کام) نہیں کرتا۔



شکار اور ذبح کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 194 سے صفحہ نمبر 199 تک)

1 تیر کے ساتھ شکار اور تیر مارتے وقت بسم اللہ کہنا۔ 1 کمان کے ساتھ اور سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے کے شکار کے متعلق۔ 1 معروض کے شکار اور کتے کو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہنے کے متعلق 1 جب شکاری سے شکار غائب ہو جائے، پھر وہ اسے پالے۔ 1 شکاری کتا اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔ 1 کتوں کو مارنے کے متعلق۔ 1 کنکریاں پھینکنے سے منع کرنے کے متعلق۔ 1 جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت ہے۔ 1 اچھے طریقے سے ذبح کرنے اور چھری تیز کرنے کے متعلق حکم۔ 1 خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا حکم اور دانت اور ناخن سے ذبح کرنے کی ممانعت۔

قربانی کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 200 سے صفحہ نمبر 204 تک)

1 (جب ذوالحجہ کے شروع کے) دس دن آجائیں اور کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ اس وقت کا بیان جس میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے۔ اس نے قربانی کا جانور نماز (عید) سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی قربانی نہیں۔ اس عمر کے جانور قربانی میں جائز ہیں؟ جذع کی قربانی۔ دو مینڈھوں کی قربانی جو سفید و سیاہ سینگوں والے ہوں اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے اور بسم اللہ اور اللہ اکبر کہنے میں استحباب کا بیان۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اپنی طرف سے اور اپنی آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی ذبح کرنا۔ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے کی ممانعت۔ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت (کھانے) کی اجازت اور ذخیرہ کرنے، سفر میں لے جانے اور صدقہ کرنے کے بیان میں۔ ”فرع“ اور ”عمیرہ“ کے بیان میں۔ اس کے متعلق جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

پانی، شراب وغیرہ) پینے کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 205 سے صفحہ نمبر 216 تک)

۱۔ شراب کی حرمت۔ ۱۔ ہر نشہ دار چیز حرام ہے۔ ۱۔ جو شراب نشہ دار ہو وہ حرام ہے۔ ۱۔ جس نے دنیا میں شراب پی، وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا مگر یہ کہ توبہ کر لے۔ ۱۔ شراب، کھجور اور انگور سے بھی بنتی ہے۔ ۱۔ شراب گدر (کچی کھجور) اور خشک کھجور سے۔ ۱۔ پانچ اشیاء کی شراب۔ ۱۔ انگور اور کھجور کی نبیذ بنانے کی ممانعت۔ ۱۔ دباء اور مزفت (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی ممانعت۔ ۱۔ پتھر کے گھڑے میں نبیذ بنانے کی اجازت۔ ۱۔ ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی رخصت اور ہر نشہ والی چیز پینے کی ممانعت۔ ۱۔ (ہر قسم کے) میٹکے کو استعمال کرنے کی رخصت سوائے روغنی میٹکے کے۔ ۱۔ نبیذ استعمال کرنے کی میعاد۔ ۱۔ شراب سے سرکہ بنانے کے متعلق۔ ۱۔ شراب سے دوا کرنا۔ ۱۔ برتن کو ڈھانپنے کے متعلق۔ ۱۔ برتن کو ڈھانپو اور مشک کا منہ بند کرو۔ ۱۔ شہد، نبیذ، دودھ اور پانی پینے کے متعلق۔ ۱۔ پیالے میں پینا۔ ۱۔ مشکوں کو الٹنے کی ممانعت میں۔ ۱۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔ ۱۔ جب پانی پی لے، تو دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے۔ ۱۔ بڑوں کو (پہلے) دینے کیلئے چھوٹوں سے اجازت لینے کے متعلق۔ ۱۔ برتن میں سانس لینے کی ممانعت۔ ۱۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پیتے وقت سانس لیتے تھے (ایک سانس میں نہیں پیتے تھے)۔ ۱۔ کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت۔ ۱۔ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینے کی اجازت۔

کھانے کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 217 سے صفحہ نمبر 233 تک)

۱ کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان۔ ۱ دائیں ہاتھ سے کھانا۔ ۱ جو کھانے والے کے سامنے ہو اس سے کھانا چاہئے۔ ۱ تین انگلیوں سے کھانا چاہئے۔ ۱ جب کھانا کھالے، تو اپنا ہاتھ خود چاٹے یا دوسرے کو چٹائے۔ ۱ انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا بیان۔ ۱ جب لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھانے کا بیان۔ ۱ کھانے اور پینے پر الحمد للہ کہنے کے بارے میں۔ ۱ کھانے اور پینے کی نعمتوں کے بارے میں سوال کا بیان۔ ۱ ہمسائے کی دعوت (طعام) قبول کرنے کا بیان۔ ۱ جو آدمی کھانے کے لئے بلایا جائے اور اس کے پیچھے دوسرا آدمی بھی چلا جائے (تو.....)۔ ۱ مہمان کے معاملہ میں ایثار۔ ۱ دو (آدمیوں) کا کھانا تین کو کافی ہے۔ ۱ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔ ۱ ”کدو“ کھانے کے بیان میں۔ ۱ سرکہ اچھا سالن ہے۔ ۱ کھجور کھانے اور گٹھلیوں کو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکنے کے متعلق۔ ۱ اقتعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھجور کھانا۔ ۱ جس گھر میں کھجور نہیں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔ ۱ اکٹھی دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت۔ ۱ لکڑی، کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔ ۱ سیاہ پیلو کے متعلق۔ ۱ خرگوش کا گوشت کھانا۔ ۱ گوہ (سوسار) کھانے کے متعلق۔ ۱ مکڑی (نڈی) کے کھانے کا بیان۔ ۱ سمندری جانور اور ان جانوروں کو کھانا جن کو سمندر پھینک دے۔ ۱ گھوڑوں کا گوشت کھانے کے متعلق۔ ۱ گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت۔ ۱ ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔ ۱ ہر پنچے والے (پنچے سے کھانے والے) پرندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔ ۱ لہسن کھانے کی کراہت۔ ۱ کھانے پر اعتراض نہ کرنے کے متعلق۔

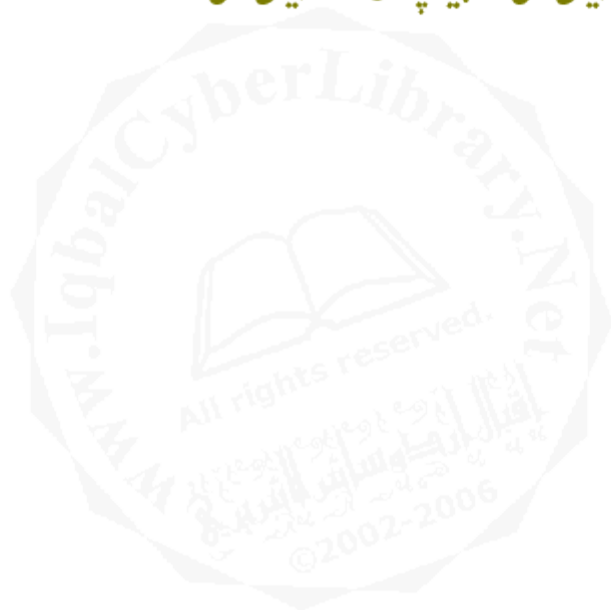
لباس اور زیب و زینت کے بیان میں

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 234 سے صفحہ نمبر 256 تک)

1 دنیا میں ریشمی لباس وہ (مرد) پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اس (ریشمی لباس) سے نفع حاصل کرنے اور اس کی قیمت کے مباح ہونے کے بیان میں۔ 1۔ جس (آدمی) نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ 1 اللہ سے ڈرنے والے کیلئے ریشمی قباء لائق نہیں۔ 1 ریشمی لباس پہننا منع ہے لیکن دو انگلیوں کے برابر ریشم جائز ہے۔ 1 ریشم کی قبا پہننے کی ممانعت۔ 1 کسی تکلیف (بیماری) کی وجہ سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت۔ 1 کپڑے کے کنارے ریشم سے بنانے کی اجازت۔ 1 ریشمی کپڑا پھاڑ کر عورتوں کیلئے دوپٹے بنانا۔ 1 ”قسی“ اور ”معصر“ (کپڑے) اور سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت۔ 1 (مردوں کیلئے) زعفران لگانے کی ممانعت۔ 1 بالوں کے رنگنے اور (بڑھاپے میں) بالوں کی سفیدی کے رنگ کو تبدیل کرنے کے متعلق۔ 1 خضاب (لگانے) میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے متعلق۔ 1 دھاری دار یمن کی چادر کے لباس کے متعلق۔ 1 کالے رنگ کا کمبل پہننا، جس پر پالان کی تصویریں ہوں۔ 1 موٹے کپڑے کا تہبند اور ملبہ کپڑے پہننے کے متعلق۔ 1 ”انماط“ (یعنی) قالین وغیرہ کے متعلق۔ 1 ضروری بستر بنا کر رکھنے کے متعلق۔ 1 چمڑے کا بچھونا جس میں چھال بھری ہو۔ 1 چت لیٹنے اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی ممانعت۔ 1 چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی اجازت۔ 1 آدھی پنڈلی تک چادر اوپر اٹھا کر رکھنے کے متعلق۔ 1 تکبر کی بنا پر جو اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو (قیامت کے دن رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔ 1 تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور

نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا۔ ۱۔ جس نے اپنا کپڑا تکبر و غرور سے (زمین
 تک) لٹکایا۔ ۱۔ ایک آدمی اکڑ کر چلنے میں اپنے آپ پر اترا رہا تھا (تو وہ زمین
 میں)، دھنسا دیا گیا۔ ۱۔ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، اس گھر میں (رحمت کے)
 فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ۱۔ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو،
 البتہ کپڑے کے نقش و نگار میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۔ وہ پردہ مکروہ ہے جس پر تصویریں
 ہوں، نیز اس (پردے) کو کاٹ کر تکیہ بنانے کے متعلق۔ ۱۔ گدے (کے اوپر
 والے کپڑے) پر تصویریں اور اس کو تکیہ بنانے کا حکم۔ ۱۔ تصاویر بنانے والوں کو
 قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ ۱۔ تصویر بنانے والوں پر سختی کا بیان۔ ۱۔ سونے کی انگوٹھی
 بنانے، اور چاندی (کے برتن) میں پینے اور ریشم اور دیباچ کا لباس پہننے کی
 ممانعت۔ ۱۔ سونے کی انگوٹھی (اتار) پھینکنا۔ ۱۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چاندی
 کی انگوٹھی پہننا، جس کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)
 کے بعد خلفاء کا پہننا۔ ۱۔ چاندی کی انگوٹھی، جس کا نگینہ ”حبشی“ تھا اور دائیں ہاتھ میں
 پہننے کے متعلق۔ ۱۔ بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننے متعلق۔ ۱۔ درمیانی انگلی اور
 ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت میں۔ ۱۔ جوتا اور اس کے زیادہ پہننے کے
 متعلق۔ ۱۔ جب جوتا پہننے تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں
 طرف سے ابتداء کرے۔ ۱۔ ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت۔ ۱۔ سر کا کچھ حصہ
 مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت (جیسے فوجی کٹ، برگر کٹ وغیرہ)۔ ۱۔ عورت
 کو بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے کی ممانعت۔ ۱۔ عورت کو اپنے سر میں جوڑ
 لگانے پر سختی کا بیان۔ ۱۔ چہرے کے بال اکھاڑنے اور دانتوں کو کشادہ کرنے پر
 لعنت۔ ۱۔ اپنے آپ کو ”پیٹ بھرا“ ثابت کرنے والے کے متعلق، جبکہ درحقیقت
 پیٹ خالی ہو۔ ۱۔ ان عورتوں کے متعلق جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہی ہیں۔ ۱۔

جانوروں کے گلے میں موجود ”ہار“ کاٹ دینا۔ / گھنٹیوں کے متعلق اور اس بارے میں کہ (رحمت کے) فرشتے اس سفر میں ساتھی نہیں بنتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔ / جانوروں کے چہرے پر داغنے سے ممانعت کے متعلق۔ / بکریوں کے کانوں میں داغنے کے بیان میں۔ / پیٹھ پر داغنے کے بیان میں۔



فہرست حصہ سوئم



آداب کا بیان

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 257 سے صفحہ نمبر 275 تک)

1 نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو۔ 1 محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے ساتھ نام رکھنا۔ 1 اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔ 1 بچے کا نام عبد الرحمن رکھنا۔ 1 بچے کا نام عبد اللہ رکھنا، اس پر ہاتھ پھیرنا اور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سکے لئے دعا کرنا۔ 1 انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھنے کا بیان۔ 1 بچے کا نام ابراہیم رکھنا۔ 1 بچے کا نام منذر رکھنا۔ 1 پہلے نام کو اس سے اچھے نام سے بدل دینا۔ 1 ”برہ“ کا نام جویریہ رکھنا۔ 1 ”برہ“ کا نام زینب رکھنا۔ 1 انگور کا نام ”کرم“ رکھنے کا بیان۔ 1 الف، رباح، یسار اور نافع نام رکھنے کی ممانعت۔ 1 مندبجہ بالا نام رکھنے کی اجازت کے بارے میں۔ 1 (غلام کے لئے) ”عبد۔ امۃ“ اور (مالک کیلئے) ”مولی۔ سید“ بولنے کے متعلق۔ 1 چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا۔ 1 کسی آدمی کا کسی آدمی کو ”یا بُحی“ کہنا (یعنی اے میرے بیٹے)۔ 1 اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا نام یہ ہے کہ کسی کا نام ”شہنشاہ“ ہو۔ 1 مسلمان پر مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ 1 راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت اور راستے کا حق ادا کرنے کے بیان میں۔ 1 سوار کا پیدل کو اور کم لوگوں (کی جماعت) کا زیادہ لوگوں (کی جماعت) کو سلام کرنا۔ 1 اجازت طلب کرنے اور سلام کے بارے میں۔ 1 پردہ اٹھا لینا اجازت دینا (ہی) ہے۔ 1 اجازت لیتے وقت ”میں“ کہنا مکروہ ہے (لہذا اپنا نام بتانا چاہئے)۔ 1 اجازت لینے کے وقت (گھر میں) جھانکنا منع ہے۔ 1 جو بغیر اجازت کسی کے گھر جھانکے اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی (تو کوئی گناہ نہیں)۔ 1 اچانک نظر پڑ

جانے اور نظر پھیر لینے کے بارے میں۔ / جو مجلس میں آیا، سلام کیا اور بیٹھ گیا (اس کی فضیلت)۔ / کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھنے کی ممانعت۔ / جو اپنی مجلس (بیٹھنے کی جگہ) سے اٹھا، پھر لوٹا تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ / تین آدمیوں میں سے دو آدمیوں کی الگ اور آہستہ بات چیت کی ممانعت۔ / بچوں کو سلام (کرنا)۔ / تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ / اہل کتاب کے سلام کا جواب۔ / پردے کا حکم آ جانے کے بعد عورتوں کے (کھلے منہ) نکلنے کی ممانعت۔ / عورتوں کو اپنی ضروریات کیلئے باہر نکلنے کی اجازت۔ / محرم عورت کو اپنے پیچھے بٹھانا۔ / جب کوئی اپنی بیوی کے ساتھ جا رہا ہو اور کوئی شخص راستہ میں مل جائے، تو یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فلاں (میری بیوی) ہے۔ / آدمی کو غیر محرم عورت کے ساتھ رات گزارنے کی ممانعت۔ / جن (عورتوں) کے خاوند گھر سے باہر ہیں، ان (عورتوں) کے گھروں میں جانے کی ممانعت۔ / عورتوں کے پاس مختبین (خسروں) کا آنا جانا منع ہے۔ / سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم۔

دم جھاڑ کے مسائل

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 276 سے صفحہ نمبر 283 تک)

1 نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جبرئیل علیہ السلام کا دم کرنا۔ 1 جادو کے بارے میں اور جو یہودیوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جادو کیا تھا اس کا بیان۔ 1 معوذات کا مرلیض پر پڑھنے اور پھونک مارنے کا بیان۔ 1 اللہ کے نام کا ”دم“ اور پناہ مانگنے کا بیان۔ 1 نماز کے اندر وسوسہ والے شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان۔ 1 بچھو سے ڈسے ہوئے آدمی کو سورہ فاتحہ سے دم کرنا۔ 1 ہرزہ کو دفع کرنے کے لئے دم کرنا۔ 1 ”نملہ“ (ایک قسم کی پھنسی) کے لئے دم کا بیان۔ 1 بچھو کے لئے دم کی اجازت۔ 1 نظر بد لگ جاتی ہے اور جب تم کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے تو غسل کرو۔ 1 نظر بد کا دم۔ 1 نظر بد سے دم کرنے کے متعلق۔ 1 زمین کی مٹی سے دم۔ 1 آدمی کا اپنے گھر والوں کو دم کرنا، جبکہ وہ بیمار ہوں۔ 1 ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس میں شرک نہ ہو۔

بیماری اور علاج

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 284 سے صفحہ نمبر 291 تک)

1 جو درد اور مرض مومن کو پہنچتی ہے اس کے ثواب کا بیان۔ 1 بیمار پر سی کی فضیلت کا بیان۔ 1 یوں نہ کہو کہ میرا نفس خبیث (گندا) ہو گیا ہے۔ 1 ہر بیماری کی دوا ہے۔ 1 بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ 1 بخار گناہوں کو دور کرتا ہے۔ 1 مرگی اور اس کے ثواب کے متعلق۔ 1 تلینہ بیمار کے دل کو خوش رکھتا ہے۔ 1 شہد پلا کر علاج کرنا۔ 1 کلونجی کے ساتھ دوا۔ 1 جو عجبہ کھجور صبح کو کھائے تو اس کو (شام تک) کوئی زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ 1 عود ہندی کے ساتھ دوا کا بیان۔ 1 منہ میں دوائی ڈال کر علاج کرنا۔ 1 پچھنا لگانے اور ناک میں دوائی ڈالنے کے متعلق۔ 1 پچھنے لگوانے اور داغنے کے ساتھ علاج کرنا۔ 1 رگ کاٹنے اور داغنے سے علاج۔ 1 زخم کا علاج داغ دینے سے۔ 1 شراب کے ساتھ دوا (جائز نہیں)۔

طاعون کے متعلق

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 292 سے صفحہ نمبر 298 تک)

1 طاعون کے بارے میں، اور یہ کہ یہ ایک عذاب ہے، اس لئے نہ تو اس (طاعون زدہ بستی) میں داخل ہو اور نہ اس (طاعون زدہ بستی) سے بھاگو۔ بدفالی، اور متعدی (اچھوت) بیماری! نہ عدوی کوئی چیز ہے اور نہ طیرہ، نہ صفر اور نہ حمامہ۔ 1 بیمار اونٹ تندرست اونٹ پر نہ لایا جائے۔ 1 نوہ کوئی چیز نہیں۔ 1 غول کوئی چیز نہیں۔ 1 جذام (کوڑھ پن) میں مبتلا شخص سے دور رہنے کے متعلق۔ 1 اچھی فال کے متعلق۔ 1 نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں (ہو سکتی ہے)۔

All rights reserved.

©2002-2006

کہانت کے متعلق

اہم عنوانات (صفحہ نمبر 299 سے صفحہ نمبر 39 تک)

۱ کاہن کے پاس آنے کی ممانعت اور لکیر کے ذکر میں۔ ۱ وہ بات جس کو جن اچک کر لے جاتا ہے۔ ۱ ستاروں کے ذریعے شیطانوں پر حملے کے متعلق جبکہ وہ (فرشتوں سے) چوری سنتے ہیں۔ ۱ جو نجومی کے پاس آتا ہے اس کی نماز قبول نہیں۔ ۱ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے کی ممانعت۔ ۱ گھر میں رہنے والے سانپوں کو تین بار خبردار کرو۔ ۱ سانپوں کو مارنا۔ ۱ گرگٹوں کو مارنے کے بارے میں۔

All rights reserved.

©2002-2006

وقف کے مسائل

باب: اصل (زمین، باغ وغیرہ) کو اپنے پاس رکھنا اور اس کے غلہ (آمدن) کو صدقہ کرنا۔

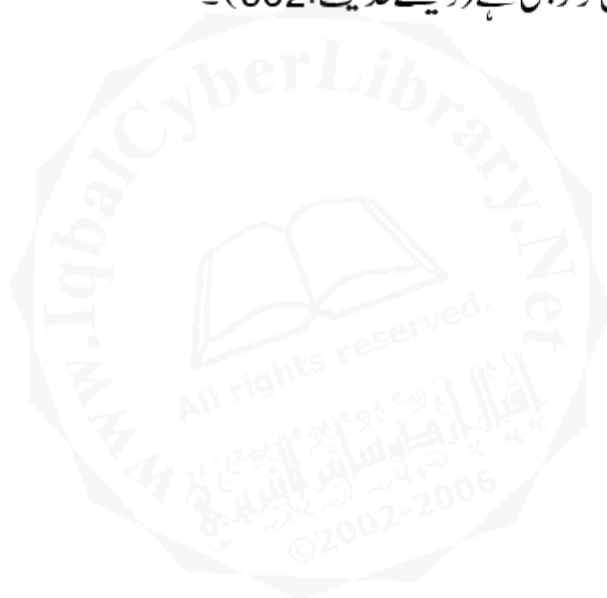
1000: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی تو وہ اس بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے مشورہ کرنے کو آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے اور ایسا عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے بارے میں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو زمین کی ملکیت کو روک رکھے (یعنی اصل زمین کو) اور اس کا صدقہ کر دو (یعنی اسکی پیداوار کا) پھر سیدنا عمرؓ نے اس کو اس شرط پر صدقہ کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ خریدی جائے، نہ وہ کسی کی میراث میں آئے اور نہ ہبہ کی جائے۔ اور اس کو صدقہ کیا فقیروں اور رشتہ داروں اور غلاموں میں (یعنی ان کی آزادی میں مدد دینے کیلئے) اور مسافروں اور ناتوان لوگوں میں یا مہمان کی مہمانی میں اور جو کوئی اس کا انتظام کرے، وہ اس میں سے دستور کے موافق کھائے یا کسی دوست کو کھلائے لیکن مال اکٹھا نہ کرے (یعنی روپیہ جوڑنے کی نیت سے اس میں تصرف نہ کرے)۔

باب: موت کے بعد کس چیز کا ثواب انسان کو ملتا رہتا ہے؟

1001: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا۔ دوسرے اس علم کا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور تیسرے نیک بخت اولاد کا جو اس کیلئے دعاء کرے۔

باب: اس شخص کی طرف سے صدقہ (کرنا) جو فوت ہو گیا اور اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی۔

اس باب کے بارے میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 532)۔



نذر (ماننے) کے مسائل

باب: جو چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو، اس کو پورا کرنا چاہئے۔

1002: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے طائف سے لوٹنے کے بعد معرانہ مقام پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میں نے جاہلیت میں ایک دن مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر کی تھی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جا اور ایک دن کا اعتکاف کر۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خمس میں سے ایک لونڈی ان کو عنایت کی تھی، جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سب قیدیوں کو آزاد کر دیا تو سیدنا عمرؓ نے ان کی آوازیں سنیں، وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے آزاد کر دیا۔ سیدنا عمرؓ نے پوچھا یہ کیا (کہہ رہے) ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے (اپنے بیٹے سے) کہا کہ اے عبد اللہ! اس لونڈی کے پاس جا اور اس کو بھی چھوڑ دے۔

باب: نذر پوری کرنے کا حکم۔

1003: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سیدنا سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں پر نذر تھی اور وہ اس کے ادا کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کی طرف سے تو ادا کر دے۔

باب: جس نے نذر مانی کہ وہ کعبہ شریف پیدل چل کر جائے گا، اس کے متعلق۔

1004: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ تک ننگے پاؤں پیدل جائے گی، تو مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھنے کا کہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پیدل بھی چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

1005: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان (ان پر) ٹیک لگائے جا رہا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کرنے سے بے پروا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو سوار ہونے کا حکم کیا۔

باب: نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی۔

1006: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نذر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا (یعنی کوئی آنے والی بلا نہیں رکتی اور تقدیر نہیں بدلتی) یہ صرف بلکہ بخیل سے مال نکلوانے کا ذریعہ ہے (یعنی بخیل یوں تو خیرات نہیں کرتا اور جب آفت آتی ہے تو نذر ہی کے بہانے روپیہ دیتا ہے اور مسکینوں کو فائدہ ہوتا ہے)۔

1007: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نذر کسی ایسی چیز کو آدمی سے نزدیک نہیں کرتی جو

اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں نہیں لکھی لیکن نذر تقدیر کے موافق ہوتی ہے۔ نذر کی وجہ سے بخیل کے پاس سے وہ مال نکلتا ہے جس کو وہ نکالنا نہیں چاہتا۔

باب: جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو اور جس چیز کا وہ مالک نہیں، اس کو پورا نہ کیا جائے۔

1008: سیدنا عمران بن ھاشمؓ کہتے ہیں کہ ثقیف اور بنی عقیل ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ ثقیف نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہؓ میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہؓ نے بنی عقیل میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اور عصباء (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اونٹنی) کو بھی اس کے ساتھ پکڑا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے پاس آئے اور وہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے کہا یا محمد! یا محمد! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے کس قصور میں پکڑا اور حاجیوں کی اونٹنیوں پر سبقت لے جانے والی (یعنی عصباء کو) کس قصور میں پکڑا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بڑا قصور ہے اور میں نے تجھے تیرے دوست ثقیف کے قصور کے بدلے میں پکڑا ہے۔ یہ کہہ کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چلے تو اس نے پھر پکارا یا محمد، یا محمد! اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہایت رحم دل اور مہربان تھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پھر اس کی طرف لوٹے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ بات اگر تو اُس وقت کہتا جب تو اپنے کام کا مختار تھا (یعنی گرفتار نہیں ہوا تھا) تو بالکل نجات پاتا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوٹے تو اس نے پھر پکارا یا محمد، یا محمد! صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) پھر آئے اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا
 کھلائیں اور میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے
 فرمایا کہ یہ لے (یعنی کھانا پانی اس کو دیا)۔ پھر وہ ان دو شخصوں کے بدلے چھوڑا گیا
 جن کو ثقیف نے قید کر لیا تھا۔ راوی نے کہا کہ انصار کی ایک عورت قید ہو گئی اور
 عضباء بھی قید ہو گئی۔ پھر وہ عورت بندھی ہوئی تھی اور کافرا اپنے گھروں کے سامنے
 اپنے جانوروں کو آرام دے رہے تھے کہ اس نے اپنے آپ کو بندھنوں سے آزاد کر
 لیا اور اونٹوں کے پاس آئی، جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا تو وہ اس کو چھوڑ
 دیتی، یہاں تک کہ عضباء کے پاس آئی تو اس نے آواز نہیں کی اور وہ بڑی مسکین
 (شریف) اونٹنی تھی۔ عورت نے اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کو ڈانٹا تو وہ چلی۔ کافروں کو
 خبر ہو گئی تو وہ عضباء کے پیچھے چلے (اپنی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر) لیکن عضباء نے ان
 کو تھکا دیا (یعنی کوئی پکڑ نہ سکا کہ عضباء اتنی تیز رو تھی) اس عورت نے نذرمانی کہ
 اے اللہ! اگر عضباء مجھے بچا لے جائے تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ جب وہ
 عورت مدینہ میں آئی اور لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو عضباء رسول اللہ (صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم) کی اونٹنی ہے۔ وہ عورت بولی کہ میں نے نذر کی ہے کہ اگر عضباء پر
 اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے تو اس کو خر کروں گی۔ یہ سن کر صحابہ رسول اللہ (صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا، تو
 آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (تعجب سے) فرمایا کہ سبحان اللہ! اس عورت
 نے عضباء کو کیا برباد لہ دیا (یعنی عضباء نے تو اس کی جان بچائی اور وہ عضباء کی جان
 لینا چاہتی ہے) اس نے نذرمانی کہ اگر اللہ تعالیٰ عضباء کی پیٹھ پر اس کو نجات دے تو
 وہ عضباء ہی کی قربانی کرے گی۔ جو نذر گناہ کیلئے کی جائے وہ پوری نہ کی جائے اور
 نہ وہ نذر پوری کی جائے جس کا انسان مالک نہیں۔

باب: نذر کے کفارہ میں۔

1009: سیدنا عقبہ بن عامرؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ (یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو لباس پہنانا یا غلام آزاد کرنا۔ اگر ان کاموں کی طاقت نہ ہو تو ہر تین دن کے روزے رکھنا)۔

پیٹھ پر بیٹھ کر اس کو ڈانٹا تو وہ چلی۔ کافروں کو خبر ہو گئی تو وہ عضباء کے پیچھے چلے (اپنی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر) لیکن عضباء نے ان کو تھکا دیا (یعنی کوئی پکڑ نہ سکا کہ عضباء اتنی تیز روتھی) اس عورت نے نذر مانی کہ اے اللہ! اگر عضباء مجھے بچالے جائے تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ جب وہ عورت مدینہ میں آئی اور لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ تو عضباء رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اونٹنی ہے۔ وہ عورت بولی کہ میں نے نذر کی ہے کہ اگر عضباء پر اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے تو اس کو نحر کروں گی۔ یہ سن کر صحابہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (تعجب سے) فرمایا کہ سبحان اللہ! اس عورت نے عضباء کو کیا برباد لہ دیا (یعنی عضباء نے تو اس کی جان بچائی اور وہ عضباء کی جان لینا چاہتی ہے) اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ عضباء کی پیٹھ پر اس کو نجات دے تو وہ عضباء ہی کی قربانی کرے گی۔ جو نذر گناہ کیلئے کی جائے وہ پوری نہ کی جائے اور نہ وہ نذر پوری کی جائے جس کا انسان مالک نہیں۔

باب: نذر کے کفارہ میں۔

1009: سیدنا عقبہ بن عامرؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ (یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا لباس پہنانا یا غلام آزاد کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا)۔



قسم کے مسائل

باب: باپ (دادا) کی قسم اٹھانے کی ممانعت۔

1010: سیدنا عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ سنا میں نے (باپ دادا) کی قسم نہیں کھائی ہے، نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی طرف سے (حکایت کرتے ہوئے)۔

1011: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص قسم کھانا چاہے وہ کوئی قسم نہ کھائے سوائے اللہ تعالیٰ کی قسم کے۔ اور قریش اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنے باپ دادا کی قسم مت کھاؤ۔

باب: طاغوت (بت اور جھوٹے معبودوں) کی قسم کی ممانعت۔

1012: سیدنا عبدالرحمن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مت قسم کھاؤ بتوں کی اور نہ اپنے باپ داداؤں کی۔

باب: جو ”لات“ و ”عزی“ کی قسم کھائے اس کو ”لا الہ الا اللہ“ کہنا چاہیئے

1013: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے اپنی قسم میں یہ کہے کہ لات کی قسم! تو اسے چاہیئے کہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اور جو کوئی کسی دوسرے سے کہے کہ آؤ جو اے کھیلیں تو وہ صدقہ کرے۔ ایک روایت میں ”لات“ کے ساتھ ”عزی“ کا بھی ذکر ہے۔

باب: قسم میں ”ان شاء اللہ“ کہنا مستحب ہے۔

1014: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کے نبی سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا (ایک روایت میں نوے ہیں، ایک میں ننانوے اور ایک میں سو) ہر ایک ان میں سے ایک لڑکا جنے گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی یا فرشتے نے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کہو۔ لیکن انہوں نے نہیں کہا، وہ بھول گئے۔ پھر کسی عورت نے بچہ نہ جنا سوائے ایک کے اور وہ بھی آدھا بچہ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ان کی بات رد نہ جاتی اور ان کا مطلب پورا ہو جاتا۔

باب: قسم کا مطلب قسم اٹھوانے والے کی نیت کے موافق ہو۔

1015: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قسم کا مطلب قسم کھلانے والے کی نیت کے موافق ہوگا۔

باب: جو اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ مسلمان کا حق مارتا ہے، اس کے لئے جہنم واجب ہے۔

1016: سیدنا ابوامامہ (یعنی حارثیؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ) اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف بیوی کے پاس رہنے کی باری وغیرہ) قسم کھا کر مار لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جہنم کو واجب کر دیا اور اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر وہ ذرا سی چیز ہو تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر چہ پیلو کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

1017: سیدنا وائل بن حجر کہتے ہیں کہ حضرت موت سے ایک شخص اور کندہ کا ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے۔ حضرت موت والے نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس شخص نے میری زمین دہالی ہے جو میرے باپ کی تھی۔ کندہ والے نے کہا کہ وہ میری زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، میں اس میں کھیتی کرتا ہوں، اس کا کچھ حق نہیں ہے۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حضرت موت والے سے فرمایا کہ تیرے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولا کہ نہیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو پھر اس سے قسم لے لو۔ وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ تو فاجر ہے قسم کھانے میں اس کو ڈر نہیں اور وہ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتا، وہ قسم کھا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے اس سے یہی ممکن ہے۔ جب وہ قسم کھانے چلا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسے جاتے ہوئے فرمایا: دیکھو! اگر اس نے دوسرے کا مال ناحق اڑا لینے کو قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لے گا۔

باب: جو قسم اٹھائے اور پھر دیکھے کہ قسم کے خلاف (کرنے) میں بہتری ہے تو وہ کفارہ دے اور وہ کام کرے جس میں بہتری ہے۔

1018: سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس چند اشعریوں کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سواری مانگنے کیلئے آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس تمہیں دینے کے لئے کوئی سواری ہے۔ پھر ہم ٹھہرے رہے جتنی دیر کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اونٹ آئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سفید کو ہان کے تین اونٹ

ہمیں دینے کا حکم کیا۔ جب ہم چلے تو ہم نے یا بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برکت نہ دے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور سواری مانگی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری نہ ملے گی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں سواری دی۔ پھر لوگوں نے آ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں سواری نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سوار کیا اور میں تو اگر اللہ چاہے تو کسی بات کی قسم نہ کھاؤں گا مگر پھر اس سے بہتر دوسرا کام دیکھوں گا تو اپنی قسم کا کفارہ دوں گا اور وہ کام کروں گا جو بہتر ہے۔

1019: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کورات کے وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس دیر ہو گئی، پھر وہ اپنے گھر گیا تو بچوں کو دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ اس کی عورت کھانا لائی تو اس نے قسم کھالی کہ میں اپنے بچوں کی وجہ سے نہ کھاؤں گا پھر اس کو کھانا مناسب معلوم ہوا اور اس نے کھالیا۔ بعد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص کسی بات کی قسم کھائے لیکن پھر دوسری بات اس سے بہتر سمجھے تو وہ کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔

باب: قسم کے کفارہ میں۔

1020: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے بارے میں (نقصان دے قسم پر) اصرار کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہے کہ وہ کفارہ قسم ادا کر کے اپنی قسم توڑ لے۔ (یعنی اسے اپنی قسم پر باقی رہنے کی بجائے قسم توڑ کر کفارہ قسم ادا کرنا چاہئے)۔

خون کی حرمت اور قصاص و دیت کے مسائل

باب: خون، اموال اور عزت کی حرمت کا بیان۔

1021: سیدنا ابوبکرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان بنائے تھے۔ سال بارہ مہینے کا ہے اور اس میں چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں)۔ تین مہینے تو لگاتار ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب، (قبیلہ) مضر کا مہینہ جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس مہینے کا نام کچھ اور رکھیں گے، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا یہ مہینہ ذوالحجہ کا نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پھر چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس شہر کا کچھ اور نام رکھیں گے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا یہ (البلد) مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خوب جانتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چپ ہو رہے، یہاں تک کہ ہم یہ سمجھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس دن کا نام کوئی اور رکھیں گے۔

(پھر) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بیشک یہ یوم النحر ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری جانیں اور تمہارے مال (راوی کہتا ہے میرا خیال ہے کہ بھی کہا) اور تمہاری آبروئیں (عزتیں) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ دن حرام ہے اس شہر میں، اس مہینے میں۔ (جس کی حرمت میں کسی کو شک نہیں ایسے ہی مسلمان کی جان، عزت اور دولت بھی حرام ہے اور اس کا بلاوجہ شرعی لے لینا درست نہیں ہے) اور عنقریب تم اپنے پروردگار سے ملو گے، تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ پھر تم میرے بعد کافریا گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو (یعنی آپس میں لڑنے لگو اور ایک دوسرے کو مارو۔ یہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آخری نصیحت اور بہت بڑی اور عمدہ نصیحت تھی۔ افسوس کہ مسلمانوں نے تھوڑے دنوں تک اس پر عمل کیا آخر آفت میں گرفتار ہوئے اور عقبی جدا تباہ کیا۔ جو (اس وقت، اس مجمع میں) حاضر ہے وہ یہ حکم غائب (جو حاضر نہیں ہے) کو پہنچا دے۔ کیونکہ بعض وہ (غائب) شخص جس کو (حاضر شخص) یہ بات پہنچائے گا (اب) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ دیکھو میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

باب: قیامت کے دن سب پہلے (ناحق) خون کا فیصلہ ہوگا۔

1022: سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون (قتل) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

باب: کوئی چیز مسلمان کے خون (بہانے) کو حلال کرتی ہے؟

1023: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور میں اس کا پیغمبر ہوں، (اس کو) مارنا درست نہیں مگر تین میں سے کسی ایک بات پر۔ 1۔ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وہ زنا کرے۔ یا 2۔ جان کے بدلے جان (یعنی کسی کا خون کرے)۔ یا 3۔ جو اپنے دین سے پھر جائے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔

باب: اس آدمی کے بارے میں (کیا حکم ہے) جو اسلام سے مرتد ہو گیا اور قتل کیا اور لڑائی کی۔

1024: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) عکل کے آٹھ آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر ان کو (مدینہ کی) ہونا موافق ہو گئی اور ان کے بدن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے شکایت کی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں نہیں چلے جاتے کہ (وہاں) ان کا دودھ اور پیشاب پیو؟ انہوں نے کہا کہ اچھا۔ پھر وہ نکلے اور اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پیا اور ٹھیک ہو گئے، تو انہوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ بھگالے گئے۔ یہ خبر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پہنچی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے پیچھے جماعت بھیجی۔ وہ گرفتار کر کے لائے گئے تو آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور آنکھیں سلائی سے پھوڑ دی گئیں پھر دھوپ میں ڈال دیئے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔

باب: اس آدمی کا گناہ جس نے قتل کی رسم ڈالی۔

1025: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ جب کوئی خون (قتل) ظلم سے ہوتا ہے تو آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون کا ایک حصہ پڑتا ہے (یعنی گناہ کا) کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کی راہ نکالی۔

باب: جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو ہلاک کیا (تو وہ) اسی طریقہ کے ساتھ جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔

1026: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے مار لے، تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا (اور) اس کو اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ، مارتا رہے گا اور جو شخص زہر پی کر اپنی جان لے، تو وہ اسی زہر کو جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالے، تو وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں گرا کر رہے گا اور ہمیشہ اس کا یہی حال رہے گا (کہ اونچے مقام سے نیچے گرے گا)۔

1027: سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور مشرکوں کا جنگ میں سامنا ہوا تو وہ لڑے۔ پھر جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے لشکر کی طرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکر کی طرف گئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا (اس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) وہ کسی اکا دکا کافر کو نہ چھوڑتا بلکہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا (یعنی جس کافر سے بھڑتا اس کو قتل کر دیتا)، تو صحابہؓ نے کہا کہ جس طرح یہ شخص آج ہمارے کام آیا ایسا کوئی نہ آیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

فرمایا کہ وہ تو جہنمی ہے۔ ایک شخص ہم میں سے بولا کہ میں اس کے ساتھ رہوں گا (اور اس کی خبر رکھوں گا کہ وہ جہنم میں جانے کا کونسا کام کرتا ہے کیونکہ ظاہر میں تو بہت عمدہ کام کر رہا تھا)۔ پھر وہ شخص اس کے ساتھ نکلا اور جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہاں وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اس کے ساتھ دوڑ کر جاتا۔ آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مر جانا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان میں، پھر اس پر زور ڈال دیا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ تب وہ شخص (جو اس کے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ وہ شخص بولا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگوں نے اس پر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ میں تمہارے واسطے اس کی خبر رکھوں گا۔ پھر میں اس کی تلاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لئے اس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں، پھر اس پر زور ڈال دیا یہاں تک کہ اپنے آپ کو مار ڈالا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ سن کر فرمایا کہ آدمی لوگوں کے نزدیک جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور ایک شخص لوگوں کے نزدیک جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ (انجام کے لحاظ سے) جنتی ہوتا ہے۔

باب: جس نے کسی کو پتھر کے ساتھ قتل کیا (تو بدلے میں) وہ بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا۔

1028: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کا سر دو پتھروں میں

کچلا ہوا ملا تو اس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا؟ فلاں نے، فلاں نے؟ یہاں تک کہ ایک یہودی کا نام لیا تو اس نے اپنے سر سے (ہاں میں) اشارہ کیا۔ وہ یہودی پکڑا گیا تو اس نے اقرار کر لیا تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا سر بھی پتھر سے کچلنے کا حکم دیا۔

باب: جس نے کسی آدمی کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیئے اور (کھینچنے سے) کاٹنے والے کے دانت گر پڑے۔

1029: سیدنا عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ پر (دانتوں سے) کاٹا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا، تو اس (کاٹنے والے) کے سامنے کے دانت گر پڑے۔ (پھر جس کے دانت نکل پڑے تھے) اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے فریاد کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ کیا یہ چاہتا ہے کہ میں اس کو حکم دوں کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دے اور پھر تو اس کو چبا ڈالے جیسے اونٹ چبا ڈالتا ہے۔ اچھا تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے کہ چبائے پھر تم اپنا ہاتھ کھینچ لینا (یعنی اگر تیرا جی چاہے تو اس طرح قصاص ہو سکتا ہے کہ تو بھی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے پھر کھینچ لے یا تو اس کے بھی دانت ٹوٹ جائیں گے یا تیرا ہاتھ زخمی ہوگا)۔

باب: زخم کا بھی قصاص ہے مگر یہ کہ دیت لینے پر راضی ہوں۔

1030: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ربیعؓ کی بہن اُمّ حارثہ رضی اللہ عنہا (جو سیدنا انسؓ کی پھوپھی تھیں) نے ایک آدمی کو زخمی کر دیا (اس کا دانت توڑ ڈالا تھا) پھر انہوں نے یہ جھگڑا (مقدمہ) رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قصاص لیا جائے گا قصاص لیا جائے گا۔ اُمّ ربیعؓ

نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا فلاں (عورت) سے قصاص لیا جائے گا؟ (یعنی اُمّ حارثہ سے) اللہ کی قسم اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سبحان اللہ اے اُمّ رنح! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے۔ اُمّ رنح نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اس سے کبھی قصاص نہ لیا جائے گا۔ پھر اُمّ رنح یہی کہتی رہی، یہاں تک کہ وہ (جس کا دانت ٹوٹا تھا اس کے کنبے والے) دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دیتا (یعنی ان کی قسم پوری کر دیتا) ہے۔

باب: جس نے قتل کا اقرار کیا اور پھر وہ (قاتل، قتل کیلئے مقتول کے) ولی کے سپرد کر دیا گیا اور اس (ولی) نے اسے معاف کر دیا۔

1031: علقمہ بن وائل سے روایت ہے کہ ان کے والدؓ نے انہیں بتایا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص دوسرے کو تسمہ سے کھینچتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! اس نے میرے بھائی کو مار ڈالا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کو قتل کیا ہے؟ وہ (پہلا شخص) بولا اگر یہ اقرار نہیں کرے گا تو میں اس پر گواہ لاؤں گا۔ تب وہ شخص بولا کہ بیشک میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے کیسے قتل کیا ہے؟ وہ بولا کہ میں اور وہ دونوں درخت کے پتے جھاڑ رہے تھے کہ اتنے میں اس نے مجھے گالی دی اور مجھے غصہ دلایا تو میں نے کلباڑی اس کے سر پر ماری اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے جو اپنی جان کے بدلے میں دے؟ وہ بولا میرے پاس کچھ نہیں سوائے اس

چادر اور کلباڑی کے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تیری قوم کے لوگ تجھے چھڑائیں گے؟ اس نے کہا کہ ان کے پاس میری اتنی قدر نہیں ہے۔ تب آپ نے وہ تسمہ مقتول کے وارث کی طرف پھینک دیا اور فرمایا اسے لے جاؤ۔ وہ لے کر چل دیا۔ جب پیٹھ موڑی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر وہ اس کو قتل کرے گا تو اس کے برابر ہی رہے گا (یعنی نہ اس کو کوئی درجہ ملے گا نہ اس کو کوئی مرتبہ حاصل ہوگا کیونکہ اس نے اپنا حق دنیا ہی میں وصول کر لیا)۔ یہ سن کر وہ لوٹا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ فرمایا ہے کہ اگر میں اس کو قتل کروں گا تو اس کے برابر رہوں گا اور میں نے تو اس کو آپ کے حکم سے پکڑا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو یہ نہیں چاہتا کہ وہ تیرا اور تیرے بھائی کا گناہ سمیٹ لے؟ وہ بولا ”جی ہاں کیوں نہیں“۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ اسی طرح ہوگا۔ پھر اس نے اس کا تسمہ پھینک دیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

باب: اس عورت کی دیت جس کے پیٹ پر مارا گیا جس کی وجہ سے (اس کے) پیٹ والا بچہ گر (کمر مر) گیا اور وہ عورت بھی مر گئی۔ اس (عورت) کی دیت اور اس کے بچے کی دیت۔

1032: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ (قبیلہ) ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر سے مارا، تو وہ بھی مر گئی اور پیٹ والا بچہ بھی مر گیا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے فیصلہ چاہا تو آپ نے فیصلہ کیا کہ اس کے بچے کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے اور عورت کی دیت مارنے والی کے کنبے والے دیں۔ اور اسکی (دیت میں) اس کی اولاد اور دیگر ورثاء کو وارث بنایا۔ سیدنا حمل بن

تا بغہندیٰ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اس کا تاوان کیونکر دیں جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا یہ تو آیا گیا (یعنی لغو ہے) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایسی قافیہ دار عبارت بولنے کی وجہ سے یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔

باب: وہ نقصان جس کی دیت نہیں ہوتی۔

1033: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ کنوئیں کا زخم لغو ہے اور کان کا زخم لغو ہے اور جانور کا زخم لغو ہے اور معدنیاتی کان یا دفینہ میں پانچواں حصہ (بطور زکوٰۃ) ہے۔ (رکاز وہ خزانہ ہے جو زمین میں دفن شدہ ملے)۔

قسم دلانے کے مسائل

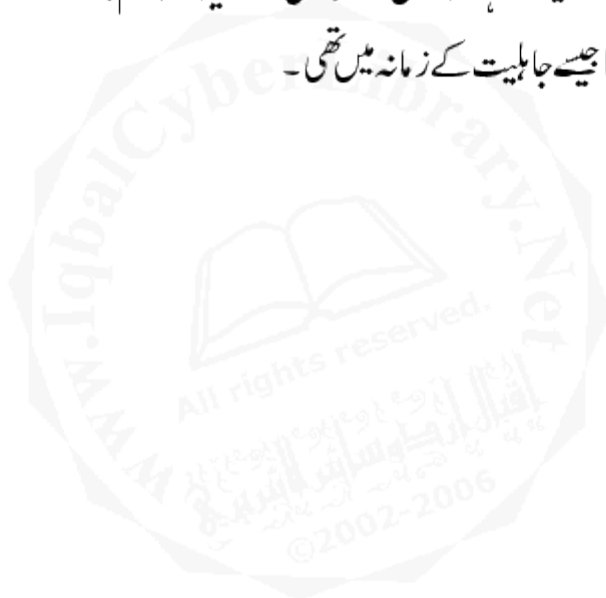
باب: قسم کون اٹھائے۔

1034: سیدنا سہل بن ابی حمزہ اپنی قوم کے بڑے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن سہل اور حبیصہ 'دونوں کسی تکلیف کی وجہ سے خیبر گئے حبیصہؓ نے آ کر بتایا کہ عبداللہ بن سہلؓ مارے گئے اور ان کی نعش چشمہ یا کنواں میں پھینک دی گئی ہے۔ وہ یہود کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کی قسم تم نے ان کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نے انہیں قتل نہیں کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ پھر حبیصہ اور ان کا بھائی حویصہ جوان سے بڑا تھا اور عبدالرحمن بن سہل تینوں (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس) آئے۔ حبیصہ نے بات کرنا چاہا کہ وہی (عبداللہ بن سہلؓ کے ساتھ) خیبر کو گئے تھے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حبیصہ سے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کر اور بڑے کو کہنے دے۔ پھر حویصہؓ نے بات کی اور پھر حبیصہ نے بات کی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حبیصہؓ سے فرمایا کہ یا تو یہود تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا جنگ کریں۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہود کو اس بارے میں لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ اللہ کی قسم ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حویصہ، حبیصہ اور عبدالرحمنؓ سے فرمایا کہ تم قسم کھاتے ہو کہ اپنے ساتھی کا قصاص لو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر یہود تمہارے لئے قسم کھائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں (ان کی) قسم کا کیا اعتبار۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کی دیت اپنے پاس سے دی اور سوامنٹ ان کے پاس بھیجے یہاں تک کہ ان کے گھر میں پہنچا دیئے گئے۔

سیدنا سہلؒ نے کہا کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات مار دی تھی۔

باب: جاہلیت کے مسئلہ قسامت کو بحال رکھنا۔

1035: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب میں سے ایک انصاری صحابیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قسامت کو اسی طور پر باقی رکھا جیسے جاہلیت کے زمانہ میں تھی۔



حدود کے مسائل

زانی کی حد

باب: غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کی حد زنا۔

1036: سیدنا عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جب وحی اترتی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سختی معلوم ہوتی اور چہرہ مبارک پر مٹی کارنگ آ جاتا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر وحی اتری اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ایسی ہی سختی معلوم ہوئی۔ جب وحی موقوف ہو گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھ سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راستہ کر دیا۔ اگر شادی شدہ، شادی شدہ سے زنا کرے اور غیر شادی شدہ، غیر شادی شدہ سے زنا کرے تو شادی شدہ کو سو (100) کوڑے لگا کر سنگسار کر دیں اور غیر شادی شدہ کو سو (100) کوڑے لگا کر ایک سال تک وطن سے باہر نکال دیں۔

باب: زنا کے معاملہ میں شادی شدہ کو رجم کرنا۔

1037: سیدنا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب اتاری، اسی کتاب میں رجم کی آیت بھی تھی (لیکن اس کی تلاوت موقوف ہو گئی اور حکم باقی ہے) ہم نے اس آیت کو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعد رجم کیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ جب زیادہ مدت گزرے گی تو کوئی یہ نہ کہنے لگ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم نہیں ملتا۔

پھر گمراہ ہو جائے اس فرض کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس شخص پر جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے مرد ہو یا عورت رجم حق ہے۔ (اور یہ صورت میں ہی ہے کہ) جب گواہ قائم ہوں زنا پر یا حمل ہو یا (زانی) خود اقرار کرے۔ (رجم، آدھا زمین میں گاڑ کر اوپر سے پتھر مار مار کر ختم کر دینے کو کہتے ہیں)۔

باب: جس نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کر لیا۔

1038: سیدنا جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس چھوٹے قد کا آدمی جس کے بال پراگندہ اور جسم مضبوط تھا، اس پر چادر تھی اور اس نے زنا کیا تھا، لایا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دوبار اس کی بات کو ٹالا پھر حکم کیا تو وہ سگسار کیا گیا۔ اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو تم میں سے کوئی نہ کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور بکرے کی طرح آواز کرتا ہے اور کسی عورت کو تھوڑا دودھ دیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ میرے قابو میں ایسے شخص کو دے گا تو میں اس کو ایسی سخت سزا دوں گا جو دوسروں کے لئے نصیحت ہو۔ راوی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا سعید بن جبیرؓ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چار بار اس کی بات کو ٹالا۔ اور ایک روایت میں دو دفعہ یا تین دفعہ کا ذکر ہے۔

باب: زنا کا اقراری چار دفعہ اقرار کرے۔ اور جس کو رجم کرنا ہے (اس کیلئے) گڑھا کھودنا اور زنا سے حاملہ عورت کی سزا میں وضع حمل تک تاخیر اور جس کو رجم کیا گیا اس کی نماز جنازہ کا بیان۔

1039: سیدنا بریدہؓ سے روایت ہے کہ معاذ بن مالکؓ سلمیٰ رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ زنا کر بیٹھا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے پاک کریں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو پھیر دیا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو پھیر دیا اور ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا کہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے؟ اور تم نے کوئی بات دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو کچھ فتور نہیں جانتے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں ان کی عقل اچھی ہے۔ پھر تیسری بار ماعزؓ آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا (اور یہی دریافت کرایا) تو انہوں نے کہا کہ ان کو کوئی بیماری نہیں ہے اور نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ جب وہ چوتھی بار آئے (اور انہوں نے یہی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے حالانکہ توبہ سے بھی پاکی ہو سکتی تھی مگر ماعزؓ کو شک ہوا کہ شاید توبہ قبول نہ ہو) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے لئے ایک گڑھا کھدوایا پھر وہ آپ کے حکم پر رجم کئے گئے۔ راوی کہتا ہے (اس کے بعد) غامدیہ کی عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو پھیر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے کیوں لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ ایسے لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعزؓ کو لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں (تو اب زنا میں کیا شک ہے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے) تو جا، جننے کے بعد آنا۔ جب ولادت ہوگئی تو بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور کہا: لیجئے یہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) نے فرمایا جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھٹے۔ (شافعی اور احمد اور
 ائحق کا یہی قول ہے کہ عورت کو رجم نہ کریں گے جننے کے بعد بھی جب تک دودھ کا
 بندوبست نہ ہو ورنہ دودھ چھٹنے تک انتظار کریں گے اور امام ابوحنیفہ اور مالک کے
 نزدیک جنتے ہی رجم کریں گے) جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس
 کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے نبی! میں نے
 اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)
 نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دیدیا۔ پھر آپ کے حکم سے ایک گڑھا
 کھودا گیا اس کے سینے تک اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا خالد بن
 ولید ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر سیدنا خالدؓ کے منہ پر
 گرا۔ سیدنا خالدؓ نے اس کو برا کہا اور یہ برا کہنا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)
 نے سن لیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ خیر داراے خالد (ایسا مت
 کہو) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر
 (نا جائز) محصول (ٹیکس) لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں
 گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو سستا ہے) بھی ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا
 جائے (حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا) پھر آپ
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حکم کیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔

باب: زنا میں ذمی یہودی پر بھی رجم ہے۔

1040: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)
 کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا جنہوں نے زنا کیا تھا۔
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ
 تو رات میں زنا کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کر کے (گدھوں

پر) اس طرح سوار کرتے ہیں کہ ان کا منہ (گدھوں) کی دم کی طرف ہوتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اچھا تو اگر تم سچ کہتے ہو تو رات لاؤ۔ وہ لے کر آئے اور پڑھنے لگے، جب رجم کی آیت آئی تو جو شخص پڑھ رہا تھا اس نے اپنا ہاتھ اس آیت پر رکھ دیا اور آگے اور پیچھے کا مضمون پڑھ دیا۔ سیدنا عبداللہ بن سلام (یہودیوں کے عالم جو مسلمان ہو گئے تھے) وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس شخص سے کہنے کہ اپنا ہاتھ اٹھائے۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت ہاتھ کے نیچے تھی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم سے وہ دونوں رجم کئے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کو رجم کیا میں نے دیکھا کہ مرد اپنی آڑ سے عورت کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔ (یعنی پتھر اپنے اوپر لیتا محبت سے)۔

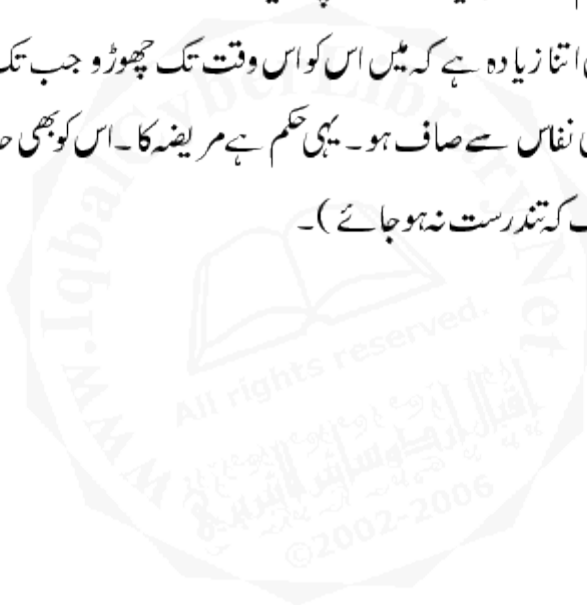
باب: لونڈی کو مارنا جب کہ وہ زنا کرے۔

1041: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ لونڈی جو شادی شدہ نہیں ہے، وہ زنا کرے تو کیا سزا ہوگی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو کوڑے لگاؤ، پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر اس کو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسی قیمت کی آئے۔ ابن شہاب کو شک ہے کہ بیچنے کا حکم تیسری بار کے بعد دیا، یا چوتھی بار کے بعد۔

باب: مالک اپنے غلام پر حد قائم کرے۔

1042: سیدنا ابو عبد الرحمنؓ کہتے ہیں کہ سیدنا علیؓ نے خطبہ پڑھا تو کہا کہ اے لوگو! اپنی لونڈی، غلاموں کو حد لگاؤ خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں (یعنی کوڑے مارو)۔ کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ کو اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ دیکھا تو اس کے ہاں ابھی قریب ہی ولادت ہوئی تھی۔ میں ڈرا کہ کہیں اس کو کوڑے ماروں (تو) وہ مر ہی نہ جائے۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا (جو کوڑے لگانا موقوف رکھا)۔ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک وہ اچھی ہو جائے (یعنی نفاس سے صاف ہو۔ یہی حکم ہے مریضہ کا۔ اس کو بھی حد نہیں ماریں گے جب تک کہ تندرست نہ ہو جائے)۔



چوری کی حد کا بیان

باب: جس چیز (کی چوری) میں ہاتھ کاٹنا واجب ہے، اس کا بیان۔

1043: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر چوٹھائی دینا یا زیادہ کی چوری میں۔

باب: جس چیز کی قیمت تین درہم ہے (اس کی چوری میں) ہاتھ کاٹا جائیگا۔

1044: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سپر کی چوری پر جس کی قیمت تین درہم تھی، ایک چور کا ہاتھ کاٹا تھا۔

باب: انڈے کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

1045: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت کرے جو انڈہ چراتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے، اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

باب: حدود میں سفارش کی ممانعت ہے۔

1046: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کی فکر پیدا ہوئی جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے عہد مبارک میں، فتح مکہ کے موقع پر چوری کی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اس بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کون سفارش کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے سامنے سوائے سیدنا اسامہ بن زیدؓ کے اتنی جرأت کون کر سکتا ہے جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہیتے ہیں۔ آخر وہ عورت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لائی گئی اور سیدنا اسامہؓ نے اس کی سفارش کی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

وسلم) کے چہرے کا رنگ (غصے کی وجہ سے) بدل گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی حد میں سفارش کرتا ہے؟ سیدنا اسامہؓ نے کہا کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے لئے معافی کی دعا کیجئے۔ جب شام
 ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا۔ پہلے اللہ
 تعالیٰ کی تعریف کی جیسے اس کو شایان ہے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں
 کو اسی بات نے تباہ کیا کہ جب ان میں عزت دار آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ
 دیتے تھے اور جب غریب (ناتواں) چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اور
 میں تو، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) محمد
 صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیٹی بھی چوری کرے، تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ اُم
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لمؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (ہاتھ کٹنے
 کے) بعد اس عورت نے اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا اور وہ میرے پاس آتی تھی تو
 میں اس کے مطلب کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے عرض کر دیا کرتی تھی۔

شراب کی حد کا بیان

باب: شراب پینے میں کتنے کوڑے حد ہے؟

1047: حضمین بن مندر ابو ساسان کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفانؓ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہؓ کو لایا گیا کہ انہوں نے صبح کی دو رکعتیں پڑھی تھیں پھر کہا کہ میں زیادہ کرتا ہوں تمہارے لئے تو دو آدمیوں نے ولید پر گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا کہ اس نے شراب پی ہے۔ دوسرے نے یہ گواہی دی کہ وہ میرے سامنے (شراب کی) قے کر رہا تھا۔ سیدنا عثمانؓ نے کہا کہ اگر اس نے شراب نہ پی ہوتی، تو شراب کی قے کیوں کرتا؟ سیدنا عثمانؓ نے سیدنا علیؓ کو کہا کہ اٹھو اس کو حد لگاؤ (یہ سیدنا عثمانؓ نے سیدنا علیؓ کی عزت اور عظمت بڑھانے کے لئے حکم دیا اور امام کو یہ امر جائز ہے)۔ سیدنا علیؓ نے سیدنا حسنؓ سے فرمایا کہ اے حسن! اٹھ اور اس کو کوڑے لگا۔ سیدنا حسنؓ نے کہا کہ عثمان خلافت کا سر دلے چکے ہیں تو گرم بھی انہی پر رکھو۔ سیدنا علیؓ اس بات پر حسنؓ سے غصہ ہوئے اور کہا کہ اے عبداللہ بن جعفرؓ! اٹھ اور ولید کو کوڑے لگا۔ (انہوں نے) کوڑے لگائے اور سیدنا علیؓ گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس کوڑے لگائے، تو سیدنا علیؓ نے کہا کہ بس ٹھہر جا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چالیس کوڑے لگائے اور سیدنا ابوبکرؓ نے بھی چالیس لگائے اور سیدنا عمرؓ نے اسی کوڑے لگائے اور سب سنت ہیں اور میرے نزدیک (یہ چالیس لگانا) زیادہ بہتر ہے۔

1048: سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ اگر میں کسی پر حد قائم کروں اور وہ مر جائے، تو مجھے کچھ خیال نہ ہو گا مگر شراب کی حد میں۔ اگر کوئی مر جائے تو اس کی دیت دلاؤں گا، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو بیان نہیں فرمایا۔ (یعنی اسی (80)

کوڑے لگانا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی سنت نہیں ہے۔

باب: تعذیر کے کوڑے کتنے ہیں؟

1049: سیدنا ابو بردہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارا جائے مگر اللہ کی حدوں میں سے کسی حد میں۔

باب: جو حد کو پہنچا، پھر سزا مل گئی، تو یہ اس کیلئے کفارہ ہے۔

1050: سیدنا عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہم مردوں سے بھی ایسے ہی عہد لیا جیسے عورتوں سے لیا تھا، ان باتوں پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو نہ ماریں گے، ایک دوسرے پر طوفان نہ جوڑیں گے۔ پھر جو کوئی تم میں سے عہد کو پورا کرے، اس کا ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو تم میں سے کوئی حد کا کام کرے اور اس کو حد لگا دی جائے، تو وہی گناہ کا کفارہ ہے۔ اور جس کے گناہ پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ (تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ) چاہے تو اس کو عذاب کرے اور چاہے تو بخش دے۔

فیصلے اور گواہی کے بیان میں۔

باب: فیصلہ ظاہری بات پر ہوگا اور دلیل دینے میں چرب زبانی سے کام لینے کی وعید۔

1051: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جھگڑنے والے کا شور اپنے حجرے کے دروازے پر سنا، تو باہر نکلے اور فرمایا کہ میں بشر (انسان) ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ والا آتا ہے اور ممکن ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے بہتر بات کرتا ہو، اور میں سمجھوں کہ یہ سچا ہے اور اس کے موافق فیصلہ کر دوں تو جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں وہ انکارے کا ایک ٹکڑا ہے، وہ چاہے اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

باب: بڑے لڑاکے، جھگڑالو کے بیان میں۔

1052: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سب مردوں میں بُرا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مرد ہے جو بڑا لڑاکا جھگڑالو ہو۔

باب: مدعی علیہ پر قسم کے ساتھ فیصلہ۔

1053: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اگر لوگوں کو وہ کچھ دلا دیا جائے جس کا وہ دعویٰ کریں، تو بعض دوسروں کی جان اور مال لے لیں گے۔ لیکن مدعی علیہ کو قسم کھانا چاہیے۔

باب: قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ۔

1054: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا۔ (یہ اس صورت میں ہے جب دو گواہ نہ

ہوں۔ ایک گواہ ہو تو مدعی ساتھ قسم کھائے۔

باب: فیصلہ کرنے والا غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

1055: سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے عبید اللہ بن ابی بکرہ جو کہ بحرستان کے قاضی تھے کو لکھوایا اور میں نے لکھا کہ تم دو آدمیوں کے درمیان تم اس وقت فیصلہ مت کرو جب تک تم غصے میں ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ کوئی آدمی دو شخصوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے، جب وہ غصے کی حالت میں ہو۔

باب: جب حاکم (قاضی وغیرہ) سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے، پھر صحیح فیصلہ کرے یا غلطی کرے (تو اس کا حکم)۔

1056: سیدنا عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے پھر صحیح کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جو سوچ کر فیصلہ دے اور غلطی کر بیٹھے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

باب: فیصلہ دینے میں فیصلہ دینے والوں میں اختلاف۔

1057: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دو عورتیں اپنے اپنے بچے لئے جا رہی تھیں کہ اتنے میں بھیڑیا آیا اور ایک کا بچہ لے گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا۔ اور دوسری نے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ آخر دونوں اپنا فیصلہ کرانے کو سیدنا داؤد کے پاس آئیں۔ انہوں نے بچہ بڑی عورت کو دلا دیا (اس وجہ سے کہ بچہ

اس کے مشابہ ہو گیا ان کی شریعت میں ایسی صورت میں بڑے کو ترجیح ہوگی یا بچہ اس کے ہاتھ میں ہوگا)۔ پھر وہ دونوں سیدنا سلیمان ں کے پاس آئیں اور ان سے سب حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ چھری لاؤ ہم بچے کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کو دیدیں گے (اس سے بچے کا کاٹنا مقصود نہ تھا بلکہ حقیقی ماں کا دریافت کرنا منظور تھا)، تو چھوٹی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے ایسا مت کروہ بڑی کا بیٹا ہے۔ سیدنا سلیمان ں نے وہ بچہ چھوٹی کو دلا دیا (تو سیدنا سلیمان ں نے سیدنا داؤد ں کے خلاف حکم دیا، اس لئے کہ دونوں مجتہد تھے اور پیغمبر بھی تھے اور مجتہد کو دوسرے مجتہد کا خلاف درست ہے۔ مسائل اجتہادی میں کوئی حکم توڑنا درست نہیں مگر شاید سیدنا داؤد ں نے اس فیصلہ کو قطع نہ کیا ہو گا یا صرف بطور فتویٰ کے ہوگا) سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس حدیث میں میں نے اسی دن سکین کا لفظ سنا ہے جو چھری کو کہتے ہیں ورنہ ہم تو مدیہ کہا کرتے تھے۔

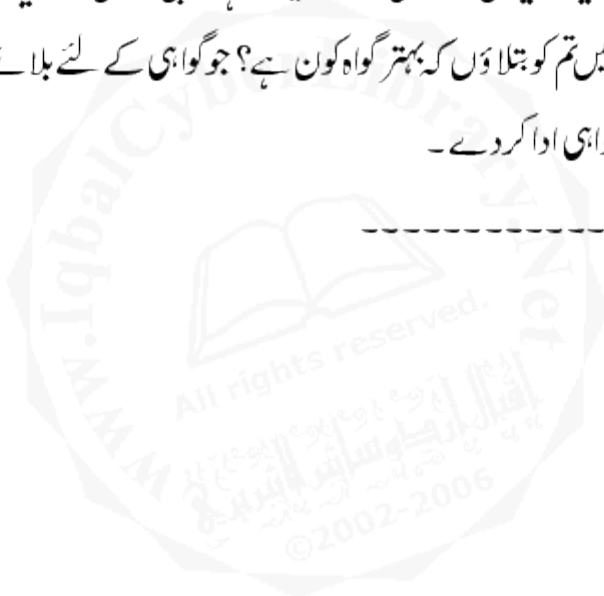
باب: حاکم (قاضی وغیرہ) جھگڑا کر نیوالوں کے درمیان اصلاح کرائے

1058: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی، پھر جس نے زمین خریدی تھی اس نے سونے کا ایک مٹکا (برتن) اس میں پایا۔ خریدنے والا (بیچنے والے سے) کہنے لگا کہ تو اپنا سونا لے لے، میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا۔ اور بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ زمین اور جو کچھ اس میں تھا بیچا تھا (تو سونا بھی تیرا ہے۔ سبحان اللہ بائع اور مشتری دونوں کیسے خوش نیت اور ایماندار تھے) راوی کہتا ہے کہ پھر دونوں نے ایک شخص سے فیصلہ چاہا، وہ بولا کہ تمہاری اولاد ہے؟ ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا اس کے لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو دونوں پر

خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی دو۔ (غرض صلح کرادی اور یہ مستحب ہے تاکہ دونوں خوش رہیں)۔

باب: بہترین گواہ۔

1059: سیدنا زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ میں تم کو بتلاؤں کہ بہتر گواہ کون ہے؟ جو گواہی کے لئے بلائے جانے سے پہلے اپنی گواہی ادا کر دے۔



گری پڑی چیز کے مسائل

باب: گری پڑی چیز کے بارے میں حکم۔

1060: سیدنا زید بن خالد جہنیؓ جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سونا یا چاندی کے لقطہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کے بندھن اور اس کی تھیلی کی پہچان رکھ، پھر سال بھر تک لوگوں میں مشہور کر، اگر کوئی نہ پہچانے تو اس کو خرچ کر ڈال، لیکن وہ تیرے پاس امانت رہے گا اور صرف کرنے کے بعد جب اس کا مالک کسی دن بھی آئے تو اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اس اونٹ کے بارے میں پوچھا گیا جو بھولا بھٹکا ہو، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تجھے اس سے کیا کام ہے؟ اس کا پاؤں اس کے ساتھ ہے، مشکیزہ ہے، پانی پیتا ہے، درخت کے پتے کھاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اس کا مالک پالیتا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے گمشدہ بکری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو لے لے کیونکہ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔

باب: حاجی کی گری پڑی چیز۔

1061: سیدنا عبد الرحمن بن عثمان التیمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حاجیوں کی پڑی ہوئی چیز لینے سے منع کیا۔

باب: جس نے گمشدہ چیز رکھ لی، وہ گمراہ ہے۔

1062: سیدنا زید بن خالد جہنیؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس نے گری پڑی چیز مشہوری کئے بغیر

رکھ لی، وہ گمراہ ہے۔ (اس سے معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کی پہچان کرنا اور بتلانا ضروری ہے)

باب: لوگوں کی اجازت کے بغیر انکے جانوروں کا دودھ دھونے کی ممانعت

1063: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے کوئی دوسرے کے جانور کا دودھ نہ نکالے مگر اس کی اجازت سے۔ کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی کوٹھڑی میں کوئی آئے اور اس کا خزانہ توڑ کر اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے؟ اسی طرح جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں۔ تو کوئی کسی کے جانور کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ دھوئے (مگر جو بھوک کی وجہ سے مر رہا ہو، وہ بقدر ضرورت لے لے)۔

مہمان نوازی کے مسائل

باب: جو میزبانی نہیں کرتا اس کے لئے حکم۔

1064: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ ہمیں بھیجتے ہیں پھر ہم کسی قوم کے پاس اترتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے، تو کیا خیال ہے؟ (یعنی انہیں کیا کرنا چاہیئے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تم کسی قوم کے پاس اترو، پھر وہ تمہارے واسطے وہ سامان کر دیں جو مہمان کے لئے چاہیئے، تو تم قبول کرو اگر وہ نہ کریں، تو ان سے مہمانی کا حق جتنا مہمان کو چاہیئے، لے لو۔

باب: مہمانی دینے کا حکم۔

1065: سیدنا ابو شریح خزاعیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مہمانی تین دن تک ہے اور مہمان نوازی میں تکلف ایک دن ایک رات تک چاہیئے اور کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی کے پاس ٹھہرا رہے، یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس کو کس طرح گناہ میں ڈالے گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کھلانے کے لئے کچھ نہ ہو۔

باب: ضرورت سے زائد مالوں کے ذریعہ (ضرورت مند کیساتھ) ہمدردی کرنا

1066: سیدنا ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم سفر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے کہ ایک شخص اونٹنی پر سوار آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کے پاس زائد سواری ہو، وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس

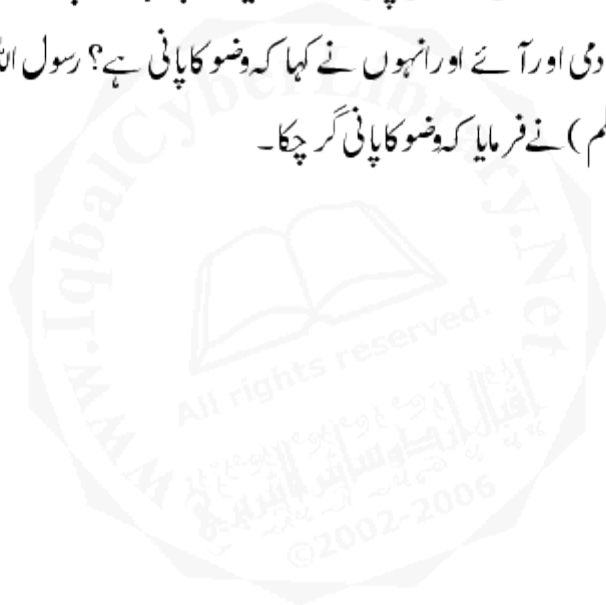
کے پاس سفر خرچ (اپنی ضرورت سے) زائد ہو، وہ اس کو دیدے جس کے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بہت سی قسم کے مال بیان کئے، یہاں تک کہ ہم یہ سمجھ گئے کہ ہم سے کسی کا اس مال میں کوئی حق نہیں ہے جو اس کی ضرورت سے زائد ہو۔

باب: سفر میں (زاد راہ) کم پڑ جائے تو باقی ماندہ چیزوں کو اکٹھا کر لینے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کا حکم۔

1067: ایسا بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک لڑائی کیلئے نکلے، وہاں ہمیں (کھانے اور پینے کی) تکلیف ہوئی (یعنی کمی واقع ہو گئی) یہاں تک کہ ہم نے سواری کے اونٹوں کو نحر کرنے کا قصد کیا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم پر ہم نے اپنے اپنے سفر خرچ کو جمع کیا اور ایک چمڑا بچھایا، اس پر سب لوگوں کے زاد راہ اکٹھے ہوئے۔ سلمہ نے کہا کہ میں اس کے ناپنے کیلئے لمبا ہوا، تو اس کو اتنا پایا کہ جتنی جگہ میں بکری بیٹھتی ہے اور ہم (الشکر کے) چودہ سو آدمی تھے۔ پھر ہم لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور اس کے بعد اپنے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وضو کا پانی ہے؟ ایک شخص ڈول میں ذرا سا پانی لے کر آیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور ہم سب چودہ سو آدمیوں نے اسی پانی سے وضو کیا، خوب بہاتے جاتے تھے۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے کہا کہ وضو کا پانی ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وضو کا پانی گر چکا۔

میں بکری بیٹھتی ہے اور ہم (الشکر کے) چودہ سو آدمی تھے۔ پھر ہم لوگوں نے خوب

پیٹ بھر کر کھایا اور اس کے بعد اپنے اپنے توشہ دان کو بھر لیا۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وضو کا پانی ہے؟ ایک شخص ڈول میں ذرا سا پانی لے کر آیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور ہم سب چودہ سو آدمیوں نے اسی پانی سے وضو کیا، خوب بہاتے جاتے تھے۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے کہا کہ وضو کا پانی ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وضو کا پانی گر چکا۔



جہاد کے مسائل

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ کے متعلق اور شہداء کی روحوں کا بیان۔

1068: مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت ”ان لوگوں کو مردہ مت سمجھو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں“ کے بارے میں پوچھا، تو سیدنا عبداللہؓ نے کہا۔ ہم نے اس آیت کے بارے میں (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے) پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ شہیدوں کی روہیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں، جو عرش مبارک سے لٹک رہی ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جنت میں چگتے پھرتے ہیں، پھر اپنی قندیلوں میں آرہتے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور فرمایا کہ تم کچھ چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ اب ہم کیا چاہیں گی؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی پھرتی ہیں تو پروردگار جل وعلا نے تین دفعہ پوچھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر مانگے ہماری رہائی نہیں (یعنی پروردگار جل جلالہ برابر پوچھے جاتا ہے) تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم یہ چاہتی ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں پھیر دے (یعنی دنیا کے بدنوں میں) تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں مارے جائیں۔ جب ان کے رب نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں، تو ان کو چھوڑ دیا۔

باب: بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

1069: سیدنا ابو بکر بن عبداللہ بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو دشمن کے سامنے (یعنی میدان جہاد میں) یہ کہتے ہوئے

سنا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ یہ سن کر ایک غریب اور میلے سے کپڑوں والا شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ اے ابو موسیٰ تم نے (خود) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ (سیدنا ابو موسیٰ نے) کہا: ہاں۔ راوی کہتا ہے، یہ سن کر وہ اپنے دوستوں کی طرف گیا اور کہا کہ میں تم کو سلام کرتا ہوں اور اپنی تلوار کا نیا مٹوڑ ڈالا پھر تلوار لے کر دشمن کی طرف گیا اور اپنی تلوار سے دشمن کو مارتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

باب: جہاد کی ترغیب اور اس کی فضیلت۔

1070: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے جو اس کی راہ میں نکلے اور نہ نکلے مگر جہاد کے لئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پیغمبروں کو سچ جانتا ہو۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) ایسا شخص میری حفاظت میں ہے یا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا یا اس کو اس کے گھر کی طرف ثواب اور مالی غنیمت کے ساتھ پھیر دوں گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے کہ کوئی زخم ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگے، مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اسی شکل پر آئے گا جیسا دنیا میں ہوا تھا، اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے کہ اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں کبھی بھی کسی لشکر سے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پیچھے نہ رہتا۔ لیکن میرے پاس (سوار یوں وغیرہ کی) اتنی گنجائش نہیں ہے اور نہ مسلمانوں کے پاس (سوار یوں وغیرہ کی) وسعت ہے اور میرے جانے کی صورت میں مسلمانوں کو پیچھے رہنا دشوار ہوگا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد

کروں پھر مارا جاؤں۔

باب: بندے کی درجات کی بلندی جہاد سے ہے۔

1071: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے ابوسعید! جو اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوا، اس کے لئے جنت واجب ہے یہ سن کر سیدنا ابوسعید خدریؓ نے تعجب کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! پھر فرمائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پھر فرمایا اور فرمایا کہ ایک اور عمل ہے جس کی وجہ سے بندے کو جنت میں سو درجے ملیں گے اور ہر ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ سیدنا ابوسعیدؓ نے عرض کیا کہ وہ کونسا عمل ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

باب: لوگوں میں افضل وہ مجاہد ہے، جو اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

1072: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہا کہ کون شخص افضل ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔

باب: جو اس حال میں فوت ہو جائے کہ نہ تو جہاد میں شریک ہوا اور نہ کبھی دل میں خیال پیدا ہوا۔

1073: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص فوت ہو جائے اور نہ جہاد کیا ہو اور نہ جہاد کرنے کی نیت کی ہو تو وہ منافقت کی ایک خصلت پر فوت ہوا۔ عبد اللہ بن سہم (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زمانے سے متعلق ہے۔ (یہ ابن مبارک کا مؤقف ہے۔ علامہ البانی نے لکھا ہے کہ اسے آپ کے زمانے کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے)۔

باب: سمندری جہاد کی فضیلت میں۔

1074: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ حرام بنت ملحان جو کہ سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں، کے پاس جاتے تھے (کیونکہ وہ آپ کی محرم تھیں یعنی رضاعی خالہ یا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے والد یا دادا کی خالہ) وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کھانا کھلاتیں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے پاس گئے، تو انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کھانا کھلایا اور سر کی جوئیں دیکھنے لگیں۔ اسی دوران رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سو گئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنستے ہوئے جاگے، تو اُمّ حرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لئے اس سمندر کے بیچ میں سوار ہو رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر چڑھتے ہیں یا بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کرے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دعا کی پھر سر رکھا اور سو رہے اور پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ میں نے پوچھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) کیوں ہنستے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگ میرے سامنے لائے گئے جو جہاد کے لئے جاتے تھے اور بیان کیا جس طرح اوپر گزرا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں کرے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی۔ پھر اُمّ حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سیدنا معاویہؓ کے دورِ خلافت میں سمندر میں (جزیرہ قبرص فتح کرنے کے لئے) سوار ہوئیں (جو تیرہ سو برس کے بعد سلطان روم نے انگریزوں کے حوالے کر دیا) اور جب دریا سے نکلے لگیں تو جانور سے گر کر شہید ہو گئیں۔

باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت۔

1075: سیدنا سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن رات پہرہ چوکی دینا، ایک مہینہ بھر روزے رکھنے اور عبادت کرنے سے افضل ہے اور اگر اسی دوران فوت ہو جائے گا تو اس کا یہ کام برابر جاری رہے گا (یعنی اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی موقوف نہ ہوگا بڑھتا ہی چلا جائے گا یہ اس عمل سے خاص ہے) اور اس کا رزق جاری ہو جائے گا (جو شہیدوں کو ملتا ہے) اور وہ فتنہ والوں سے بچ جائے گا۔ (یعنی قبر میں فرشتوں والی آزمائش یا عذاب قبر سے یا دم مرگ شیطان کے وسوسے سے)۔

باب: صبح یا شام کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلنا، دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

1076: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو چلنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ﴾ کے متعلق۔

1077: سیدنا نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منبر کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص بولا: مجھے مسلمان ہونے پر کسی عمل کی پرواہ نہیں، جب میں حاجیوں کو پانی پلاؤں۔ دوسرا بولا کہ مجھے اسلام کے بعد کسی عمل کی کیا پرواہ ہے کہ میں مسجد حرام کی مرمت کروں۔ تیسرا بولا کہ ان چیزوں سے تو جہاد افضل ہے۔ سیدنا عمرؓ نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منبر کے سامنے جمعہ کے دن اپنی آوازیں بلند نہ کرو لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد آپ اسے اس بات کو جس میں تم نے اختلاف کیا پوچھوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟.....“ (التوبہ: 19) آخر آیت تک۔

باب: شہادت کی طلب کی ترغیب میں۔

1078: سیدنا سہل بن خنیفؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اللہ سے سچائی کے ساتھ شہادت مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کا درجہ دے گا اگرچہ وہ اپنے بچھونے پر ہی فوت ہو۔

باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت کی فضیلت۔

1079: سیدنا انسؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص جنت میں چلا جائے گا، پھر اس کو دنیا میں آنے کی آرزو نہ رہے گی اگرچہ اس کو ساری زمین کی چیزیں دی جائیں، لیکن

شہید پھر آنے کی اور دس بار قتل ہونے کی آرزو کرے گا اس وجہ سے کہ جو انعام و اکرام (شہادت کی وجہ سے) دیکھے گا۔ (یعنی اس کو بار بار حاصل کرنا چاہے گا)۔

باب: عملوں کا دار و مدار نیت پر ہے۔

1080: سیدنا عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اعمال کا اعتبار نیت سے ہے اور آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ پھر جس کی ہجرت اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے واسطے ہے، تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کیلئے ہی ہے اور جس نے ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کیلئے کی، تو اس کی ہجرت اسی کیلئے جس مقصد کے لئے اس نے ہجرت کی ہے۔

باب: شہداء سے اللہ تعالیٰ راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔

1081: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن و سنت سکھائیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی طرف ستر آدمی انصار میں سے بھیجے ان کو قراء (قاری حافظ لوگ) کہا جاتا تھا اور ان میں میرے ماموں حرامؓ بھی تھے وہ (قراء) قرآن پڑھتے تھے اور اکٹھے بیٹھ کر رات کو ایک دوسرے کو پڑھاتے اور پڑھتے تھے اور دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھ دیتے اور کڑیاں (جنگل سے) لا کر بیچتے تھے اور (اس قیمت کا) کھانا خریدتے اور اہل صفہ کو کھلاتے تھے۔ پھر نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو لوگوں کے پاس بھیج دیا (جو تعلیم کے لئے کچھ آدمی مانگتے تھے)۔ لیکن انہوں نے ان قراء کو اس سے پہلے کہ وہ اس علاقے میں جاتے (جس میں ان کو بلایا گیا تھا) شہید کر دیا۔ ان قراء نے کہا ”اللھم بلغ عنا نبینا“ الخ یعنی اے اللہ

ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم اللہ کو مل گئے ہیں اور ہم اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ سیدنا انسؓ فرماتے ہیں میرے ماموں حرامؓ کے پاس ایک کافر آیا اور اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا اور پار کر دیا تو سیدنا حرامؓ نے کہا ”فزت ورب الکعبہ“ یعنی کعبہ کے رب کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا۔ پھر (جب یہ واقعہ ہو چکا تو) نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تمہارے (مسلمان) بھائی شہید ہو گئے ہیں اور انھوں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم اللہ کو مل گئے ہم اللہ سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔

باب: شہداء پانچ قسم کے ہیں۔

1082: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص جا رہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار شاخ دیکھی تو (راستے سے) ہٹا دی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیتے ہوئے اس کو بخش دیا۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں۔ جو طاعون (وبا) یعنی جو مرض عام ہو جائے اس زمانہ میں طاعون قے و دست سے ہوتا ہے (سے فوت ہو جائے جو پیٹ کے عارضے سے مرے (جیسے اسہال یا پیچش یا استسقا سے) اور جو پانی میں ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے۔

باب: طاعون (کی موت) ہر مسلمان کے لئے شہادت کی موت ہے۔

1083: سیدہ حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں کہ مجھ سے سیدنا انس بن مالکؓ نے کہا کہ یحییٰ بن ابی عمرہ کس عارضے میں فوت ہوئے؟ میں نے کہا کہ طاعون سے فوت ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

باب: قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

1084: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

1085: سیدنا ابوقنادہؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صحابہؓ میں (خطبہ پڑھنے کو) کھڑے ہوئے اور ان سے بیان کیا کہ تمام اعمال میں افضل (عمل) اللہ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں، تو میرے گناہ مجھ سے مٹا دیئے جائیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں اگر تو اللہ کی راہ میں مارا جائے، صبر کے ساتھ اور تیری نیت اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو اور تو (دشمن کے) سامنے رہے پیٹھ نہ موڑے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے کیا کہا؟ وہ بولا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں اگر تو صبر کے ساتھ مارا جائے، خالص نیت سے اور تیرا منہ سامنے ہو پیٹھ نہ موڑے مگر قرض معاف نہ ہو گا، کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس بات کو بیان کیا ہے۔

باب: جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔

1086: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرا مال (ناحق) لینے کو آئے، تو آپ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنا مال اس کو نہ دے۔ پھر اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ۔ پھر اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو مار ڈالے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو شہید ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اگر میں اس کو مار ڈالوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ﴾ کے متعلق۔

1087: ثابت کہتے ہیں کہ سیدنا انسؓ نے کہا کہ میرے چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا ہے (یعنی ان کا نام بھی انس تھا)، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اور یہ امر ان پر بہت مشکل گزرا اور انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پہلی لڑائی میں غائب رہا اب اگر اللہ تعالیٰ دوسری کسی لڑائی میں مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کر دے، تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں اور اس کے سوا کچھ اور کہنے سے ڈرے (یعنی کچھ اور دعویٰ کرنے سے کہ میں ایسا کروں گا ویسا کروں گا کیونکہ شاید نہ ہو سکے اور جھوٹے ہوں)۔ پھر وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ احد کی لڑائی میں گئے۔ راوی کہتا ہے کہ سیدنا سعد بن معاذؓ ان کے سامنے آئے (اور بخاری کی روایت میں ہے کہ شکست خوردہ ہو کر) تو انسؓ نے ان سے کہا اے ابو عمرو (یہ کنیت سعد بن معاذؓ کی ہے) کہاں جاتے ہو؟ پھر (ان کا جواب سنے بغیر خود ہی) کہا میں تو اُحد پہاڑ کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ انسؓ نے کہا کہ پھر وہ کافروں سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (لڑائی کے بعد) دیکھا تو

ان کے بدن پر اسی (80) سے زائد تلوار، برچھی اور تیر کے زخم تھے۔ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی رنچ بنت نصر نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو نہیں پہچانا مگر ان کی انگلیوں کی پوریں دیکھ کر (کیونکہ سارا بدن زخموں سے چور چور ہو گیا تھا)۔ اور یہ آیت ”وہ مرد جنہوں نے اپنا اقرار اللہ تعالیٰ سے پورا کیا..... بعض تو اپنا کام کر چکے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور بعض انتظار کر رہے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ بھی بدلنا“ نازل ہوئی۔ صحابہ کہتے تھے کہ یہ آیت انکے اور انکے ساتھیوں کے بارے میں اتری۔

باب: جو شخص اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو

1088: سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ رسول اللہ! آدمی لوٹ کے لئے لڑتا ہے اور آدمی نام کے لئے لڑتا ہے اور آدمی اپنا مرتبہ دکھانے کو لڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنا کونسا ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو اس لئے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔

باب: جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے لڑے۔

1089: سیدنا سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ لوگ سیدنا ابو ہریرہؓ کے پاس سے جدا ہوئے تو نائل، جو کہ اہل شام میں سے تھا (نائل بن قیس خرامی یہ فلسطین کا رہنے والا تھا اور تابعی ہے اس کا باپ صحابی تھا) نے کہا کہ اے شیخ! مجھ سے ایسی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہو۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اچھا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قیامت میں پہلے جس کا فیصلہ ہوگا وہ ایک شخص ہوگا جو شہید

ہو گیا تھا۔ جب اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت اس کو بتلائے گا اور وہ پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے اس کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ بولے گا کہ میں تیری راہ میں لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا۔ تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ اور تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا اور اس کو اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص ہوگا جس نے دین کا علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا اس کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا، وہ شخص پہچان لے گا تب کہا جائے گا کہ تو نے اس کے لئے کیا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لئے علم پڑھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن تو نے اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں، دنیا میں تجھے کو عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا اور اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کا مال دیا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں دکھلائے گا اور وہ پہچان لے گا، تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے اس کے لئے کیا عمل کئے؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیرے لئے مال خرچ کرنے کی کوئی راہ ایسی نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا مگر میں نے اس میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے، تو نے اس لئے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں، تو لوگوں نے تجھے دنیا میں سخی کہہ دیا پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

باب: (اللہ کی راہ میں) شہید کئے جانے پر بہت زیادہ ثواب۔

1090: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ بنی نیت (جو انصار کا ایک قبیلہ ہے) کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں۔ پھر آگے بڑھا اور لڑتا رہا، یہاں تک کہ مارا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت پایا۔

باب: جو جہاد کرے پھر نقصان اٹھائے یا غنیمت حاصل کرے۔

1091: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی لشکر یا فوج کا ٹکڑا جہاد کرے، پھر غنیمت حاصل کرے اور سلامت رہے، تو اس کو آخرت کے ثواب میں سے دو تہائی دنیا میں مل گیا اور جو لشکر یا فوج کا ٹکڑا خالی ہاتھ آئے اور نقصان اٹھائے (یعنی زخمی ہو جائے یا مارا جائے)، تو اس کو آخرت میں پورا ثواب ملے گا۔

باب: اس آدمی کا ثواب، جس نے غازی کا ساز و سامان تیار کر کے دیا۔

1092: سیدنا زید بن خالد جہنیؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس نے کسی غازی کا اللہ کی راہ میں سامان کر دیا، اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھربار کی خبر رکھی، اس نے بھی جہاد کیا (یعنی اس نے جہاد کا ثواب کمایا)۔

باب: جس نے سامان جہاد اکٹھا کیا، پھر بیمار ہو گیا، تو اس کو چاہیئے کہ وہ سامان اس آدمی کے حوالہ کرے جو جہاد کا ارادہ رکھتا ہو۔

1093: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک جوان نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میرے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ فلاں کے پاس جاؤ اس نے جہاد کا سامان کیا تھا مگر وہ شخص بیمار ہو گیا۔ وہ اس شخص کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ سامان مجھے دیدے۔ اس نے (اپنی بی بی یا لونڈی سے کہا کہ) اے فلائی! وہ سب سامان اس کو دیدے اور کوئی چیز مت رکھا اللہ کی قسم کوئی چیز نہ رکھ کیونکہ تیرے لئے اس میں برکت ہوگی۔

باب: مجاہدین کی عورتوں کی عزت و حرمت اور جو مجاہد کے پیچھے اس کے گھر میں خلیفہ بنتا ہے، پھر اس کی خیانت کرتا ہے (اس کا گناہ)۔

1094: سیدنا سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت گھر میں رہنے والوں پر ایسی ہے جیسے ان کی ماؤں کی حرمت اور جو شخص گھر میں رہ کر کسی مجاہد کے گھر بار کی خبر گیری کرے، پھر اس میں خیانت کرے، تو وہ قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد سے کہا جائے گا کہ اس کے عمل میں سے جو چاہے لے لے۔ (پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ) تمہارا کیا خیال ہے؟

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان کہ ”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا.....“ کے متعلق۔

1095: سیدنا ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا، کوئی ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے (یعنی قیامت) اور وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی غالب اور حق پر ہوں گے)۔

1096: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ مہری کہتے ہیں کہ میں مسلمہ بن مخلد کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بھی تھے۔ عبداللہؓ نے کہا کہ

قیامت قائم نہ ہوگی مگر بدترین مخلوق پر اور وہ بدتر ہوں گے جاہلیت والوں سے۔ اللہ تعالیٰ سے جس بات کی دعا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو دیدے گا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ سیدنا عقبہ بن عامرؓ آئے تو مسلمہ نے ان سے کہا کہ اے عقبہ! تم نے سنا کہ عبد اللہ کیا کہتے ہیں؟ عقبہؓ نے کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، لیکن میں نے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میری امت کا ایک گروہ یا ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لڑتی رہے گی، اور اپنے دشمن پر غالب رہے گی جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حال میں ہوں گے۔ سیدنا عبد اللہؓ نے کہا کہ بیشک (نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایسا فرمایا) پھر اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس میں مشک کی سی بو ہوگی اور ریشم کی طرح بدن پر لگے گی، وہ کسی شخص کو نہ چھوڑے گی جس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا مگر اس کو موت آجائے گی۔ اس کے بعد سب بُرے (کافر) لوگ رہ جائیں گے، انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

1097: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہمیشہ مغرب والے (یعنی عرب یا شام والے) حق پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی۔

باب: (ان) دو آدمیوں کے بارے میں کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا (لیکن) دونوں جنت میں جائیں گے۔

1098: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عز و جل دو شخصوں کو دیکھ کر ہنستا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا، پھر دونوں

جنت میں گئے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ کیسے ہو گا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوا۔ اب جس نے اس کو شہید کیا تھا، وہ مسلمان ہوا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا اور شہید ہوا۔

باب: جو کافر کو قتل کرے، پھر نیکی پر قائم رہے، (تو) وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

1099: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: دونوں جہنم میں اس طرح اکٹھا نہ ہوں گے کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچا دے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو مسلمان کافر کو قتل کرے، پھر نیکی پر قائم رہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کی راہ میں سواری دینے کی فضیلت۔

1100: سیدنا ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک اونٹنی نکیل سمیت لایا اور کہنے لگا کہ یہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہوں، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کے بدلے تجھے قیامت کے دن نکیل پڑی ہوئی سات سو اونٹنیاں ملیں گی۔

1101: سیدنا ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرا (سواری کا) جانور جاتا رہا، اب مجھے سواری دیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ ایک شخص بولایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم! میں اسے وہ شخص بتلا دوں جو سواری دے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو کوئی نیکی کی راہ بتائے، اس کو اتنا ہی ثواب ہے جتنا نیکی کرنے والے کو ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَأَعِذُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ کے متعلق۔

1102: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو منبر پر اللہ تعالیٰ کے فرمان ”کافروں کے لئے زور کی تیاری کرو جتنی طاقت ہو“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ فرما رہے تھے ”خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے، خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے (پھر) خبردار رہو کہ زور سے مراد تیر اندازی ہے“۔

باب: تیر اندازی (نشانہ بازی) کی ترغیب کے بیان میں۔

1103: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ (چند روز میں) عنقریب کئی ملک تمہارے ہاتھ پر فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا پھر کوئی تم میں سے اپنے تیروں کا کھیل نہ چھوڑے

(یعنی نشانہ بازی سیکھے: پستول سے، کلاشنکوف سے، راکٹ اور میزائل وغیرہ سے)۔

1104: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ سے روایت ہے کہ فقیم نخعی نے سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے کہا کہ اس بڑھاپے میں تم ان دونوں نشانوں میں آتے جاتے ہو، تم پر مشکل ہوتا ہو گا۔ سیدنا عقبہؓ نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ (چند روز میں) عنقریب کئی ملک تمہارے ہاتھ پر فتح ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا پھر کوئی تم میں سے اپنے تیروں کا کھیل نہ چھوڑے

وسلم) سے ایک بات نہ سنی ہوتی، تو میں یہ مشقت نہ اٹھاتا۔ حارث نے کہا کہ میں نے ابن شماسہ سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو کوئی نشانہ بازی سیکھ کر چھوڑ دے، وہ ہم میں سے نہیں ہے یا گنہگار ہے۔

باب: قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں خیر و برکت موجود ہے۔

1105: سیدنا جریر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک گھوڑے کی پیشانی کے بال انگلی سے مل رہے تھے اور فرماتے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک برکت بندھی ہوئی ہے یعنی ثواب اور غنیمت (دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی)۔

1106: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

باب: اشکل گھوڑے کی کراہیت میں۔

1107: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اشکل گھوڑے کو بُرا جانتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اشکل گھوڑا وہ ہے جس کا داہنا پاؤں اور بائیں ہاتھ سفید ہو یا داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں سفید ہو۔ (اور اہل لغت کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اشکل اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے تین پاؤں سفیدی والے ہوں اور پر سفیدی نہ ہو)۔

باب: گھوڑ دوڑ اور گھوڑوں کو مضمّر کرنا۔

1108: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان تضمیر شدہ گھوڑوں کی خفیا سے شتیۃ الوداع تک دوڑ کرائی (ان دونوں مقاموں

میں پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور بعض نے کہا کہ چھ یا سات میل کا) اور غیر تضمیر شدہ گھوڑوں دوڑ ثنیۃ سے بنی زریق کی مسجد تک مقرر کی اور سیدنا ابن عمرؓ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے گھوڑسواری میں مقابلہ کیا تھا۔

باب: ان لوگوں کے متعلق جو عذر کی وجہ سے (جہاد سے) پیچھے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ کے قول کے ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ.....﴾ کے متعلق۔

1109: ابواسحاق کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا براءؓ سے سنا وہ اس آیت ”گھر بیٹھنے والے اور لڑنے والے مسلمان برابر نہیں ہیں (یعنی لڑنے والوں کا درجہ بہت بڑا ہے)“ کے بارے میں کہتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا زید کو حکم دیا وہ ایک ہڈی لے کر آئے اور اس پر یہ آیت لکھی۔ تب سیدنا عبداللہ بن اُمّ مکتوم نے اپنی نابینائی کی شکایت کی (یعنی میں اندھا ہوں اس لئے جہاد میں نہیں جا سکتا تو میرا درجہ گھٹا رہے گا) اس وقت یہ الفاظ اترے ”وہ لوگ جو معذور نہیں ہیں“ اور معذور تو درجہ میں مجاہدین کے برابر ہوں گے۔

باب: جس کو بیماری نے جہاد سے روک رکھا۔

1110: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک لڑائی میں تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مدینہ میں چند لوگ ایسے ہیں جب تم چلتے ہو یا کسی وادی کو طے کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہیں (یعنی ان کو وہی ثواب ہوتا ہے جو تم کو ہوتا ہے) (یہ وہ لوگ ہیں) جو بیماری کی وجہ سے تمہارے ساتھ نہ آ سکے۔

سیر و سیاحت اور لشکر کشی

باب: جیوش اور سرایا کے امراء کو وصیت جو ان کے مناسب ہو۔

1111: سیدنا بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب کسی کو لشکر پر یا سریہ پر امیر مقرر کرتے (سریہ کہتے ہیں چھوٹے ٹکڑے کو اور بعضوں نے کہا کہ سریہ میں چار سوار ہوتے ہیں جو رات کو چھپ کر جاتے ہیں)، تو خاص اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم کرتے اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو بھلائی کرنے کا حکم کرتے، پھر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کے راستے میں جہاد کرو۔ اور اس سے لڑو جس نے اللہ کو نہیں مانا اور لوٹ کے مال (یعنی مالی غنیمت) میں چوری نہ کرو اور معاہدہ نہ توڑو اور مثلہ نہ کرو (یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان نہ کاٹو) اور بچوں کو مت مارو (جو نابالغ ہوں اور لڑائی کے لائق نہ ہوں) اور جب تو مشرکوں میں سے اپنے دشمن سے ملے، تو ان کو تین باتوں کی طرف بلا، پھر ان تین باتوں میں سے جو بھی مان لیں، تم بھی قبول کرو اور ان (کو مارنے اور لوٹنے) سے باز رہو۔ پھر ان کو اسلام کی طرف بلاؤ (یہ تین میں سے ایک بات ہوئی) اگر وہ مان لیں، تو قبول کرو اور انہیں مارنے سے باز رہو۔ پھر ان کو اپنے ملک سے نکل کر مہاجرین مسلمانوں کے ملک میں آنے کیلئے بلا اور ان سے کہہ دو کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو جو مہاجرین کیلئے ہوگا وہ ان کیلئے بھی ہوگا اور جو مہاجرین پر ہے وہ ان پر بھی ہوگا (یعنی نفع اور نقصان دونوں میں مہاجرین کی مثل ہوں گے)۔ اگر وہ اپنے ملک سے نکلنا منظور نہ کریں، تو ان سے کہہ دو کہ وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہوں گے اور جو اللہ کا حکم مسلمانوں پر چلتا ہے وہ ان پر بھی چلے گا اور ان کو مالی غنیمت اور صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملے گا، مگر اس صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر (کافروں سے)

لڑیں۔ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں، تو ان سے جزیہ (محصول ٹیکس) مانگو۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کریں تو مان لو اور ان سے باز رہو۔ اگر وہ جزیہ بھی نہ دیں، تو اللہ سے مدد مانگو اور ان سے لڑائی کرو۔ اور جب تو کسی قلعہ والوں کو گھیرے میں لو اور وہ تجھ سے اللہ یا اس کے رسول کی پناہ مانگیں، تو اللہ اور رسول کی پناہ نہ دو لیکن اپنی اور اپنے دوستوں کی پناہ دے دو۔ اس لئے کہ اگر تم سے اپنی اور اپنے دوستوں کی پناہ ٹوٹ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے۔ اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تم ان کو باہر نکالو، تو ان کو اللہ کے حکم پر مت نکالو بلکہ اپنے حکم پر باہر نکالو۔ اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تجھ سے ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ عبد الرحمن بن مہدی (راوی حدیث) نے کہا کہ یوں ہی کہایا اس کے ہم معنی۔

باب: گورنروں کو آسانی کرنے کے بارے میں۔

1112: سیدنا ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انہیں اور سیدنا معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا، تو کہا کہ آسانی کرو اور دشواری اور سختی مت کرو اور خوش کرو اور نفرت مت دلاؤ اور اتفاق سے کام کرو پھوٹ مت کرو۔

باب: لشکروں یا قاصدوں کے متعلق اور جہاد پر جانے والے کا وہ نائب بنے جو جہاد پر نہیں جاسکا۔

1113: سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے بنی لحيان کی طرف ایک قاصد بھیجا اور فرمایا کہ (ہر گھر سے) دو مردوں میں سے ایک مرد نکلے۔ پھر گھر میں رہنے والوں سے کہا کہ جو نکلنے والے کے گھر بار اور مال کی خبر گیری رکھے، اس کو مجاہد کا آدھا ثواب ملے گا۔

باب: چھوٹوں بڑوں کے مابین حد بندی کہ کون جہاد میں جاسکتا ہے اور کون نہیں۔

1114: سیدنا ابن عمر صما کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے اُحد کے دن پیش ہوا اور میں چودہ برس کا تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے منظور نہ کیا (یعنی لڑنے والوں میں شامل نہ کیا) پھر میں خندق کے دن پیش ہوا جب میں پندرہ برس کا تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے منظور کر لیا۔ نافع نے کہا کہ میں نے یہ حدیث سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آ کر ان سے بیان کی اور وہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان دنوں خلیفہ تھے، تو انہوں نے کہا کہ یہی بالغ اور نابالغ کی حد ہے اور اپنے عاملوں کو لکھا کہ جو شخص پندرہ برس کا ہو اس کا حصہ لگا دیں اور جو پندرہ سے کم ہو اس کو بال بچوں میں شریک کریں۔

باب: دشمن کی زمین میں قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت۔

1115: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس ڈر سے قرآن ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کرنے سے منع کرتے تھے کہ کہیں دشمن کے ہاتھ لگ جائے (اور وہ بے ادبی کریں)۔

باب: اچھے اور قحط کے موسم میں سفر کے متعلق ہدایات اور راستہ پر رات گزارنے کے متعلق۔

1116: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم چارا اور پانی کے دنوں میں سفر کرو (یعنی اچھے موسم میں، جب جانوروں کو پانی اور چارہ وافر ملے) تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حصہ لینے دو اور جب قحط میں سفر

کرو، تو جلدی چلے جاؤ ان پر (تا کہ قحط زدہ ملک سے جلد پار ہو جائیں) اور جب تم رات کو اتر تو راہ سے بچ کر اترو (یعنی پڑاؤ کرو) کیونکہ رات کے وقت راستے کیڑوں مکوڑوں کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔

باب: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔

1117: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے تمہارے ایک کو (یعنی مسافر کو) سونے اور کھانے پینے سے روکتا ہے (یعنی وقت پر یہ چیزیں نہیں مانتیں اکثر تکلیف ہو جاتی ہے)۔ سو جب تم میں سے کوئی اپنا کام سفر میں پورا کر لے تو وہ اپنے گھر کو جلد چلا آئے۔

باب: سفر سے آ کر رات کے وقت گھر آنے کی کراہت۔

1118: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے رات کو اپنے گھر میں آنے سے، گھر والوں کی چوری یا خیانت پکڑنے کو یا ان کا قصور ڈھونڈھنے کو آنے سے منع فرمایا (کیونکہ اس میں ایک تو گمان بد ہے جو شریعت میں منع ہے دوسرے عورت کی دل شکنی کا باعث ہے اور اس میں سینکڑوں خرابیاں ہیں تیسرے اللہ نہ کرے اگر کچھ ہو تو اپنی جان کا خوف ہے)۔

1119: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سفر سے اپنے گھر میں رات کو نہ آتے بلکہ صبح یا شام کو آتے (تا کہ عورت کو آراستہ ہونے کا موقع ملے)۔

باب: جنگ شروع کرنے اور دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت پیش کرنا۔

1120: ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے یہ پوچھنے کے لئے کہ لڑائی سے

پہلے کافروں کو دین کی دعوت دینا ضروری ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا (جب کافروں کو دین کی دعوت نہیں پہنچی تھی) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بنی مطلق پر حملہ کیا اور وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کیا اور اسی دن اُمّ المؤمنین جویریہ یا البتہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو پکڑا۔ نافع نے کہا کہ یہ حدیث مجھ سے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شامل تھے۔

باب: بادشاہوں کی طرف نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خطوط، جن میں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے تھے۔

1121: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر ایک حاکم کو لکھا، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تے تھے اور یہ نجاشی وہ نہیں تھا جس پر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خط جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہر قتل کو اسلام لانے کیلئے لکھا تھا۔

1122: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسفیانؓ نے ان سے بالمشافہ بیان کیا کہ میں اس مدت میں جو میرے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے درمیان ٹھہری تھی (یعنی صلح حدیبیہ کی مدت) ملک شام میں تھا کہ ہر قتل شاہ روم کی طرف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خط لایا گیا جو کہ دجیہ کلبی لے کر آئے تھے۔ انہوں نے بصرہ کے رئیس کو دیا اور بصری کے رئیس نے ہر قتل کو دیا۔ ہر قتل نے پوچھا کہ یہاں اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے؟ لوگوں

نے کہا کہ ہاں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس پہنچے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھلایا اور پوچھا کہ تم میں سے رشتہ میں اس شخص سے، جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے، زیادہ نزدیک کون ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں ہوں (یہ ہرقل نے اس لئے دریافت کیا کہ جو نسب میں زیادہ نزدیک ہو گا وہ بہ نسبت دوسروں کے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا حال زیادہ جانتا ہو گا) پھر مجھے ہرقل کے سامنے بٹھلایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھلایا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان کو بلایا (جو دوسرے ملک کے لوگوں کی زبان بادشاہ کو سمجھاتا ہے) اور اس سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ کہ میں اس شخص (یعنی ابوسفیان) سے اس شخص کا حال پوچھوں گا جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے، پھر اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کا جھوٹ بیان کر دینا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری طرف جھوٹ کی نسبت کی جائے گی (اور میری ذلت ہو گی) تو میں جھوٹ بولتا (کیونکہ مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے عداوت تھی)۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس شخص (یعنی محمد) کا حسب و نسب (یعنی خاندان) کیسا ہے؟۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان کا حسب تو ہم میں بہت عمدہ ہے۔ ہرقل نے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ دعویٰ (نبوت) سے پہلے کبھی تم نے ان کو جھوٹ بولتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ اچھا! ان کی پیروی بڑے بڑے رئیس لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا کہ غریب لوگ کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ ان کے تابعدار بڑھتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں ہرقل نے کہا کہ ان کے تابعداروں میں سے کوئی ان کے دین میں آ کر اور پھر اس دین کو بُرا جان کر پھرا؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل

نے کہا کہ تم نے ان سے لڑائی بھی کی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ ہرقل نے کہا کہ ان کی
 تم سے کیسے لڑائی ہوئی ہے (یعنی کون غالب رہتا ہے)؟ میں نے کہا کہ ہماری ان
 کی لڑائی ڈولوں کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر ہوتی ہے (جیسے کنوئیں سے ڈول پانی
 کھینچنے میں ایک ادھر آتا ہے اور ایک ادھر اور اسی طرح لڑائی میں کبھی ہماری فتح ہوتی
 ہے کبھی انکی فتح ہوتی ہے) وہ ہمارا نقصان کرتے ہیں ہم ان کا نقصان کرتے ہیں۔
 ہرقل نے کہا کہ وہ معاہدہ کو توڑتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ ہاں اب ایک مدت کے
 لئے ہمارے اور ان کے درمیان اقرار ہوا ہے، دیکھئے اب وہ اس میں کیا کرتے
 ہیں؟ (یعنی آئندہ شاید عہد شکنی کریں) ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے سوائے
 اس بات کے اور کسی بات میں اپنی طرف سے کوئی فقرہ لگانے کا موقعہ نہیں ملا (تو
 اس میں میں نے عداوت کی راہ سے اتنا بڑھا دیا کہ یہ جو صلح کی مدت اب ٹھہری ہے
 شاید اس میں وہ دغا کریں) ہرقل نے کہا کہ ان سے پہلے بھی (ان کی قوم یا ملک
 میں) کسی نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تب ہرقل نے اپنے
 ترجمان سے کہا کہ تم اس شخص سے یعنی ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تجھ سے ان کا
 حسب و نسب پوچھا تو تو نے کہا کہ ان کا حسب بہت عمدہ ہے اور پیغمبروں کا یہی
 قاعدہ ہے وہ ہمیشہ اپنی قوم کے عمدہ خاندانوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ پھر میں نے تجھ
 سے پوچھا کہ ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تو نے کہا نہیں، یہ اس
 لئے میں نے پوچھا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا
 تھا کہ وہ اپنے بزرگوں کی سلطنت چاہتے ہیں۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کی
 پیروی کرنے والے بڑے لوگ ہیں یا غریب لوگ؟ تو تو نے کہا کہ غریب لوگ اور
 ہمیشہ (پہلے پہل) پیغمبروں کی پیروی غریب لوگ ہی کرتے ہیں۔ (کیونکہ بڑے
 آدمیوں کو کسی کی اطاعت کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور غریبوں کو نہیں آتی) اور میں

نے تجھ سے پوچھا کہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے تم نے کبھی ان کا جھوٹ دیکھا ہے؟ تو
 نے کہا کہ نہیں اس سے میں نے یہ نکالا کہ یہ ممکن نہیں کہ لوگوں سے تو جھوٹ نہ
 بولے اور اللہ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ (جھوٹا دعویٰ کر کے) اور میں نے تجھ سے
 پوچھا کہ کوئی ان کے دین میں آنے کے بعد پھر اس کو بُرا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ تو نے
 کہا نہیں اور ایمان جب دل میں سما جاتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ اور میں نے تجھ
 سے پوچھا کہ ان کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟ تو نے کہا کہ وہ
 بڑھتے جاتے ہیں اور یہی ایمان کا حال ہے اس وقت تک کہ پورا ہو (پھر کمال کے
 بعد اگر گھٹے تو قباحۃً نہیں) اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم ان سے لڑتے ہو؟ تو
 نے کہا کہ ہم لڑتے ہیں اور ہمارے ان کی لڑائی برابر ہے ڈول کی طرح کبھی ادھر اور
 کبھی ادھر۔ تم ان کا نقصان کرتے ہو وہ تمہارا نقصان کرتے ہیں اور اسی طرح
 آزمائش ہوتی ہے پیغمبروں کی (تا کہ ان کو صبر و تکلیف کا اجر ملے اور ان کے
 پیروکاروں کے درجے بڑھیں)، پھر آخر میں وہی غالب آتے ہیں اور میں نے تجھ
 سے پوچھا کہ وہ دغا کرتے ہیں؟ تو نے کہا کہ وہ دغا نہیں کرتے اور پیغمبروں کا یہی
 حال ہے وہ دغا (یعنی عہد شکنی) نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان سے
 پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ تو نے کہا کہ نہیں۔ یہ میں نے اس لئے پوچھا
 کہ اگر ان سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو گمان ہوتا کہ اس شخص نے بھی اس کی
 پیروی کی ہے پھر ہر قل نے کہا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم کرتے ہیں؟ میں نے کہا
 کہ وہ نماز پڑھنے کا، زکوٰۃ دینے، رشتہ داروں سے اچھے سلوک کرنے اور بُری باتوں
 سے بچنے کا حکم کرتے ہیں۔ ہر قل نے کہا کہ اگر ان کا یہی حال ہے جو تم نے بیان کیا
 تو بیشک وہ پیغمبر ہیں اور (پہلی کتابیں پڑھنے کی وجہ سے) میں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر پیدا
 ہوں گے لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم لوگوں میں پیدا ہوں گے اور اگر میں یہ سمجھتا

کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا، تو میں ان سے ملنا پسند کرتا۔ (بخاری کی روایت میں ہے کہ میں کسی طرح بھی محنت مشقت اٹھا کر ملتا) اور جو میں ان کے پاس ہوتا، تو ان کے پاؤں دھوتا اور یقیناً ان کی حکومت یہاں تک آجائے گی جہاں اب میرے دونوں پاؤں ہیں۔ پھر ہر قل نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا خط منگوایا اور اسکو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا کہ:

”شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے ہر قل کی طرف جو کہ روم کا رئیس ہے۔ سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد میں تجھے دعوتِ اسلام کی طرف بلاتا ہوں کہ مسلمان ہو جائے تو سلامت رہے گا (یعنی تیری حکومت اور جان اور عزت سب سلامت اور محفوظ رہے گی) مسلمان ہو جا، اللہ تجھے دہرا ثواب دے گا۔ اگر تو نہ مانے گا، تو اترِ سین کا وبال بھی تجھ پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! مان لو ایک بات کہ جو سیدھی اور صاف ہے ہمارے اور تمہارے درمیان کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور ہم ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ رب نہ بنائیں۔ اگر اہل کتاب پھر جائیں تو تم کہو یقیناً ہم تو مسلمان (فرمانبردار) ہیں۔“ (آل عمران: 64)

پھر جب ہر قل اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو، لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور بک بک بہت ہوئی اور ہم باہر نکال دیئے گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد) کا درجہ بہت بڑھ گیا، ان سے بنی صفر کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس دن سے مجھے یقین تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کامیاب اور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی مسلمان کر دیا۔

باب: اللہ تعالیٰ کی طرف نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعوت اور منافقوں کی تکالیف پر صبر۔

1123: سیدنا اسامہ بن زید صراوی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک گدھے پر سوار ہوئے، جس کی کاٹھی کے نیچے (شہر) فدک کی (بٹی ہوئی) چادر پڑی تھی اور اسامہ بن زید گواپنے پیچھے بٹھایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں، سیدنا سعد بن عبادہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے۔ اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے کا ہے۔ راستے میں مسلمانوں، بتوں کے پجاری مشرکوں اور یہود پر مشتمل ایک ملی جلی مجلس پر سے گزرے، جس میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول (مشہور منافق) بھی تھا۔ (اس وقت تک عبد اللہ بن ابی ظاہر میں بھی مسلمان نہیں ہوا تھا)۔ اس مجلس میں سیدنا عبد اللہ بن رواحہؓ (مشہور صحابی) بھی موجود تھے۔ جب گدھے کے پاؤں کی گر مجلس والوں پر پڑنے لگی (یعنی سواری قریب آ پہنچی) تو عبد اللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھک لی اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سلام کیا اور پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اتر کر ان کو قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور (ان مجلس والوں کو) اللہ کی طرف بلایا۔ اس وقت عبد اللہ بن ابی نے کہا اے شخص! اگر یہ سچ ہے تو بھی ہمیں ہماری مجلسوں میں مت سنا۔ اپنے گھر کو جا، وہاں جو تیرے پاس آئے اس کو یہ قصے سنا۔ سیدنا عبد اللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں بلکہ آپ ہماری ہر ایک مجلس میں ضرور آیا کیجئے، ہمیں یہ بہت اچھا لگتا ہے۔ اس بات پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہونے لگی اور قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جائے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سب کو چپ کرانے لگے

(آخر کار وہ سب خاموش ہو گئے) پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سوار ہوئے اور سیدنا سعد بن عبادہؓ کے ہاں گئے اور ان سے فرمایا اے سعد! تو نے ابو حباب کی باتیں نہیں سنیں؟ {ابو حباب سے عبد اللہ بن ابی مراد ہے} اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سیدنا سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! آپ اے معاف کر دیجئے اور اس سے درگزر فرمائیے اور قسم اس ذات کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر کتاب نازل کی ہے کہ اللہ کی جانب سے جو کچھ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر اترا ہے وہ برحق اور سچ ہے۔ (جب یہ ہے کہ) اس بستی کے لوگوں نے (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے آنے سے پہلے) یہ فیصلہ کیا تھا کہ عبد اللہ بن ابی کوسرداری کا تاج پہنائیں گے اور اس کو اپنا ولی اور رئیس بنائیں گے۔ پس جب اللہ نے یہ بات (عبد اللہ بن ابی کا سردار ہونا) نہ چاہی بوجہ اُس حق کے جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو عطا کیا ہے، تو وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حسد میں مبتلا ہو گیا ہے اس لئے اس نے (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے) ایسے بُرے کلمات کہے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا قصور معاف کر دیا۔

باب: دھوکہ بازی کی ممانعت۔

1124: سیدنا ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہر دغا بازی کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا، جو اس کی دغا بازی کے موافق بلند کیا جائیگا اور کوئی دغا باز اس سے بڑھ کر نہیں جو خلق اللہ کا حاکم ہو کر دغا بازی کرے۔

باب: وعدے کی پاسداری۔

1125: سیدنا حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ میں بدر میں صرف اسی وجہ سے شریک

نہ کہ میں اپنے والدِ حسیل کے ساتھ نکلا (یہ سیدنا حذیفہؓ کے والد کا نام ہے اور بعض لوگوں نے حسیل کہا ہے اور یمان ان کا لقب ہے اور اسی سے مشہور ہیں) تو ہمیں قریش کے کافروں نے پکڑ لیا اور کہا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جانا چاہتے ہو؟ پس ہم نے کہا کہ ہم ان کے پاس نہیں جانا چاہتے بلکہ ہم تو صرف مدینہ جانا چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے ہم سے اللہ کا نام لے کر عہد اور قرار لیا کہ ہم مدینہ کو جائیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ہو کر نہیں لڑیں گے۔ پھر ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور یہ سب قصہ بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم مدینہ کو چلے جاؤ کہ ہم ان کا معاہدہ پورا کریں گے اور ان پر اللہ سے مدد چاہیں گے۔

باب: دشمن کے ساتھ آنا سامنا کرنے کی آرزو نہ کرنا لیکن جب آنا سامنا ہو، تو صبر کرنا چاہیئے۔

1126: ابوالضرر سیدنا عبداللہ بن ابی اونی جو کہ قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے اور نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ میں سے تھے، کی کتاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن عبید اللہ کو کہ جب وہ حروریہ کی طرف (لڑائی) کے لئے نکلے تو لکھا اور وہ انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے عمل کی خبر دینا چاہتے تھے کہ جن دنوں رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دشمن سے لڑائی کی حالت میں تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے زوال آفتاب تک انتظار کیا اور پھر لوگوں (صحابہ کرام) میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! دشمن سے (لڑائی) ملاقات کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی آرزو کرو۔ (لیکن) جب آنا سامنا ہو جائے تو صبر سے کام لو اور جان رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے ہوئے اور یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ! کتاب نازل
فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے اور جتھوں کو بھگانے والے، ان کو بھگا دے
اور ان پر ہماری مدد فرما۔



باب: دشمن کے خلاف دعا۔

اس باب میں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی کی حدیث ہے جو اوپر والے باب میں گزر چکی ہے۔

1127: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُحد کے دن یہ فریاد کر رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو زمین میں کوئی تیری پرستش کرنے والا نہ رہے گا۔ (یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث میں ہے کہ اگر آج مسلمان مغلوب ہو گئے تو اہل تو حید مٹ جائیں گے)۔

باب: لڑائی مکر و حیلہ ہے۔

1128: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: لڑائی مکر اور حیلہ ہے۔ (یعنی اپنے بچاؤ اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے لئے حیلہ اور مکر و فریب کرنا جائز ہے)

باب: جہاد میں مشرکین سے مدد لینا (کیسا ہے؟)۔

1129: اُمّ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لمؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جنگ بدر کی طرف نکلے۔ جب (مقام) حرۃ الوبرہ (جو مدینہ سے چار میل پر ہے) میں پہنچے، تو ایک شخص آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملا، جس کی بہادری اور اوصالت کا شہرہ تھا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملا تو اس نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ چلوں اور جو ملے اس میں حصہ پاؤں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو لوٹ جا، میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چلے جب شجرہ (مقام) پہنچے تو وہ شخص پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ملا اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بھی وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا اور فرمایا کہ لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا۔ پھر وہ لوٹ گیا اس کے بعد پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے (مقام) بیداء میں ملا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا کہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر یقین رکھتا ہے؟ اب وہ شخص بولا کہ ہاں میں یقین رکھتا ہوں۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر چل۔

باب: غازیوں کے ساتھ عورتوں کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔

1130: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ (ان کی والدہ) اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن ایک خنجر لیا، وہ ان کے پاس تھا کہ سیدنا ابوطحہؓ نے دیکھا تو رسول اللہ! سے عرض کیا کہ یہ اُمّ سلیم ہے اور ان کے پاس ایک خنجر ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (اُمّ سلیم سے) پوچھا کہ یہ خنجر کیسا ہے؟ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو میں اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنسے۔ پھر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہمارے سوا مطلقاً (یعنی اہل مکہ) کو مار ڈالنے، انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے شکست پائی (اس وجہ سے مسلمان ہو گئے اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اُمّ سلیم! (کافروں کے شر کو) اللہ تعالیٰ بہت بہترین انداز سے کافی ہو گیا (اب تیرے خنجر باندھنے کی

ضرورت نہیں)۔

1131: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ احد کے دن لوگ شکست خوردہ ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ابو طلحہؓ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہوئے تھے اور ابو طلحہؓ بڑے ماہر تیر انداز تھے، ان کی اس دن دو یا تین کمائیں ٹوٹ گئیں۔ جب کوئی شخص تیروں کا ترکش لے کر نکلتا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس سے فرماتے کہ یہ تیر ابو طلحہؓ کیلئے رکھ دو۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) گردن اٹھا کر کافروں کو دیکھتے، تو ابو طلحہؓ کہتے کہ اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر قربان ہوں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) گردن مت اٹھائیے ایسا نہ ہو کہ کافروں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سینے کے آگے ہے (یعنی ابو طلحہؓ نے اپنا سینہ آگے کیا تھا کہ اگر کوئی تیر وغیرہ آئے تو مجھے لگے)۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر اور اُمّ سلیمؓ کو دیکھا وہ دونوں کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں (جیسے کام کے وقت کوئی اٹھاتا ہے) اور میں ان کی پنڈلی کی پازیب کو دیکھ رہا تھا، وہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیں لاتی تھیں، پھر اس کا پانی لوگوں کو پلا دیتیں، پھر جاتیں اور بھر کر لاتیں اور لوگوں کو پلا دیتیں۔ اور سیدنا ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین بار اونگھ کی وجہ سے تلوار گر پڑی۔

1132: سیدہ اُمّ عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئی، مردوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں رہتی اور ان کا کھانا پکاتی، زخمیوں کی دوا کرتی اور بیماروں کی خدمت کرتی۔

باب: جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل ممنوع ہے۔

1133: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک عورت ایک لڑائی میں یائی گئی جس کو

مارڈ الا گیا تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عورتوں اور بچوں کے مارنے سے منع فرمادیا۔

باب: رات کے وقت حملہ میں دشمن کے بیوی بچوں کے مارے جانے کے متعلق۔

1134: سیدنا صعب بن جثامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے مشرکین کی اولاد اور ان کی عورتوں کے بارے میں سوال ہوا، جب رات کے چھاپے میں مارے جائیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ انہی میں داخل ہیں۔

باب: دشمن کے کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا بیان۔

1135: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت کچھ کٹوا دیئے اور کچھ جلوا دیئے۔ اس موقع پر سیدنا حسانؓ نے یہ شعر کہے: بنی لونی (یعنی قریش) کے سرداروں اور شرفاء پر یہ آسان ہو گیا کہ بویہ کا نخلستان آگ کی لپیٹ میں ہے۔ اور اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”جو درخت تم نے کاٹے یا ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑ دیا، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اس لئے کہ گنہگاروں کو رسوا کرے“ (الحشر: 5)۔

باب: دشمن کی زمین سے کھانا (طعام) حاصل کرنا۔

1136: سیدنا عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن چربی کی ایک تھیلی پائی۔ میں اس پر لپکا۔ میں نے دل میں کہا کہ میں اس میں سے کچھ بھی کسی کو نہ دوں گا۔ کہتے ہیں میں نے پلٹ کر دیکھا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے مسکرا رہے تھے۔

باب: مالِ غنیمت کا اس امت (محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیلئے خصوصی طور پر حلال ہونا

1137: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ آدمی نہ جائے جو نکاح کر چکا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے لیکن ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔ اور نہ وہ شخص جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جتنے کا امیدوار ہو (اس لئے کہ ان لوگوں کا دل ان چیزوں میں لگا رہے گا اور اطمینان سے جہاد نہ کر سکیں گے)۔ پھر اس پیغمبر نے جہاد کیا تو عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس گاؤں کے پاس پہنچا (جہاں جہاد کرنا تھا) تو پیغمبر علیہ السلام نے سورج سے کہا کہ تو بھی تابعدار ہے اور میں بھی تابعدار ہوں اے اللہ! اس کو تھوڑی دیر میرے اوپر روک دے (تا کہ ہفتہ کی رات نہ آ جائے کیونکہ ہفتہ کو لڑنا حرام تھا اور یہ لڑائی جمعہ کے دن ہونی تھی)۔ پھر سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی۔ پھر لوگوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا اور آگ آسمان سے اس کے کھانے کو آئی، لیکن اس نے نہ کھایا۔ پیغمبر علیہ السلام نے کہا کہ تم میں سے کسی نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے (لہذا یہ نذر قبول نہ ہوئی)۔ اس لئے تم میں سے ہر گروہ کا ایک آدمی مجھ سے بیعت کرے۔ پھر سب نے بیعت کی، تو ایک شخص کا ہاتھ جب پیغمبر کے ہاتھ سے لگا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں خیانت معلوم ہوتی ہے۔ تمہارا قبیلہ مجھ سے بیعت کرے۔ پھر اس قبیلے نے بیعت کی تو دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے لگا اور چمٹ گیا، تو پیغمبر علیہ السلام نے کہا کہ تم نے خیانت کی ہے۔ پھر

انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکال کر دیا۔ وہ بھی اس مال میں جو بلند زمین پر (جلانے کیلئے) رکھا گیا تھا رکھ دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اس کو کھا گئی۔ اور ہم سے پہلے کسی کیلئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا صرف ہمارے لئے حلال ہوا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی، تو ہمارے لئے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا۔

باب: انفال (مالِ غنیمت) کے بارے میں۔

1138: سیدنا مصعب بن سعد اپنے والد سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے بارے میں چار آیات اتریں۔ ایک مرتبہ ایک تلوار مجھے مالِ غنیمت میں ملی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ مجھے عنایت فرمائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو رکھ دے۔ پھر میں کھڑا ہوا تو (وہی کہا) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو جہاں سے لیا ہے وہیں رکھ دے۔ پھر اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ تلوار مجھے دیدتجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو رکھ دو۔ پھر (چوتھی مرتبہ) کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ تلوار مجھے مالِ غنیمت کے طور پر دے دیتجئے کیا میں اس شخص کی طرح رہوں گا جو نادار ہے؟ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اس کو لیا ہے۔ تب یہ آیت اتری کہ ”اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرما دیجئے کہ مالِ غنیمت، اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہیں“ (الانفال: 1)۔ (اس حدیث میں چار آیات میں سے صرف ایک آیت کا ذکر ہے)۔

باب: اصحاب سرایا (فوجی دستوں) کو مال غنیمت میں حصہ (اور انعام) دینا
 1139: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نجد کی طرف ایک چھوٹا لشکر بھیجا، میں بھی اس میں نکلا۔ وہاں ہمیں بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں ملیں، تو ہم میں سے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور رسول اللہ نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید دیا۔

باب: مال غنیمت میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالنا۔

1140: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کبھی بعض لشکر والوں کو باقی تمام لشکروں کی نسبت زیادہ دیتے اور ان سب مالوں میں خمس واجب تھا۔

باب: کافر مقتول کا سامان (حرب) قاتل کو دینا چاہئے۔

1141: سیدنا ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حنین کی لڑائی میں نکلے۔ جب ہم لوگ دشمنوں سے لڑے، تو مسلمانوں کو (شروع میں) شکست ہوئی (یعنی کچھ مسلمان بھاگے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور کچھ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ میدان میں جمے رہے)۔ پھر میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر (اس کے مارنے کو) چڑھا تھا۔ میں گھوم کر اس کی طرف آیا اور اس کے کندھے اور گردن کے بیچ میں ایک ضرب لگائی۔ وہ میری طرف پلٹا اور مجھے ایسا دبایا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی۔ اس کے بعد وہ خود مر گیا تب ہی مجھے چھوڑا۔ میں سیدنا عمرؓ سے ملا انہوں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا (جو ایسے بھاگ نکلے)، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پھر لوگ لوٹے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیٹھے اور آپ (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس نے کسی کو مارا اور وہ گواہ رکھتا ہو تو اس (مقتول) کا سامان وہی لے۔ سیدنا ابو قتادہ رضی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سن کر میں کھڑا ہوا اور کہا کہ میرا گواہ کون ہے؟ اس کے بعد میں بیٹھ گیا پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دوبارہ ایسا ہی فرمایا، تو میں پھر کھڑا ہوا اور کہا کہ میرے لئے گواہی کون دے گا؟ میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایسا ہی فرمایا، تو میں پھر کھڑا ہوا آخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ اے ابو قتادہ! تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا، تو ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ابو قتادہ سچ کہتے ہیں اس شخص کا سامان میرے پاس ہے تو ان کو راضی کر دیجئے کہ اپنا حق مجھے دیدیں۔ یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کبھی ارادہ نہ کریں گے کہ (اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے ایک شیر جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے لڑتا ہے (اس کا) اسباب تجھے دلائیں گے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ابو بکرؓ سچ کہتے ہیں (اس حدیث سے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے فتویٰ دیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے فتوے کو سچ کہا) تو وہ سامان ابو قتادہؓ کو دیدے۔ پھر اس نے وہ سامان مجھے دیدیا۔ سیدنا ابو قتادہؓ نے کہا کہ میں نے (اس سامان میں سے) زرہ کو بیچا اور اس کے بدل بنو سلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال ہے جس کو میں نے اسلام کی حالت میں کمایا۔

باب: (دشمن کا) سامان بعض قاتلین کو اجتہاد کی بنا پر دینا۔

1142: سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں میں بدر کی لڑائی میں صف میں کھڑا ہوا

تھا اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو میرے دونوں طرف انصار کے نوجوان اور کم عمر لڑکے نظر آئے۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ان سے زور آور جوانوں کے درمیان ہوتا (یعنی آرزو بازو اچھے قوی لوگ ہوتے تو زیادہ اطمینان ہوتا)۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے دبایا اور کہا کہ اے چچا! تم ابو جہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں اور اے میرے بھائی کے بیٹے! تیرا ابو جہل سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ابو جہل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو برا کہتا ہے، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر میں ابو جہل کو پاؤں تو اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم دونوں میں سے وہ نہ مر جائے جس کی موت پہلے آئی ہو۔ سیدنا عبدالرحمنؓ نے کہا کہ مجھے اس کے ایسا کہنے سے تعجب ہوا۔ (کہ بچہ ہو کر ابو جہل جیسے قوی ہیکل کے مارنے کا ارادہ رکھتا ہے)۔ پھر دوسرے نے مجھے دبایا اور اس نے بھی ایسا ہی کہا۔ کہتے ہیں تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں پھر رہا ہے، میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم پوچھتے تھے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں دوڑے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورتلو اوروں کے وار کئے یہاں تک کہ مار ڈالا۔ پھر دونوں لوٹ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور یہ حال بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس کو مارا؟ ہر ایک بولنے لگا کہ میں نے مارا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لیں؟ وہ بولے نہیں۔ تب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا کہ تم دونوں نے اسے مارا ہے۔ پھر اس کا سامان معاذ بن عمرو بن جموحؓ کو دلایا اور وہ دونوں لڑکے یہ تھے ایک معاذ بن عمرو بن جموح اور دوسرے معاذ بن عفراءؓ۔

باب: اجتہاد کی بنا پر قاتل کو (دشمن مقتول) کا سامان نہ دینا۔

1143: سیدنا عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (قبیلہ) حمیر کے ایک شخص نے دشمنوں میں سے ایک شخص کو مارا اور اس کا سامان لینا چاہا لیکن سیدنا خالد بن ولیدؓ (جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے) لشکر کے سردار تھے نے نہ دیا۔ سیدنا عوف بن مالکؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ حال بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خالدؓ سے فرمایا کہ تم نے اس کو سامان کیوں نہ دیا؟ سیدنا خالدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! وہ سامان بہت زیادہ تھا (تو میں نے وہ سب دینا مناسب نہ جانا)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ سامان اس کو دیدے۔ پھر سیدنا خالدؓ، سیدنا عوفؓ کے ساتھ نکلے، تو سیدنا عوفؓ نے ان کی چادر کھینچتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا، آخروہی ہوا نا (یعنی سیدنا خالدؓ کو شرمندہ کیا کہ آخر تمہیں سامان دینا پڑا) یہ بات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سن لی اور غضبناک ہو کر فرمایا: اے خالد! اس کو مت دے اے خالد! اس کو مت دے۔ کیا تم میرے سرداروں کو چھوڑنے والے ہو؟ تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے اونٹ یا بکریاں چرانے کو لیں، پھر ان کو چرایا اور ان کی پیاس کا وقت دیکھ کر حوض پر لایا، تو انہوں نے پینا شروع کیا۔ پھر صاف صاف پی گئیں اور تلچھٹ چھوڑ دیا، تو صاف (یعنی اچھی باتیں) تو تمہارے لئے اور بُری باتیں سرداروں پر ہیں (یعنی بدنامی اور مواخذہ ان سے ہو)۔

باب: دشمن کا سارا مال قاتل کو دینا چاہیئے۔

1144: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ ہوازن (حنین) میں رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے (جو آٹھ ہجری میں ہوا)۔ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ صبح کا ناشتہ کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار آیا۔ اونٹ کو بٹھا کر اس کی کمر پر سے ایک تسمہ نکالا اور اس سے باندھ دیا۔ پھر آ کر لوگوں کے ساتھ کھانا اور کھانے ادھر ادھر دیکھنے لگا (وہ کافروں کا جاسوس تھا)۔ اور ہم لوگ ان دنوں ناتواں تھے اور بعض پیدل بھی تھے (جن کے پاس سواری نہ تھی) اتنے میں یکا یک دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس کا تسمہ کھول کر اس کو بیٹھ کر اور پھر اس پر بیٹھ کر کھڑا کیا، تو اونٹ اس کو لے کر بھاگا (اب کافروں کو خبر دینے کے لئے چلا)۔ ایک شخص نے خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس کا پیچھا کیا۔ سیدنا سلمہؓ نے کہا کہ میں پیدل دوڑتا چلا گیا پہلے میں اونٹنی کی سرین کے پاس تھا (جو کہ اس جاسوس کے تعاقب میں جا رہی تھی) پھر میں اور آگے بڑھا یہاں تک کہ اونٹ کے سرین کے پاس آ گیا پھر اور آگے بڑھا، یہاں تک کہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو بٹھا دیا۔ جونہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر ٹیکا، میں نے تلوار سونتی اور اس مرد کے سر پر ایک وار کر کے اس کو گرادیا۔ پڑا پھر میں اونٹ کو کھینچتا ہوا، اس (جاسوس) کے سامان اور ہتھیار سمیت لے آیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لوگوں کے ساتھ تھے جو آگے تشریف لائے تھے (میرے انتظار میں) مجھ سے ملے اور پوچھا کہ اس مرد کو کس نے مارا؟ لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کا سب سامان اکوع کے بیٹے کا ہے۔

باب: انعام اور قیدیوں کے بدلہ میں مسلمانوں کو چھڑانے کے متعلق۔

1145: سیدنا ایاس بن سلمہ اپنے والد سیدنا سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے (قبیلہ) فزارہ سے جہاد کیا اور ہمارے سردار سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے جنہیں ہمارا امیر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بنایا تھا۔ جب

ہمارے اور پانی کے درمیان میں ایک گھڑی کا فاصلہ رہ گیا (یعنی اس پانی سے جہاں قبیلہ فزارہ رہتے تھے)، تو ہم سیدنا ابو بکرؓ کے حکم سے چھپلی رات کو اتر پڑے۔ پھر ہر طرف سے حملہ کرتے ہوئے پانی پر پہنچے۔ وہاں جو مارا گیا سو مارا گیا اور کچھ قید ہوئے اور میں ایک گروہ کو تاک رہا تھا جس میں (کافروں کے) بچے اور عورتیں تھیں میں ڈرا کہ کہیں وہ مجھ سے پہلے پہاڑ تک نہ پہنچ جائیں، میں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان میں ایک تیرا مارا، تو تیر کو دیکھ کر وہ ٹھہر گئے۔ میں ان سب کو ہانکتا ہوا لایا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑا پہنے ہوئے تھی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی جو کہ عرب کی حسین ترین نوجوان لڑکی تھی۔ میں ان سب کو سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پاس لایا، تو انہوں نے وہ لڑکی مجھے انعام کے طور پر دے دی۔ جب ہم مدینہ پہنچے اور میں نے ابھی اس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے بازار میں ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دیدے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ کی قسم وہ مجھے بھلی لگی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر دوسرے دن مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بازار میں ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ! وہ لڑکی مجھے دیدے اور تیرا باپ بہت اچھا تھا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ آپ کی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے تو (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کپڑا تک نہیں کھولا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ لڑکی مکہ والوں کو بھیج دی اور اس کے بدلہ میں کئی مسلمانوں کو چھڑایا جو مکہ میں قید ہو گئے تھے۔

باب: جو بستی لڑائی سے فتح کی گئی اس میں حصہ اور خمس ہے۔

1146: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس بستی میں تم آئے اور وہاں ٹھہرے، تو اس میں تمہارا حصہ ہے اور جس بستی

والوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نافرمانی کی یعنی لڑائی کی تو (مالِ غنیمت کا) پانچواں حصہ اللہ کا اور رسول کا ہے اور باقی (چار حصے) تمہارے ہیں۔

باب: مال ”نے“ کیسے تقسیم ہوگا جب کہ لڑائی کی نوبت نہ آئی ہو۔

1147: سیدنا مالک بن اوس کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمرؓ نے بلایا اور میں ان کے پاس دن چڑھے آیا اور وہ اپنے گھر میں (بغیر بستر کے) ننگی چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اور ایک چمڑے کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ دوڑ کر میرے پاس آئے تو میں نے ان کو کچھ تھوڑا دلا دیا ہے تو ان سب میں بانٹ دے۔ میں نے کہا کہ کاش یہ کام آپ کسی اور سے لے لیتے۔ انہوں نے کہا کہ اے مالک! تو لے لے۔ اتنے میں یرفا (ان کا خدمتگار) آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر اور سعدؓ آئے ہیں کیا ان کو آنے دوں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اچھا ان کو آنے دے۔ وہ آ گئے۔ پھر یرفا آیا اور کہنے لگا کہ عباس اور علیؓ آنا چاہتے ہیں، تو سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ان کو بھی اجازت دیدے۔ سیدنا عباسؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا اور اس جھوٹے، گنہگار، دغا باز اور چور کا فیصلہ کر دیجئے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اے امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ کر دیجئے اور ان کو اس مسئلے سے راحت دیجئے۔ مالک بن اوس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ان دونوں نے (یعنی سیدنا علیؓ اور سیدنا عباسؓ نے) سیدنا عثمان اور عبدالرحمن اور زبیر اور سعدؓ کو (اس لئے) آگے بھیجا تھا (کہ وہ سیدنا عمرؓ سے کہہ کر فیصلہ کروادیں)۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ ٹھہرو! میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کے مال میں وارثوں کو کچھ نہیں

ملتا اور جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟ سب نے کہا ہاں ہمیں معلوم ہے۔ پھر سیدنا
 عباسؓ اور سیدنا علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم دونوں کو اس اللہ تعالیٰ کی
 قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو ہم
 چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ بیشک ہم جانتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ
 نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ ایک بات
 خاص کی تھی جو اور کسی کے ساتھ خاص نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ نے
 گاؤں والوں کے مال میں سے جو دیا، وہ اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا
 ہی ہے“ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سے پہلے کی آیت بھی انہوں نے پڑھی کہ نہیں
 پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بنی نضیر کے مال تم
 لوگوں کو بانٹ دیئے۔ اور اللہ کی قسم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (مال کو) تم
 سے زیادہ نہیں سمجھا اور نہ یہ کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خود لیا ہو اور
 تمہیں نہ دیا ہو، یہاں تک کہ یہ مال رہ گیا۔ اس میں سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) ایک سال کا اپنا خرچ نکال لیتے اور جو بچ رہتا، وہ بیت المال میں شریک
 ہوتا۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس اللہ تعالیٰ کی، جس کے حکم
 سے زمین اور آسمان قائم ہیں کہ تم یہ سب جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ہم
 جانتے ہیں۔ پھر سیدنا علیؓ اور عباسؓ کو بھی ایسی ہی قسم دی، تو انہوں نے بھی یہی
 کہا کہ ہاں۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی
 وفات ہوئی، تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) کا ولی ہوں، تو تم دونوں آئے۔ عباسؓ تو اپنے بھتیجے کا ترکہ مانگتے تھے (یعنی
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سیدنا عباس کے بھائی کے بیٹے تھے) اور علیؓ اپنی

زوجہ مطہرہ کا حصہ ان کے والد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے مال سے چاہتے تھے (یعنی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جو سیدنا علیؑ کی زوجہ تھیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بیٹی تھیں) سیدنا ابوبکرؓ نے یہ جواب دیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کافر مان ذیشان ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، تو تم ان کو جھوٹا، گنہگار، دغا باز اور چور سمجھے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ سچے، نیک اور ہدایت پر تھے اور حق کے تابع تھے۔ پھر سیدنا ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ولی ہوں اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا، تو تم نے مجھے بھی جھوٹا، گنہگار، دغا باز اور چور سمجھا جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا، نیکو کار اور حق پر ہوں، حق کا تابع ہوں۔ میں اس مال کا بھی ولی رہا۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں ایک ہو اور تمہارا معاملہ بھی ایک ہے (یعنی اگرچہ تم ظاہر میں دو شخص ہو مگر اس لحاظ سے کہ قربت رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دونوں میں موجود ہے تم مثل ایک شخص کے ہو) تم نے یہ کہا کہ یہ مال ہمارے سپرد کر دو تو میں نے کہا کہ اچھا! اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو اس شرط پر دیدیتا ہوں کہ تم اس مال میں وہی کرتے رہو گے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا کرتے تھے۔ تم نے اسی شرط سے یہ مال مجھ سے لیا۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ کیوں ایسا ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ پھر تم دونوں (اب) میرے پاس فیصلہ کرانے آئے ہو؟ نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس کے سوا اور کوئی فیصلہ قیامت تک کرنے والا نہیں، البتہ اگر تم سے اس مال کا بندوبست نہیں ہوتا، تو پھر مجھے لوٹا دو۔

باغ فدک اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ناراضی

1148: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صاحبزادی نے سیدنا

ابو بکر صدیقؓ کے پاس کسی کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ان مالوں میں سے اپنا ترکہ مانگنے کو بھیجا جو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو مدینہ میں اور فدک میں دیئے تھے اور جو کچھ خیبر کے خمس میں سے بچتا تھا، تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آل اسی مال میں سے کھائے گی اور میں تو اللہ کی قسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صدقہ کو اس حال سے کچھ بھی نہیں بدلوں گا جس حال میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے عہد مبارک میں تھا اور میں اس میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کرتے تھے۔ غرضیکہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کیا، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات چھوڑ دی اور بات نہ کی یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی۔ (نوی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ یہ ترک ملاقات وہ نہیں جو شرع میں حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام نہ کرے یا سلام کا جواب نہ دے)۔ اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعد صرف چھ مہینہ زندہ رہیں (بعض نے کہا کہ آٹھ مہینے یا تین مہینے یا دو مہینے یا ستر دن بہر حال رمضان کی تین تاریخ ۱۱ ہجری کو انہوں نے انتقال کیا) جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر سیدنا علیؓ نے ان کو رات کو ہی دفن کر دیا اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو اس کی خبر نہ کی (اس سے معلوم ہوا کہ رات کو دفن کرنا جائز ہے اور دن کو افضل ہے اگر کوئی عذر نہ ہو) اور ان پر سیدنا علیؓ نے نماز پڑھی۔ اور جب تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اس وقت تک لوگ سیدنا علیؓ سے (بوجہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے) محبت کرتے تھے، جب وہ انتقال کر گئیں تو سیدنا علیؓ نے دیکھا کہ لوگ میری طرف سے

پھر گئے ہیں، تب تو انہوں نے سیدنا ابو بکر رضی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا مناسب سمجھا اور ابھی تک کئی مہینے گزر چکے تھے انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے بیعت نہ کی تھی۔ سیدنا علیؓ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ اکیلے آئیے آپ کے ساتھ کوئی نہ آئے کیونکہ وہ سیدنا عمرؓ کا آنا ناپسند کرتے تھے۔ سیدنا عمرؓ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ اللہ کی قسم! تم اکیلے ان کے نہ پاس جاؤ؟ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ وہ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم میں تو اکیلا جاؤں گا۔ آخر سیدنا ابو بکرؓ ان کے پاس گئے اور سیدنا علیؓ نے تشہد پڑھا (جیسے خطبہ کے شروع میں پڑھتے ہیں) پھر کہا کہ اے ابو بکر ص! ہم نے آپ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو دیا (یعنی خلافت) پہچان لیا ہے۔ اور ہم اس نعمت پر رشک نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی (یعنی خلافت اور حکومت)، لیکن آپ نے اکیلے اکیلے یہ کام کر لیا؟ اور ہم سمجھتے تھے کہ اس میں ہمارا بھی حق ہے کیونکہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے قربت رکھتے تھے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے برابر باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی آنکھیں بھر آئیں جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے گفتگو شروع کی، تو کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی قربت کا لحاظ مجھے اپنی قربت سے زیادہ ہے اور یہ جو مجھ میں اور تم میں ان باتوں کی بابت (یعنی فداک اور فضیر اور خمس خیر وغیرہ کا) اختلاف ہوا، تو میں نے حق کو نہیں چھوڑا اور میں نے وہ کوئی کام نہیں چھوڑا جس کو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کرتے ہوئے دیکھا، تو میں نے وہی کیا۔ سیدنا علیؓ نے سیدنا ابو بکرؓ سے کہا کہ اچھا آج دو پہر کو ہم آپ سے بیعت کریں گے۔ جب سیدنا ابو بکرؓ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے، تو منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور سیدنا علیؓ کا قصہ

بیان کیا اور ان کے دیر سے بیعت کرنا اور جو عذر انہوں نے بیان کیا تھا؟ وہ بھی کہا اور پھر مغفرت کی دعا کی۔ اور سیدنا علیؑ نے خطبہ پڑھا اور سیدنا ابوبکرؓ کی فضیلت بیان کی اور یہ کہا کہ میرا دیر سے بیعت کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ مجھے سیدنا ابوبکرؓ پر رشک ہے یا ان کی بزرگی اور فضیلت کا مجھے انکار ہے، بلکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اس خلافت کے معاملہ میں ہمارا بھی حصہ ہے جو کہ اکیلے اکیلے بغیر صلاح کے یہ کام کر لیا گیا، اس وجہ سے ہمارے دل کو یہ رنج ہوا۔ یہ سن کر مسلمان خوش ہوئے اور سب نے سیدنا علیؑ سے کہا کہ تم نے ٹھیک کام کیا۔ اس روز سے جب انہوں نے صحیح معاملہ اختیار کیا مسلمان پھر سیدنا علیؑ کی طرف مائل ہوئے۔

1149: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں جو چھوڑ جاؤں تو میرے وارث ایک دینار بھی نہیں بانٹ سکتے اور اپنی عورتوں کے خرچ اور منتظم کی اجرت کے بعد جو بچے، وہ صدقہ ہے۔

باب: (مال غنیمت میں سے) گھڑ سوار اور پیدل فوج کے حصوں کے متعلق

1150: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے غنیمت کے مال میں سے دو حصے گھوڑے کو دلائے اور پیدل آدمی کو ایک حصہ دلایا۔

باب: مال غنیمت میں عورتوں کا حصہ نہیں ہے یوں کچھ دے دینا چاہیئے اور جہاد میں بچوں کے قتل کرنے کے متعلق۔

1151: یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ (حروری خارجیوں کے سردار) نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو لکھا اور پانچ باتیں پوچھیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اگر علم کے چھپانے کی بات نہ ہوتی، تو میں اس کو جواب نہ لکھتا (کیونکہ وہ

مردود خارجی بدعتی لوگوں کا سردار تھا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی شان میں فرمایا کہ وہ دین میں سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے)۔ نجدہ نے لکھا تھا کہ بعد حمد و صلوة - 1۔ بتاؤ کہ کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جہاد میں عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے؟ - 2۔ کیا ان کو (مال غنیمت میں سے) حصہ دیتے تھے؟ - 3۔ کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بچوں کو بھی قتل کرتے تھے؟ - 4۔ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے؟ - 5۔ خمس کس کا حق ہے؟

سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نے جواب لکھا کہ تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جہاد میں عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے؟ تو بیشک ساتھ رکھتے تھے اور وہ زخیبوں کی دوا کرتی تھیں اور ان کو کچھ انعام ملتا تھا، ان کا حصہ نہیں لگایا گیا۔ (ابو حنیفہ، ثوری، لیث، رشافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن اوزاعی کے نزدیک عورت اگر لڑے یا زخیبوں کا علاج کرے تو اس کا حصہ لگایا جائے گا۔) (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور مالک کے نزدیک اس کو انعام بھی نہ ملے گا اور یہ دونوں مذہب اس صحیح حدیث سے مردود ہیں) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) (کافروں کے) بچوں کو نہیں مارتے تھے۔ تو بھی بچوں کو مت مارنا (اسی طرح عورتوں کو لیکن اگر بچے اور عورتیں لڑیں تو ان کا مارنا جائز ہے) اور تو نے مجھ سے پوچھا کہ یتیم کی یتیمی کب ختم ہوتی ہے، تو قسم میری عمر (دینے والے) کی کہ بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی داڑھی نکل آتی ہے، پر وہ نہ لینے کا شعور رکھتا ہے اور نہ دینے کا (وہ یتیم ہے یعنی اس کا حکم یتیموں کا سا ہے)۔ پھر جب اپنے فائدے کے لئے وہ اچھی باتیں کرنے لگے جیسے کہ لوگ کرتے ہیں، تو اس کی یتیمی جاتی رہتی ہے اور تو نے مجھ سے خمس کا پوچھا کہ کس کا حق ہے؟ تو ہم یہ کہتے تھے کہ خمس ہمارے لئے ہے لیکن ہماری قوم نے نہ مانا۔

باب: قیدیوں کے چھوڑ دینے اور ان پر احسان کرنے کے بارے میں۔

1152: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے، تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے جو اہل یمامہ کا سردار تھا۔ پھر اُسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اُس کے پاس جا کر کہا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ (کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) وہ بولا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا خیال بہتر ہے، اگر آپ مجھے مار ڈالیں گے، تو ایسے شخص کو ماریں گے جو خون والا ہے (یعنی اس میں کوئی بھی قباحت نہیں کیونکہ میرا خون ضائع نہیں جائے گا بلکہ میرا بدلہ لینے والے موجود ہیں)۔ اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں گے، تو میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا شکر گزار ہوں گا اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مال و دولت چاہتے ہوں تو وہ بھی حاضر ہے، جتنا آپ چاہیں۔ یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ وہ بولا کہ میرا خیال وہی ہے جو میں عرض کر چکا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) احسان کر کے چھوڑ دیں گے، تو میں شکر گزار ہوں گا اور اگر قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو، جو چاہو گے دیا جائے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر تیسرے دن پوچھا اے ثمامہ! تیرا کیا گمان ہے؟ وہ بولا کہ وہی جو میں عرض کر چکا کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) احسان کر کے چھوڑ دیں گے، تو میں شکر گزار ہوں گا اور اگر قتل کرو گے تو ایسے شخص کو قتل کرو گے جس کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر مال چاہتے ہو تو مانگو، جو چاہو گے دیا جائے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ لوگوں نے تعمیل حکم

کر کے چھوڑ دیا۔ ثمامہ مسجد کے قریب ہی ایک نخلستان کی طرف گیا اور غسل کر کے مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اے محمد! اللہ کی قسم مجھے تمام روئے زمین پر کسی کا منہ دیکھ کر اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا منہ دیکھ کر آتا تھا، اب آج کے دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو پسند ہے، اور اللہ کی قسم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھے برا معلوم نہ ہوتا تھا اور اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دین مجھے سب سے بھلا معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے شہر سے برا کوئی شہر نہ تھا اور اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے بہتر ہو گیا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا، جب کہ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، اب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسے مبارکباد دی اور عمرہ کرنے کی اجازت دی۔ جب وہ مکہ میں آئے تو کسی نے اس سے کہا کہ کیا تم بے دین ہو گئے ہو؟ وہ بولے نہیں اللہ کی قسم بلکہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمانبردار ہو گیا ہوں اور اللہ کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے اس وقت گندم کا ایک دانہ بھی نہ آنے پائے گا، جب تک کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اجازت نہ دیدیں۔

باب: ہندوینہ سے یہودیوں کو جلا وطن کرنا۔

1153: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ گئے یہاں تک کہ یہود کے پاس پہنچے، تو

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے ہو گئے اور ان کو پکارا اور فرمایا کہ اے یہود کے لوگو! مسلمان ہو جاؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم (۱)! آپ نے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں یہی چاہتا ہوں۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے یہود مسلمان ہو جاؤ محفوظ ہو جاؤ گے۔ وہ کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم (۱)! آپ نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں یہی چاہتا ہوں (کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیغام کے پہنچ جانے کا اقرار کرو) پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تیسری بار یہی کہا اور فرمایا کہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس ملک سے باہر نکال دوں، تو جو شخص اپنے مال کو بیچ سکے، وہ بیچ ڈالے اور نہیں تو یہ سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ہے۔

باب: یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکالنا۔

1154: سیدنا عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ فرماتے تھے کہ البتہ میں یہود اور نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دوں گا یہاں تک کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی کو نہیں رہنے دوں گا۔

باب: حربی کا فراور عہد توڑنے والے کے متعلق حکم۔

1155: اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سعد بن معاذؓ کو خندق کے دن ایک جو قریش کے ایک شخص ابن العرفہ (اس کی ماں کا نام ہے) نے ایک تیر مارا جو ان کی اکھ (ایک رگ) میں لگا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا (اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں سونا اور بیمار

کار ہنا درست ہے) تاکہ نزدیک سے ان کو پوچھ لیا کریں۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو پھر جبرائیل علیہ السلام آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہتھیار اتار ڈالے؟ اور ہم نے تو اللہ کی قسم ہتھیار نہیں رکھے۔ چلو ان کی طرف۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ کدھر؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سے لڑے اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فیصلہ پر راضی ہو کر قلعہ سے نیچے اترے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کا فیصلہ سیدنا سعدؓ پر رکھا (کیونکہ وہ سیدنا سعد کے حلیف تھے)۔ سعدؓ نے کہا کہ میں یہ حکم کرتا ہوں کہ ان میں جو لڑنے والے ہیں وہ تو مار دیئے جائیں اور بچے اور عورتیں قیدی بنائے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر لئے جائیں۔ ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا سعدؓ سے فرمایا کہ تو نے بنی قریظہ کے بارے میں وہ حکم دیا جو اللہ عز و جل کا حکم تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے اللہ کے حکم پر فیصلہ کیا اور ایک دفعہ یوں فرمایا کہ بادشاہ کے حکم پر فیصلہ کیا۔

ہجرت اور غزوات بیان میں

باب: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہجرت اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی نشانیوں کے بیان میں۔

1156: ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا براء بن عازبؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ میرے باپ (عازب) کے مکان پر آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور بولے کہ تم اپنے بیٹے سے کہو کہ یہ کجاوہ اٹھا کر میرے ساتھ میرے مکان تک لے چلے۔ میرے والد نے مجھ سے کہا کہ کجاوہ اٹھا لے۔ میں نے اٹھا لیا اور میرے والد بھی سیدنا ابوبکرؓ کے ساتھ اس کی قیمت لینے کو نکلے میرے باپ نے کہا کہ اے ابوبکر! تم نے اس رات کو کیا کیا جس رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ باہر نکلے (یعنی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی غرض سے چلے) سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ ہم ساری رات چلتے رہے یہاں تک کہ دن ہو گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا کہ راہ میں کوئی چلنے والا نہ رہا۔ ہمیں سامنے ایک بڑی چٹان دکھائی دی جس کا سایہ زمین پر تھا اور وہاں دھوپ نہ آئی تھی، ہم اس کے پاس اترے۔ میں پتھر کے پاس گیا اور اپنے ہاتھ سے جگہ برابر کی تاکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے سایہ میں آرام فرمائیں، پھر میں نے وہاں کملی (چادر) بچھائی اور اس کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ سو جائیے، میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گرد سب طرف دشمن کا کھوج لیتا ہوں (کہ کوئی ہماری تلاش میں تو نہیں آیا)۔ پھر میں نے بکریوں کا ایک چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں لئے ہوئے اسی پتھر کی طرف اس ارادے سے جس ارادے سے ہم آئے تھے (یعنی اس کے سایہ میں ٹھہرنا اور آرام کرنا) آ رہا تھا۔ میں اس سے ملا اور

پوچھا کہ اے لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ وہ بولا کہ میں مدینہ (شہر یعنی مکہ) والوں میں سے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کہ تیری بکریاں دودھ ولی ہیں؟ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا کہ تو ہمیں دودھ دے گا؟ وہ بولا ہاں۔ پھر وہ ایک بکری کو لایا تو میں نے کہا کہ اس تھن بالوں، مٹی اور گرد و غبار سے صاف کر لے تاکہ یہ چیزیں دودھ میں نہ پڑیں۔ (راوی نے کہا کہ) میں نے براء بن عازب کو دیکھا کہ وہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے اور جھاڑتے تھے۔ خیر اس لڑکے نے لکڑی کے ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ ڈھو ہا اور میرے ساتھ ایک ڈول تھا، جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پینے اور وضو کے لئے پانی تھا۔ سیدنا ابو بکرؓ نے کہا کہ پھر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نیند سے جگانا برا معلوم ہوا، لیکن میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خود بخود جاگ اٹھے تھے۔ میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! یہ دودھ پیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا کوچ کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا کہ آگیا۔ پھر ہم زوال آفتاب کے بعد چلے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا (اور وہ اس وقت کافر تھا) اور ہم سخت زمین پر تھے۔ کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم کو تو کافروں نے پالیا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مت فکر کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سراقہ پر بددعا کی تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا (حالانکہ وہاں کی زمین سخت تھی) وہ بولا کہ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اب میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تم دونوں کی تلاش میں جو آئے گا اس کو پھیر دوں گا تم میرے

لئے دعا کرو (کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس عذاب سے چھڑا دے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو وہ چھٹ گیا اور لوٹ گیا۔ جو کوئی کافر اس کو ملتا وہ کہہ دیتا کہ ادھر میں سب دیکھ آیا ہوں غرض جو کوئی ملتا تو سراقہ اس کو پھیر دیتا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ سراقہ نے اپنی بات پوری کی۔

باب: غزوہ بدر کے متعلق۔

1157: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو قافلہ ابوسفیان کے آنے کی خبر پہنچی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مشورہ کیا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے گفتگو کی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جواب نہ دیا پھر سیدنا عمرؓ نے گفتگو کی، لیکن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب بھی مخاطب نہ ہوئے۔ آخر سیدنا سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) اٹھے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ ہم (یعنی انصار) سے پوچھتے ہیں؟ تو قسم اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں، تو ہم ضرور ڈال دیں گے اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو برک الغماد تک بھگا دیں، (جو کہ مکہ سے بہت دور ایک مقام ہے) تو البتہ ہم ضرور بھگا دیں گے (یعنی ہم ہر طرح آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم کے تابع ہیں گو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ عہد نہ کیا ہو۔ آفرین ہے انصار کی جاٹاری پر) تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے۔ وہاں قریش کے پانی پلانے والے ملے۔ ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا، صحابہ نے اس کو پکڑا اور اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوچھنے لگے۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے ابوسفیان کا تو علم نہیں، البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف تو یہ موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا، تو اس کو

مارتے اور جب وہ یہ کہتا کہ اچھا اچھا میں ابوسفیان کا حال بتاتا ہوں، تو اس کو چھوڑ دیتے۔ پھر اس سے پوچھتے تو وہ یہی کہتا کہ میں ابوسفیان کا حال نہیں جانتا البتہ ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف تو لوگوں میں موجود ہیں۔ پھر اس کو مارتے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ دیکھا تو نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ بولتا ہے تو تم اسکو مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو (یہ ایک معجزہ ہوا)۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے اور ہاتھ زمین پر رکھ کر نشاندہی کی۔ اور یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر جہاں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہاتھ رکھا تھا، اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر کافر اسی جگہ گرا (یہ دوسرا معجزہ ہوا)۔

1158: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بسیدہ (ایک شخص کا نام ہے) کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ وہ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لائے وہ لوٹ کر آیا اور اس وقت میرے گھر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سوا کوئی نہ تھا۔ راوی نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ کی کس بی بی کا انسؓ نے ذکر کیا پھر حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) باہر نکلے اور فرمایا کہ ہمیں کام ہے، تو جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو۔ یہ سن کر چند آدمی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنی سواریوں کی طرف جانے کی اجازت مانگنے لگے جو مدینہ منورہ کی بلندی میں تھیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں صرف وہ لوگ جائیں جن کی سواریاں موجود ہوں۔ آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے اصحاب کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ مشرکین سے پہلے بدر میں پہنچے

اور مشرک بھی آگئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نہ بڑھے جب تک میں اس کے آگے نہ ہوں۔ پھر مشرک قریب پہنچے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس جنت میں جانے کے لئے اٹھو جس کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہاں! اس نے کہا واہ سبحان اللہ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایسا کیوں کہتا ہے؟ وہ بولا کچھ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے اس امید پر کہا کہ میں بھی اہل جنت سے ہو جاؤں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تو جنتی ہے۔ یہ سن کر چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکال کر کھانے لگا پھر بولا کہ اگر میں اپنی کھجوریں کھانے تک جیوں تو بڑی لمبی زندگی ہوگی اور جہنمی کھجوریں باقی تھیں وہ پھینک دیں اور کافروں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

باب: فرشتوں کی امداد، قیدیوں کے فدیہ اور مال غنیمت کے حلال ہونے کے متعلق۔

1159: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مشرکوں کو دیکھا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے پروردگار سے پکار پکار کر دعا کرنے لگے (اس حدیث سے یہ نکلا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ پھیلانا مستحب ہے) یا اللہ! تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا اس کو پورا کر، اے اللہ! تو مجھے

دیدے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا، اے اللہ اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو تباہ کر دے گا، تو پھر زمین میں تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے برابر دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی چادر مبارک کندھوں سے اتر گئی۔ سیدنا ابو بکرؓ نے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی چادر کندھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے لپٹ گئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! بس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اتنی دعا کافی ہے اب اللہ تعالیٰ اپنا وہ وعدہ پورا کرے گا جو اس نے آپ سے کیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور فرمایا کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا“ (الانفال: 9) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مدد فرشتوں سے کی۔ ابو زمیل (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھ سے سیدنا ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی کہ اس روز ایک مسلمان ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو کہ اس کے آگے تھا، اتنے میں اوپر سے کوڑے کی آواز سنائی دی وہ کہتا تھا کہ بڑھ اے حیزوم (حیزوم اس فرشتے کے گھوڑے کا نام تھا) پھر جو دیکھا تو وہ کافر اس مسلمان کے سامنے چت گر پڑا۔ مسلمان نے جب اس کو دیکھا کہ اس کی ناک پر نشان تھا اور اس کا منہ پھٹ گیا تھا، جیسا کوئی کوڑا مارتا ہے اور وہ (کوڑے کی وجہ سے) سبز ہو گیا تھا۔ پھر مسلمان انصاری رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ تیسرے آسمان سے آئی ہوئی مدد تھی۔ آخر مسلمانوں نے اس دن ستر کافروں کو مارا اور ستر کو قید کیا۔ ابو زمیل نے کہا کہ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ جب قیدی گرفتار ہو کر آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا ابو بکر صا و سیدنا عمرؓ سے کہا کہ ان قیدیوں کے بارے میں

تمہاری کیا رائے ہے؟ سیدنا ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! یہ ہماری برادری کے لوگ ہیں اور کنبہ والے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سے کچھ مال لے کر چھوڑ دیجئے جس سے مسلمانوں کو کافروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی ہو اور شاید اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی ہدایت کر دے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابن خطاب ص! تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میری رائے وہ نہیں ہے جو ابوبکر کی رائے ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان کو قتل کریں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجئے، وہ ان کی گردن ماریں اور مجھے میرا فلاں عزیز دیجئے کہ میں اس کی گردن ماروں، کیونکہ یہ لوگ کفر کے ”امام“ ہیں۔ لیکن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی رائے پسند آئی اور میری رائے پسند نہیں آئی اور جب دوسرا دن ہوا اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا (تو دیکھا کہ) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکرؓ دونوں بیٹھے رو رہے تھے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے بھی بتائیے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونا آئے گا تو روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت بناؤں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ جو تمہارے ساتھیوں کو فدیہ لینے سے میرے سامنے ان کا عذاب لایا گیا اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک درخت تھا، اس کی طرف اشارہ کیا) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”نبی کو یہ درست نہیں کہ وہ قیدی رکھے جب تک زمین میں کافروں کا زور نہ توڑ دے“ (الانفال: 67..69)۔

باب: جنگ بدر کے مردار کافروں سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گفتگو جبکہ وہ مردہ تھے۔

1160: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بدر کے مقتولین کو تین روز تک یوں ہی پڑا رہنے دیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا کہ اے ابو جہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا پایا؟ کیونکہ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔ سیدنا عمرؓ نے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمانا سنا، تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ کیا سنتے ہیں اور کب جواب دیتے ہیں؟ یہ تو مردار ہو کر سڑ گئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں جو کہہ رہا ہوں اس کو تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ البتہ یہ بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم سے انہیں کھینچ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ (یعنی وہ صرف نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بات کو سن رہے تھے)۔

باب: غزوہ احد کا بیان۔

1161: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) احد کے دن (جب کافروں کا غلبہ ہوا اور مسلمان مغلوب ہو گئے) اکیلے رہ گئے سات آدمی انصار کے اور دو قریش کے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر ہجوم کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کو کون پھیرتا ہے؟ اس کو جنت ملے گی یا جنت میں

میری رفاقت ملے گی۔ ایک انصاری آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (کنار نے) پھر ہجوم کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کون ان کو لوثتا ہے؟ اس کو جنت ملے گی یا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ ایک اور انصاری آگے بڑھا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ پھر یہی حال رہا یہاں تک کہ ساتوں انصاری شہید ہو گئے۔ (سبحان اللہ انصار کی جائزہ داری اور وفاداری کیسی تھی یہاں سے اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا درجہ اور مرتبہ سمجھ لینا چاہیے) تب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہم نے اپنے اصحاب کے ساتھ انصاف نہ کیا (یا ہمارے اصحاب نے ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا) (پہلی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ انصاف نہ کیا یعنی قریش بیٹھے رہے اور انصار شہید ہو گئے قریش کو بھی لکھنا تھا دوسری صورت میں یہ معنی ہوں گے ہمارے اصحاب جو جان بچا کر بھاگ گئے انہوں نے انصاف نہ کیا کہ ان کے بھائی شہید ہوئے اور وہ اپنے آپ کو بچانے کی فکر میں رہے۔)

باب: احد کے دن نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زخمی ہونے کا بیان۔

1162: سیدنا ابو حازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ سے سنا، جب ان سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے احد کے دن زخمی ہونے کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر پر خود ٹوٹا (تو سر کو تنگی ہوئی ہوگی) پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھوتی تھیں اور سیدنا علیؓ اس پر سے پانی ڈالتے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون اور زیادہ نکلتا ہے تو انہوں نے بورینے کا ایک ٹکڑا جلا کر راکھ

زخم پر بھردی تب خون بند ہوا۔

1163: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا دانت احد کے دن ٹوٹا اور سر پر زخم لگا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خون کو صاف کرتے جاتے اور فرماتے تھے کہ اس قوم کی فلاح کیسے ہوگی جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کیا اور اس کا دانت توڑا حالانکہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا تھا۔ اس وقت یہ آیت اتری کہ ”تمہارا کچھ اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے ان کو معاف کرے اور چاہے عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں“ (آل عمران: 128)۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے احد کے دن جبریل اور میکائیل علیہم السلام کا لڑنا۔

1164: فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے احد کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دائیں اور بائیں طرف دو آدمیوں کو دیکھا، جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے (اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے) اس سے پہلے اور اسکے بعد میں نے ان کو نہیں دیکھا وہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام تھے (اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ان فرشتوں کے ساتھ عزت دی اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا صرف بدر میں لڑنا خاص نہ تھا)۔

باب: اللہ تعالیٰ کا غصہ اس پر بہت زیادہ ہوتا ہے جس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قتل کیا ہو۔

1165: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا غصہ ان لوگوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے جنہوں نے ایسا کیا اور آپ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے دانت کی طرف اشارہ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اس شخص پر (بھی) بہت زیادہ ہوتا ہے جس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کریں (یعنی جہاد میں جس کو ماریں کیونکہ اس مردود نے پیغمبر کو مارنے کا قصد کیا ہوگا اور اس سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جن کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حد یا قصاص میں ماریں)۔

باب: آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی قوم سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جو تکلیف پہنچی اس کا بیان۔

1166: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ پر احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن کوئی گزرا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے تیری قوم سے بہت آفت اٹھائی ہے (یعنی قریش کی قوم سے) اور سب سے زیادہ سخت رنج مجھے عقبہ کے دن ہوا جب میں نے عبدیلیل کے بیٹے پر اپنے آپ کو پیش کیا (یعنی اس سے مسلمان ہونے کو کہا) اس نے میرا کہنا نہ مانا۔ میں چلا اور میرے چہرے پر (بہت زیادہ) رنج و غم تھا۔ پھر مجھے ہوش نہ آیا (یعنی یکساں رنج میں چلتا گیا) مگر جب (مقام) قرن الثعالب میں پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور دیکھا تو ایک بادل کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے اور اس میں جبریل ں تھے انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کی قوم کا کہنا اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا ہے۔ اور پہاڑوں کے فرشتے کو اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم کریں۔ پھر اس فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کیا اور کہا کہ اے محمد (ا)! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کہنا سن لیا ہے اور

میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور مجھے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے رب نے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ جو حکم دیں میں کروں۔ پھر آپ جو چاہیں کہیں؟ اگر آپ کہیں تو میں دونوں پہاڑ (یعنی البقیس اور اس کے سامنے کا پہاڑ جو مکہ میں ہے) ان پر ملا دوں (اور ان کو کچل دوں)؟۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ (میں یہ نہیں چاہتا) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ان لوگوں کو پیدا کرے گا جو خاص اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے (سبحان اللہ کیا شفقت تھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنی امت پر۔ وہ رنج دیتے اور آپ ان کی تکلیف گوارا کرتے)۔

1167: سیدنا جندب بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ کسی لڑائی میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلی زخمی ہو گئی اور خون نکل آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں ہے تو مگر ایک انگلی جس میں سے خون نکلا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجھے یہ تکلیف ہوئی (مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی سی تکلیف بے حقیقت ہے)۔

1168: سیدنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اپنے دوستوں سمیت بیٹھا تھا اور ایک دن پہلے ایک اونٹنی ذبح کی گئی تھی۔ ابو جہل نے کہا کہ تم میں سے کون جا کر اس کی بچہ دانی لاتا ہے اور اس کو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھ دیتا ہے جب کہ وہ سجدے میں جائیں؟ یہ سن کر ان کا بد بخت شقی (عقبہ بن ابی معیط ملعون) اٹھا اور لا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب سجدے میں گئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں وہ بچہ دانی رکھ دی۔ پھر ان لوگوں نے نہی شروع کی اور مارے نہی کے ایک دوسرے کے اوپر

گرنے لگے میں کھڑا ہوا دیکھتا تھا، مجھے اگر زور ہوتا (یعنی میرے مددگار لوگ ہوتے)، تو میں اس کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیٹھ سے پھینک دیتا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سجدے ہی میں رہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سر نہیں اٹھایا، یہاں تک کہ ایک آدمی گیا اور اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر کی تو وہ آئیں اور اس وقت وہ لڑکی تھیں اور اس کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پیٹھ سے اتارا اور پھر ان لوگوں کی طرف آئیں اور ان کو بُرا کہا۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نماز پڑھ چکے، تو بلند آواز سے ان پر بددعا کی۔ اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے اور جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے تو تین بار مانگتے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! قریش کو سزا دے۔ تین بار آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اور وہ لوگ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آواز سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بددعاء سے ڈر گئے اور ان کی ہنسی جاتی رہی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! تو ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو برباد کر دے اور ساتویں کا نام مجھے یاد نہیں رہا (بخاری کی روایت میں اس کا نام عمارہ بن ولید مذکور ہے)۔ پھر قسم اس کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں نے ان سب لوگوں کو جن کا نام آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے لیا تھا، بدر کے دن مقتول پڑے ہوئے دیکھا کہ ان کی لاشیں گھیٹ گھیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈالی گئیں (جیسے کتے کو گھیٹ کر پھینکتے ہیں) ابواسحاق نے کہا کہ ولید بن عقبہ کا نام اس حدیث میں غلط ہے۔

باب: انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کی تکلیف پر صبر کرنا۔

1169: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں (اب بھی) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھ رہا ہوں، کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک پیغمبر کا حال بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے ان کو مارا تھا اور وہ اپنے منہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ نادان ہیں۔ (سبحان اللہ نبوت کے حوصلے کا کیا کہنا)۔

باب: ابو جہل کا قتل۔

1170: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ابو جہل کی خبر کون لاتا ہے؟ یہ سن کر سیدنا ابن مسعودؓ گئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اسے ایسا مارا تھا کہ وہ زمین پر گر رہا تھا (یعنی قریب المرگ تھا) سیدنا ابن مسعودؓ نے اس کی ڈاڑھی پکڑی اور کہا کہ تو ابو جہل ہے؟ وہ بولا کہ کیا تم نے اس شخص (ابو جہل) سے زیادہ مرتنے والے شخص کو قتل کیا ہے؟ (یعنی مجھ سے زیادہ قریش میں کوئی بڑے درجے کا نہیں) یا اس نے کہا کسی بڑے آدمی کو اس کی قوم نے قتل کیا ہے جو مجھ سے بڑا ہو؟ (یعنی اگر تم نے مجھے قتل کیا تو میری کوئی ذلت نہیں) ابو جہل نے کہا کہ ابو جہل نے کہا کہ کاش کاشکار کے سوا اور کوئی مجھے مارتا۔

باب: کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ۔

1171: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کعب بن اشرف (کے قتل) کا کون ذمہ لیتا ہے؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بڑی تکلیف دی ہے۔ سیدنا محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو پسند ہے کہ میں اسے مار

ڈالوں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہاں، تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں کچھ بات بناؤں (جھوٹ بولوں)۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اختیار ہے۔ چنانچہ سیدنا محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص (یعنی محمدؐ) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور اس نے تو ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔ کعب نے کہا کہ ابھی کیا ہے، اللہ کی قسم آگے چل کر تم کو بہت تکلیف ہوگی۔ وہ بولے کہ خیر اب تو ہم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کا اتباع کر چکے ہیں اب ایک دم چھوڑنا تو اچھا نہیں لگتا، مگر دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ خیر میں تیرے پاس کچھ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا کہ میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم کیا چیز گروی رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا تم میرے پاس اپنی عورتوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے جواب دیا ہم تیرے پاس عورتوں کو کیسے گروی رکھ دیں؟ کیونکہ تو عرب کا بے انتہا خوبصورت ہے۔ کعب بولا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھ دو۔ وہ بولے بھلا ہم انہیں کیونکر گروی رکھ دیں؟ کل کو انہیں طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں دو و سبق کھجور کے عوض گروی رکھا گیا تھا۔ لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار رکھ دیں گے اس نے کہا ٹھک ہے۔ پس انہوں نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ حارث، ابی عیسٰی بن جبر اور عباد بن بشر کو بھی ساتھ لائے گا۔ راوی نے کہا کہ وہ رات کو آئے اور کعب کو بلایا۔ وہ قلعہ سے نیچے اتر کر ان کے پاس آنے لگا۔ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کی بیوی نے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ کعب نے جواب دیا کہ محمد بن مسلمہؓ اور میرا بھائی ابو نائلہ مجھے بلارہے ہیں (ڈرنے کی کوئی بات نہیں) عورت بولی کہ اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا یہ صرف میرا دوست محمد بن مسلمہؓ اور میرا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے اور عزت والے آدمی کو تو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے

کیلئے بھی بلایا جائے تو وہ فوراً منظور کر لے۔ ادھر سیدنا محمد بن مسلمہؓ (دو اور آدمیوں کو ساتھ لائے تھے)۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا ہے، تو تم جلدی سے اسے مار دینا۔ جب کعب ان کے پاس چادر سے سر لپیٹے ہوئے آیا اور خوشبو کی مہک اس میں پھیل رہی تھی تب محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ تیرے پاس سے کیسی بہترین خوشبو آ رہی ہے۔ کعب نے جواب دیا کہ ہاں! میری بیوی عرب کی سب سے زیادہ معطر رہنے والی عورت ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے پوچھا کہ کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ محمد بن مسلمہؓ نے سونگھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پھر (دوبارہ سونگھنے کی) اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ چنانچہ جب سیدنا محمد بن مسلمہؓ نے اسے مضبوط پکڑ لیا، تب انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مارو، چنانچہ انہوں نے کعب بن اشرف کو مار ڈالا۔

باب: غزوہ رقاہ کا بیان۔

1172: سیدنا ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہمراہ ایک لڑائی میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے۔ ہمارے قدم چھلنی ہو گئے تھے اور میرے دونوں پیر پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے، تو ہم نے اپنے پیروں پر پٹیاں باندھ لیں، اس لڑائی کا نام ذات الرقاہ بھی اسی وجہ سے رکھا گیا (یعنی پٹیوں دھبیوں والی لڑائی) کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔ ابو بردہ (راوی) نے کہا کہ یہ حدیث ابو موسیٰؓ نے ایک مرتبہ سنائی پھر (ریا کاری کے خوف سے) بیان نہیں کرتے تھے۔ اور ابو اسامہ نے کہا کہ برید کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے یہ زیادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔

باب: غزوہ اُحزاب جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

1173: سیدنا ابراہیم التیمی اپنے والد (یزید بن شریک تیمی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم سیدنا حذیفہ بن یمانؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص بولا: اگر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے زمانہ مبارک میں ہوتا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ جہاد کرتا اور لڑنے میں کوشش کرتا۔ سیدنا حذیفہؓ نے کہا کہ کیا تو ایسا کرتا؟ (یعنی تیرا کہنا معتبر نہیں ہو سکتا۔ کرنا اور ہے اور کہنا اور ہے۔ صحابہ کرام نے جو کوشش کی تو اس سے بڑھ کر نہ کر سکتا تھا) میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ ہم غزوہ اُحزاب کی رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے، ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی بھی خوب چمک رہی تھی۔ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لائے؟ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا۔ یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا (کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ ایسی سردی میں رات کو خوف کی جگہ میں جائے اور خبر لائے حالانکہ صحابہ کی جا ثاری اور ہمت مشہور ہے)۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو کافروں کی خبر میرے پاس لائے؟ اور اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرا ساتھ نصیب کرے گا۔ کسی نے جواب نہ دیا سب خاموش رہے۔ آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے حذیفہ! اٹھ اور کافروں کی خبر لا۔ اب کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرا نام لے کر جانے کا حکم دیا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جا اور کافروں کی خبر لے کر آ اور ان کو مجھ پر مت اکسانا۔ (یعنی کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے ان کو مجھ پر غصہ آئے اور وہ تجھے ماریں یا لڑائی پر مستعد ہوں)۔ جب میں آپ کے پاس سے چلا تو ایسا معلوم ہوا

جیسے کوئی حمام کے اندر چل رہا ہے (یعنی سردی بالکل کافور ہو گئی بلکہ گرمی معلوم ہوتی تھی یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا کی برکت تھی اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اطاعت پہلے تو نفس کو ناگوار ہوتی ہے لیکن جب مستعدی سے شروع کرے تو بجائے تکلیف کے لذت اور راحت حاصل ہوتی ہے) یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ ابوسفیان اپنی کمر کو آگ سے سینک رہا ہے تو میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا قصد کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کافر مان یا د آیا کہ ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ پیدا ہو۔ اگر میں مار دیتا تو بیشک ابوسفیان کو مار لیتا۔ آخر میں لوٹا پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حمام کے اندر چل رہا ہوں۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور سب حال کہہ دیا، اس وقت سردی معلوم ہوئی (یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ایک بڑا معجزہ تھا) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے اپنا ایک فاضل کمبل اوڑھا دیا، جس کو اوڑھ کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اس کو اوڑھ کر جو سویا تو صبح تک سوتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اٹھاے بہت زیادہ سونے والے!

1174: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) غزوہ احزاب کے دن ہمارے ساتھ مٹی ڈھوتے تھے (جب مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی) اور مٹی نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا لیا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ فرما رہے تھے: قسم اللہ تعالیٰ کی اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔ تو ہم پر اپنی رحمت کو اتارا ان لوگوں (یعنی مکہ والوں) نے ہمارا کہنا نہ مانا (یعنی ایمان نہ لائے) اور ایک روایت میں ہے کہ سرداروں نے ہمارا کہنا نہ مانا۔ جب وہ فساد کی بات کرنا چاہتے ہیں (یعنی شرک اور

کفر وغیرہ) تو ہم ان کے شریک نہیں ہوتے اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بلند آواز سے فرماتے تھے۔

1175: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب خندق کے دن یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اسلام پر یا جہاد پر بیعت کی ہے (اس وقت تک) جب تک ہم زندہ رہیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ رجز پڑھ رہے تھے: اے اللہ! بھلائی تو آخرت کی بھلائی ہے پس تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

باب: بنی قریظہ کا بیان۔

1176: سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) غزوہ احزاب سے لوٹے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے منادی کی کہ کوئی ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ کے محلہ میں۔ بعض لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ نماز قضا ہو جائے۔ انہوں نے وہاں پہنچنے سے پہلے نماز پڑھ لی اور بعض نے کہا کہ ہم نہیں پڑھیں گے مگر جہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حکم دیا ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دونوں گروہوں میں سے کسی گروہ پر خفا نہیں ہوئے۔

باب: غزوہ ذی قرد کا بیان۔

1177: سیدنا ایاس بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد (سیدنا سلمہ بن اکوعؓ) نے بیان کیا، کہا ہم رسول اللہ کے ساتھ حدیبیہ میں پہنچے اور ہم چودہ سو آدمی تھے (یہی مشہور روایت ہے اور ایک روایت میں تیرہ سو اور ایک روایت میں پندرہ سو ہیں) اور وہاں پچاس بکریاں تھیں جن کو کونئیں کا پانی سیر نہ کر سکتا تھا (یعنی ایسا کم

پانی تھا)۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ کر یا تو دعا کی یا کنوئیں میں دہن مبارک ڈالا تو وہ اسی وقت ابل آیا۔ پھر ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پانی پلایا۔ اس کے بعد نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں بیعت کے لئے درخت کی جڑ میں بلایا۔ (اسی درخت کو شجرہ رضوان کہتے ہیں اور اسی درخت کا ذکر قرآن پاک میں ہے) میں نے سب سے پہلے لوگوں میں سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیعت لیتے رہے، یہاں تک کہ آدھے آدمی بیعت کر چکے تو اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے سلمہ! بیعت کر۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں تو اول ہی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر دوبارہ ہی سہی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے نہتا (بے ہتھیار دیکھا) تو ایک بڑی سی ڈھال یا چھوٹی سی ڈھال دی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیعت لینے لگے، یہاں تک کہ لوگ ختم ہونے لگے۔ اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے سلمہ! مجھ سے بیعت نہیں کرتا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اول لوگوں میں بیعت کر چکا ہوں پھر درمیان کے لوگوں میں بھی۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر سہی۔ غرض میں نے تیسری بار آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کی پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے سلمہ! تیری وہ بڑی یا چھوٹی ڈھال کہاں ہے جو میں نے تجھے دی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرا چچا عامر مجھے ملا اور وہ نہتا تھا، تو میں نے وہ اس کو دیدی۔ یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنسے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تیری مثال اس اگلے شخص

کی سی ہے جس نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے ایسا دوست دے جس کو میں اپنی جان سے زیادہ چاہوں۔ پھر مشرکوں نے صلح کے پیغام بھیجے، یہاں تک کہ ہر ایک طرف کے آدمی دوسری طرف جانے لگے اور ہم نے صلح کر لی۔ سلمہ نے کہا کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کی خدمت میں تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا اسی کی پیٹھ کھجاتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا اور انہی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ اور میں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف ہجرت کر کے اپنا گھر بار، دھن دولت سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ جب ہماری اور مکہ والوں کی صلح ہو گئی اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے سے ملنے لگا، تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کئے اور جڑ کے پاس لیٹ گیا کہ اتنے میں مکہ کے چار آدمی مشرکوں میں سے آئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو برا کہنے لگے۔ مجھے غصہ آیا اور (مصلحت کی بناء پر) میں دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ رہے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ یکا یک وادی کے نشیب سے کسی نے آواز دی کہ دوڑو اے مہاجرین ابن زینم (صحابی) مارے گئے۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونتی اور ان چاروں آدمیوں پر حملہ کیا جو سو رہے تھے۔ ان کے ہتھیار میں نے لے لئے اور ایک گٹھا بنا کر ایک ہاتھ میں رکھے، پھر کہا کہ قسم اس کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو عزت دی، تم میں سے جس نے سر اٹھایا، میں اس کا وہ عضو کہ جس میں اس کی ہیں (یعنی سر) تن سے جدا کر دوں گا۔ پھر میں ان کو ہانکتا ہوا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لایا اور میرا چچا عامر عبدلات (جو کہ قریش کی ایک شاخ ہے) میں سے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک شخص کو لایا جس کو مکرز کہتے تھے۔ وہ اس کو ایسے گھوڑے پر کھینچتا ہوا لایا جس پر جھول پڑی تھی مشرکین کے ستر آدمیوں کے ساتھ۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو دیکھ کر فرمایا

کہ ان کو چھوڑ دو، مشرکوں کی طرف سے عہد شکنی شروع ہونے دو، پھر دوبارہ بھی انہی کی طرف سے ہونے دو (یعنی ہم اگر ان لوگوں کو ماریں تو صلح کے بعد ہماری طرف سے عہد شکنی ہوگی یہ مناسب نہیں پہلے کافروں کی طرف سے عہد شکنی ایک بار نہیں دوبارہ ہو تو ہمیں بدلہ لینا بُرا نہیں)۔ آخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان لوگوں کو معاف کر دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ”اس اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے (لڑائی سے) روکا مکہ کی سرحد میں جب تم کو ان پر فتح دے چکا تھا۔۔۔۔۔“ (پوری آیت)۔ (الفتح: 24) پھر ہم مدینہ کو لوٹے راستے میں ایک منزل پر اترے جہاں ہمارے اور بنی لحيان کے مشرکوں کے بیچ میں ایک پہاڑ تھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس شخص کے لئے دعا کی جو رات کو اس پہاڑ پر چڑھ جائے اور آپ اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کا کاپہرہ دے۔ میں رات کو اس پہاڑ پر دو یا تین بار چڑھا (اور پہرہ دیتا رہا) پھر ہم مدینہ میں پہنچے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی اونٹنیاں اپنے غلام رباح کو دیں اور میں بھی اس کے ساتھ تھا اور میں اس کے ساتھ طلحہ کا گھوڑا لئے ہوئے انہیں پانی پلانے کے لئے ندی پر لانے کیلئے نکلا۔ جب صبح ہوئی تو عبدالرحمن فزاری (مشرک) نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اونٹنیوں کو لوٹ لیا اور سب کو ہانک لے گیا اور چرواہے کو مار ڈالا۔ میں نے کہا کہ اے رباح! تو یہ گھوڑا لے اور طلحہ کے پاس پہنچا دے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خبر کر کہ کافروں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اونٹنیاں لوٹ لیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر میں ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا اور مدینہ کی طرف منہ کر کے میں نے تین بار آواز دی کہ یا صبا حاہ، یا صبا حاہ (یہ الفاظ حملہ کے وقت اپنے لوگوں کو اکٹھا کرنے کیلئے بولے جاتے تھے)۔ اس کے بعد میں ان اٹیروں کے پیچھے تیر مارتا اور رجز پڑھتا ہوا روانہ

ہوا۔ (رجزیہ تھا) میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ پھر میں کسی کے قریب ہوتا اور ایک تیر اس کی کاٹھی میں مارتا جو (کاٹھی کو چیر کر) اس کے کاندھے تک پہنچ جاتا اور کہتا: یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ پھر اللہ کی قسم میں ان کو برابر تیر مارتا رہا اور زخمی کرتا رہا۔ جب ان میں سے کوئی سوار میری طرف لوٹتا، تو میں درخت کے نیچے آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا اور ایک تیر مار کر سوار یا گھوڑے کو زخمی کر دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے تنگ راستے میں گھسے، تو میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں سے پتھر مارنا شروع کر دیئے اور بربران کا پیچھا کرتا رہا، یہاں تک کہ کوئی اونٹ جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی سواری کا تھا، نہ بچا جو میرے پیچھے نہ رہ گیا ہو اور ٹیروں نے اس کو نہ چھوڑ دیا ہو (تو سب اونٹ سیدنا سلمہ بن اکوع نے چھین لئے)۔ سیدنا سلمہ نے کہا کہ پھر میں ان کے پیچھے تیر مارتا ہوا چلا، یہاں تک کہ انہوں نے تم سے زیادہ چادریں اور نیزے اپنے آپ کو ہلکا کرنے کے لئے پھینک دیئے۔ اور جو چیز وہ پھینکتے اس پر میں پتھر کا ایک نشان رکھ دیتا تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب اس کو پہچان لیں (کہ یہ غنیمت کا مال ہے اور اسے اٹھالیں)، یہاں تک کہ وہ ایک تنگ گھاٹی میں آئے اور وہاں ان کو بد فزاری کا بیٹا ملا اور وہ سب دو پہر کا کھانا کھانے بیٹھے گئے۔ اور میں ایک چھوٹی ٹیکری کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ فزاری نے کہا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ وہ بولے کہ اس نے تو شخص نے ہمیں تنگ کر چھوڑا ہے۔ اللہ کی قسم اندھیری رات سے ہمارے ساتھ ہے، باربر تیر مارے جاتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا سب چھین لیا۔ فزاری نے کہا کہ تم میں سے چار آدمی اس کو جا کر مار لیں۔ یہ سن کر چار آدمی میری طرف پہاڑ پر چڑھے، جب وہ اتنی دور آ گئے کہ میری

بات سن سکیں، تو میں نے کہا کہ تم مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے
 کہا کہ میں سلمہ ہوں، اکوع کا بیٹا (اکوع ان کے دادا تھے لیکن اپنے آپ کو بوجہ
 شہرت کے دادا کی طرف منسوب کیا) قسم اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) کو بزرگی دی کہ میں تم میں سے جس کو چاہوں گا (تیرے) مارڈالوں گا اور
 تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا۔ ان میں سے ایک شخص بولا کہ یہ ایسا ہی معلوم ہوتا
 ہے۔ پھر وہ سب لوٹے اور میں وہاں سے چلا نہیں تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) کے سوار نظر آئے جو درختوں میں گھس رہے تھے سب سے آگے سیدنا اخرم
 اسدی تھے۔ ان کے پیچھے سیدنا ابو قتادہ ان کے پیچھے مقداد بن اسود کندیؓ تھے نے
 سیدنا اخرم کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ یہ دیکھ کر وہ ٹیرے بھاگے۔ میں نے کہا کہ
 اے اخرم جب تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) کے اصحاب نہ آجائیں تم ان سے بچے رہنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار ڈالیں۔
 انہوں نے کہا کہ اے سلمہ! اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کا اور آخرت کے دن کا یقین ہے اور تو
 جانتا ہے کہ جنت اور جہنم حق ہیں، تو مجھ کو شہادت سے مت روک (یعنی بہت ہوگا
 تو یہی کہ میں ان لوگوں کے ہاتھ سے شہید ہوں گا تو اس سے بہتر کیا ہے؟) میں نے
 ان کو چھوڑ دیا ان کا مقابلہ عبدالرحمنؓ فزاری سے ہوا۔ اخرم نے اس کے گھوڑے کو زخمی
 کیا اور عبدالرحمنؓ نے برچھی سے اخرم کو شہید کر دیا۔ اور اخرم کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا
 کہ اتنے میں سیدنا ابو قتادہ ص، رسول اللہ کے شہسوار آن پہنچے اور انہوں نے
 عبدالرحمنؓ کو برچھا مار کر قتل کر دیا۔ تو قسم اس کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)
 کو بزرگی دی کہ میں ان کے پیچھے گیا۔ میں اپنے پاؤں سے ایسا دوڑ رہا تھا کہ مجھے
 اپنے پیچھے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کوئی صحابی دکھائی دیا نہ ان کا غبار، یہاں
 تک کہ وہ ٹیرے آفتاب ڈوبنے سے پہلے ایک گھاٹی میں پہنچے جہاں پانی تھا اور اس

کا نام ذی قرد تھا۔ وہ پیاسے تھے اور پانی پینے کو اترے۔ پھر مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے دوڑتا چلا آتا تھا، تو آخر میں نے ان کو پانی پر سے ہٹا دیا کہ وہ ایک قطرہ بھی نہ پی سکے۔ اب وہ کسی گھاٹی کی طرف دوڑتے تو میں بھی دوڑا اور ان میں سے کسی کو پا کر ایک تیر اس کے شانے کی ہڈی میں مارا اور میں نے کہا کہ یہ لے اور میں اکو ع کا بیٹا ہوں اور یہ دن کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔ وہ بولا اس کی ماں اس پر روئے (اللہ کرے اکو ع کا بیٹا مرے) کیا وہی اکو ع ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں اے اپنی جان کے دشمن! وہی اکو ع ہے جو صبح کو تیرے ساتھ تھا۔ سلمہ بن اکو ع نے کہا کہ ان لٹیروں کے دو گھوڑے (دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو) انہوں نے ان کو چھوڑ دیا تو میں ان گھوڑوں کو ہانکتا ہوا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک گھاٹی میں لایا۔ وہاں مجھے عامرؓ ملے۔ جن کے پاس ایک برتن میں دودھ اور ایک میں پانی تھا۔ میں نے وضو کیا اور دودھ پیا (اللہ اکبر! سلمہ بن اکو ع کی ہمت کہ صبح سویرے سے دوڑتے دوڑتے رات ہو گئی گھوڑے تھک گئے، اونٹ تھک گئے، لوگ مر گئے مال رہ گئے لیکن سلمہ بن اکو ع نہ تھکے اور دن بھر میں کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ یہ اللہ جل جلالہ کی خاص مدد تھی جو اس کی راہ میں ہمت و استقامت کے ساتھ چلنے والوں کو ملتی ہے) پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پانی پر تھے جہاں سے میں نے لٹیروں کو بھگایا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سارے اونٹ لے لئے ہیں اور وہ سب چیزیں (بھی) جو میں نے مشرکوں سے چھینی تھیں اور وہ نیزے اور چادریں۔ اور سیدنا بلالؓ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ نحر (ذبح) کیا جو میں نے چھینے تھے اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے اس کی تلی اور کوہان کا گوشت بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم! مجھے لشکر میں سے سو آدمی لینے کی اجازت دیجئے میں ان لٹیروں کا
 پیچھا کرتا ہوں اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا جو (اپنی قوم کو) جا کر خبر
 دے سکے یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنسے یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم) کی داڑھیں آگ کی روشنی میں ظاہر ہو گئیں اور آپ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے سلمہ تو یہ کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں اس اللہ کی قسم
 جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بزرگی دی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) نے فرمایا کہ وہ تو اب غطفان کی سرحد میں پہنچ گئے اور وہاں ان کی مہمانی ہو
 رہی ہے۔ اتنے میں غطفان میں سے ایک شخص آیا اور وہ بولا کہ فلاں شخص نے ان
 کے لئے ایک اونٹ کاٹا تھا اور وہ اس کی کھال نکال رہے تھے کہ اتنے میں ان کو گرد
 معلوم ہوئی، تو وہ کہنے لگے کہ لوگ آگئے اور وہاں سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔
 صبح کے وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آج کے دن ہمارے
 سواروں میں بہتر ابو قتادہؓ ہیں اور پیادوں (پیدل فوج) میں سب سے بڑھ کر سلمہ
 بن اکوعؓ ہیں۔ سلمہؓ نے کہا کہ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے دو
 حصے دیئے ایک حصہ سوار کا اور ایک پیادے (پیدل) کا اور دونوں میرے لئے جمع
 کر دیئے۔ پھر اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مدینہ کو لوٹتے وقت
 مجھے اپنے ساتھ عصباء پر بٹھالیا۔ ہم چل رہے تھے کہ ایک انصاری جو دوڑنے میں
 کسی سے پیچھے نہیں رہتا تھا کہنے لگا کہ کوئی ہے جو مدینہ کو مجھ سے آگے دوڑ جائے اور
 بار بار یہی کہتا تھا۔ جب میں نے اس کا کہنا سنا تو اس سے کہا کہ تو بزرگ کی بزرگی کا
 خیال نہیں کرتا۔ اور بزرگ سے نہیں ڈرتا؟ اس نے کہا نہیں البتہ رسول اللہ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) کی بزرگی کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم! میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر فدا ہوں مجھے چھوڑ

دیجئے میں اس مرد سے دوڑ میں آگے بڑھوں گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا اچھا اگر تیرا جی چاہے۔ تب میں نے کہا کہ میں تیری طرف آتا ہوں اور میں نے اپنا پاؤں ٹیڑھا کر کے کود پڑا پھر میں دوڑا اور جب ایک یا دو چڑھاؤ باقی رہ گئے تو میں نے اپنا سانس بحال کیا پھر اس کے پیچھے دوڑا اور جب ایک یا دو چڑھاؤ باقی رہ گئے تو پھر جو دوڑا تو اس سے مل گیا یہاں تک کہ میں نے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک گھونسا مارا اور کہا کہ اللہ کی قسم اب میں آگے بڑھا۔ پھر اس سے آگے مدینہ کو پہنچا (تو معلوم ہوا کہ بغیر کسی لالچ و انعام کے مقابلہ بازی درست ہے اور انعام وغیرہ کی شکل میں اختلاف ہے۔ اکثر انعام وغیرہ کی شکل میں دھوکے بازی، سٹے بازی وغیرہ کا معمول بن چکا ہے) پھر اللہ کی قسم ہم صرف تین رات ٹھہرے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اور میرے چچا عامرؓ نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ ”اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے اور ہم تیرے فضل سے بے پروا نہیں ہوئے تو ہمارے پاؤں کو جمائے رکھا اگر ہم کافروں سے بلیں اور اپنی رحمت اور تسکین ہمارے اوپر اتارے۔“ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عامرؓ۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشے۔ سلمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جب کسی کے لئے خاص طور پر استغفار کرتے، تو وہ ضرور شہید ہوتا۔ سیدنا عمرؓ نے پکارا اور وہ اپنے اونٹ پر تھے کہ اے اللہ کے نبی! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں عامر سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟ سلمہؓ نے کہا کہ پھر جب ہم خیبر میں آئے تو اس کا بادشاہ مرحب تلوار لہراتا ہوا نکلا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا کہ ”خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، پورا ہتھیار بند بہادر، آزمودہ کار، جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آئیں، یہ سن

کر میرے چچا عامر اس سے مقابلے کو نکلے اور انہوں نے یہ رجز پڑھا کہ ”میں عامر
 ہوں پورا ہتھیار بند، لڑائی میں گھسنے والا“ پھر دونوں کا ایک ایک وار ہوا تو مرحب کی
 تلوار میرے چچا عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر نے نیچے سے وار کرنا چاہا تو ان کی
 تلوار انہی کو آگئی اور شہ رگ کٹ گئی اور وہ اسی سے شہید ہو گئے۔ سلمہ نے کہا کہ پھر
 میں نکلا اور اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ
 عامر کا عمل لغو ہو گیا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ یہ سن کر میں رسول اللہ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس روتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم! عامر کا عمل لغو ہو گیا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا
 کہ کون کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعض اصحاب
 کہتے ہیں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس نے کہا جھوٹ کہا۔
 نہیں! بلکہ اس کو دو ہر اثواب ہے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے
 سیدنا علیؑ کے پاس بھیجا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم) کو دوست رکھتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) اس کو دوست رکھتے ہیں (ابن ہشام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سکے ہاتھوں پر فتح دے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں ہے)۔ سلمہ
 نے کہا کہ پھر میں سیدنا علیؑ کے پاس گیا اور ان کو کھینچتا ہوا لایا ان کی آنکھیں دکھ رہی
 تھیں، یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لے آیا۔ آپ
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور وہ اسی
 وقت ٹھیک ہو گئے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو جھنڈا دیا۔ مرحب
 وہی رجز پڑھتے ہوئے ”خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں، پورا ہتھیار بند، بہادر،

آزمودہ کار، جب لڑائیاں شعلے اڑاتی ہوئی آئیں، سیدنا علیؑ نے اس کے جواب میں کہا کہ ”میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، مثل اس شیر کے جو جنگلوں میں ہوتا ہے، نہایت ڈراؤنی صورت (کہ اس کے دیکھنے سے خوف پیدا ہو) میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے سندرہ دیتا ہوں (سندرہ صاع سے بڑا پیانا ہے یعنی وہ تو میرے اوپر ایک خفیف حملہ کرتے ہیں اور میں ان کا کام ہی تمام کر دیتا ہوں)“ پھر سیدنا علیؑ نے مرحب کے سر پر ایک ضرب لگائی اور اسے جہنم رسید کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر فتح دی۔

باب: حدیبیہ کا واقعہ اور قریش سے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صلح کا بیان۔

1178: سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیت اللہ کے قریب (وہاں جانے سے) روکے گئے اور مکہ والوں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اس شرط پر صلح کی کہ (آئندہ سال) آئیں اور تین دن تک مکہ میں رہیں اور ہتھیاروں کو غلاف میں رکھ کر لائیں اور کسی مکہ والے کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور ان کے ساتھ والوں میں سے جو (مشرکوں کا ساتھ قبول کر کے) رہ جائے تو اس کو منع نہ کریں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا علیؑ سے فرمایا کہ اچھا اس شرط کو لکھو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فیصلہ کیا، تو مشرک بولے کہ اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اطاعت ہی کر لیتے یا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کرتے بلکہ یہ لکھئے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فیصلہ کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا علیؑ کو رسول اللہ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) کا لفظ مٹانے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو نہ مٹاؤں گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا مجھے اس لفظ کی جگہ بتاؤ۔ سیدنا علیؑ نے بتادی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو مٹا دیا اور ابن عبد اللہ لکھ دیا (جب دوسرا سال ہوا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لائے)۔ پھر تین روز تک مکہ معظمہ میں رہے۔ جب تیسرا دن ہوا، تو مشرکوں نے سیدنا علیؑ سے کہا کہ یہ تمہارے صاحب کی شرط کا آخری دن ہے اب ان سے جانے کو کہو، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نکل آئے۔

1179: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا.....﴾ (الفتح: 1-5) آخر تک تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حدیبیہ سے لوٹ کر آ رہے تھے اور صحابہؓ کو بہت غم اور رنج تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حدیبیہ میں قربانی کے جانوروں کو ذبح و نحر کر دیا تھا (کیونکہ کافروں نے مکہ میں آنے نہ دیا)، تب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے اوپر ایک آیت اتری ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے۔

باب: غزوہ خیبر کا بیان

1180: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی، تو ہم نے سونا اور چاندی نہیں لوٹا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) بلکہ ہم نے اسباب، اناج اور کپڑے کا مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر ہم وادی کی طرف چلے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدغم تھا) جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جذام میں سے ایک شخص جس کا نام رفاعہ بن

زید تھا، نے ہبہ کیا تھا اور وہ بنی ضیب میں سے تھا۔ جب ہم وادی میں اترے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا غلام کھڑا ہوا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا کجاوہ کھول رہا تھا کہ اتنے میں ایک (نبی) تیرا اس کو لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! مبارک ہو وہ شہید ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جان ہے کہ وہ چادر اس پر آگ کی طرح سلگ رہی ہے جو اس نے مالِ غنیمت میں سے خیر کے دن لے لی تھی اور اس وقت تک غنیمت کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں نے خیر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے آگ کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو واپس نہ کرتا تو یہ تسمہ انگارہ ہو کر قیامت کے دن تجھ پر لپٹتا یا تجھے ان تسموں کی وجہ سے عذاب ہوتا)۔

باب: فتح کے بعد مہاجرین کا انصار کو عطیہ میں دی ہوئی چیزیں واپس کرنا۔

1181: سیدنا انس بن مالک کہتے ہیں کہ مہاجرین مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو خالی ہاتھ آئے تھے اور انصار کے پاس زمین تھی اور درخت تھے (یعنی کھیت بھی تھے اور باغ بھی)، تو انصار نے مہاجرین کو اپنا مال اس طور سے بانٹ دیا کہ آدھا میوہ ہر سال ان کو دیتے اور وہ کام اور محنت کرتے۔ سیدنا انس بن مالک کی والدہ جن کا نام اُمّ سلیم تھا اور وہ عبداللہ بن ابی طلحہ کی ماں بھی تھیں جو سیدنا انس کے مادری بھائی تھے، انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنا کھجور کا ایک درخت دیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ درخت اپنی آزاد کردہ باندی اُمّ ایمن کو دے دیا جو کہ اسامہ بن زید کی والدہ تھیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ اُمّ سلیم نے وہ

درخت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بہہ کے طور پر دیا تھا اور وہ صرف میوہ کھانے کو دیتیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ ایمن کو کس طرح دیتے (ابن شہاب نے کہا کہ مجھے سیدنا انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ پھر جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خیبر کی لڑائی سے فارغ ہو کر مدینہ لوٹے، تو مہاجرین نے انصار کو ان کی دی ہوئی چیزیں بھی لوٹا دیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بھی میری ماں کو ان کا باغیچہ لوٹا دیا۔ اور اُمّ ایمن کو اس کی جگہ اپنے باغ سے دیدیا ابن شہاب نے کہا کہ اُمّ ایمن جو سامہ بن زید کی والدہ تھیں وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کی (جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے والد تھے) لونڈی تھیں اور وہ حبشہ کی تھیں۔ جب آمنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے والد کی وفات کے بعد جنا، تو وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی پرورش کرتی تھیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بڑے ہو کر ان کو آ زاد کر دیا پھر ان کا نکاح زید بن حارثہ سے پڑھا دیا اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کے پانچ مہینے بعد فوت ہو گئیں۔

باب: فتح مکہ کے بیان میں اور مکہ میں داخلہ قتال کے ساتھ ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا مکہ والوں پر احسان۔

1182: سیدنا عبداللہ بن رباح سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کئی جماعتیں سفر کر کے سیدنا معاویہؓ کے پاس رمضان کے مہینہ میں گئیں۔ عبداللہ بن رباح نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے یعنی ایک دوسرے کی دعوت کرتے تھے اور سیدنا ابو ہریرہؓ اکثر ہمیں اپنے مقام پر بلاتے۔ ایک دن میں نے کہا کہ میں بھی کھانا تیار کروں اور سب کو اپنے مقام پر بلاؤں، تو میں نے

کھانے کا حکم دیا اور شام کو سیدنا ابو ہریرہؓ سے ملا اور کہا کہ آج کی رات میرے یہاں دعوت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ تو نے مجھ سے پہلے کہہ دیا (یعنی آج میں دعوت کرنے والا تھا)۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر میں نے ان سب کو بلایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے انصار کے گروہ! میں تمہارے بارے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں پھر انہوں نے فتنہ مکہ کا ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آئے یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہوئے اور ایک جانب پر سیدنا زبیرؓ کو بھیجا اور دوسری جانب پر سیدنا خالد بن ولیدؓ کو (یعنی ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف) اور سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح کو ان لوگوں کا سردار کیا جن کے پاس زرہیں نہ تھیں، وہ گھاٹی کے اندر سے گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک ٹکڑے میں تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا ابو ہریرہ؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں حاضر ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے پاس انصاری کے علاوہ کوئی نہ آئے اور شیبان کے علاوہ دوسرے راوی نے یہ اضافہ کیا کہ انصار کو میرے لئے پکارو۔ کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو انصار پر بہت اعتماد تھا اور ان کو مکہ والوں سے کوئی غرض بھی نہ تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کا رکھنا مناسب جانا۔ پھر وہ سب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے گرد ہو گئے اور قریش نے بھی اپنے گروہ اور تابعدار اکٹھے کئے اور کہا ہم ان کو آگے کرتے ہیں اگر کچھ ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور جو آفت آئی تو ہم سے جو مانگا جائے گا ہم دیدیں گے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم قریش کی جماعتوں اور تابعداروں کو دیکھتے ہو۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا (یعنی مکہ کے لڑنے والے کافروں کو مارو اور ان میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑو)

اور فرمایا کہ تم مجھ سے صفا پر ملو۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پھر ہم چلے ہم میں سے جو کوئی کسی (کافر) کو مارنا چاہتا وہ مار ڈالتا اور کوئی ہمارا مقابلہ نہ کرتا، یہاں تک کہ البوسفیان صآیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! قریش کا گروہ تباہ ہو گیا، اب آج سے قریش نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص البوسفیانؓ کے گھر چلا جائے اس کو امن ہے (یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے البوسفیانؓ کی درخواست پر اس کو عزت دینے کو فرمایا) انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ان کو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنے وطن کی محبت آگئی ہے اور اپنے کنبہ والوں پر نرم ہو گئے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اور وحی آنے لگی اور جب وحی آنے لگتی تو ہمیں معلوم ہو جاتا تھا اور جب تک وحی اترتی رہتی تھی کوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف آنکھ نہ اٹھاتا تھا یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔ غرض جب وحی ختم ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے انصار کے لوگو! انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم حاضر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ کہا کہ اس شخص کو اپنے گاؤں کی محبت آگئی؟ انہوں نے کہا کہ بیشک یہ تو ہم نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (اور جو تم نے کہا وہ وحی سے مجھے معلوم ہو گیا لیکن مجھے اللہ کا بندہ ہی سمجھنا۔ انصاری نے جیسے عیسیٰ کو بڑھا دیا ویسے بڑھا نہ دینا) میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی، اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار روتے ہوئے دوڑے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم نے جو کہا محض اللہ اور اس کے رسول کی حرص کر کے کہا (یعنی ہمارا مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں اور ہمارے شہر ہی میں رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیشک اللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔ پھر لوگ (جان بچانے کیلئے) بوسفیان کے گھر کو چلے گئے اور لوگوں نے اپنے دروازے بند کر لئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو چوما، پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا (اگرچہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) احرام سے نہ تھے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر پر خود تھا) پھر ایک بت کے پاس آئے جو کعبہ کی ایک طرف رکھا تھا اور لوگ اس کو پوجا کرتے تھے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں ممان تھی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کا کونا تھامے ہوئے تھے جب بت کے پاس آئے تو اس کی آنکھ میں چھو نے لگے اور فرمانے لگے کہ ”حق آگیا اور باطل مٹ گیا“ جب طواف سے فارغ ہوئے تو صفا پہاڑ پر آئے اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ کعبہ کو دیکھا اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے لگے اور دعا کرنے لگے جو دعا اللہ نے چاہی۔ (الاسرا: 81)۔

باب: کعبہ کے ارد گرد سے (موجود) بتوں کو نکالنا۔

1183: سیدنا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انہیں اپنے ہاتھ میں موجود کٹڑی چھوتے اور فرماتے جاتے تھے کہ ”حق آیا اور جھوٹ مٹ گیا اور جھوٹ مٹنے والا ہے“ (الاسرا: 81) اور جھوٹ نہ بناتا ہے کسی کو نہ لوٹاتا ہے (بلکہ دونوں اللہ جل جلالہ کے کام ہیں)۔ ابن ابی عمر نے اتنا زیادہ کیا کہ ”یومِ فتح (مکہ) کے دن (ایسا کیا)۔“

باب: فتح کے بعد کوئی قریشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔

1184: سیدنا عبد اللہ بن مطیع اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ آج کے بعد کوئی قریشی آدمی قیامت تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا۔

باب: فتح کے بعد اسلام، جہاد اور خیر (نیکی) پر بیعت۔

1185: سیدنا مجاشع بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی ابو معید کو فتح (مکہ) کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لایا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اس سے ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہجرت مہاجرین کے ساتھ ہو چکی۔ میں نے کہا کہ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اسلام، جہاد اور نیکی پر۔ ابو عثمان نے کہا کہ میں ابو معید سے ملا اور ان سے مجاشع کا کہنا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے سچ کہا۔

باب: فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت (جہاد) باقی ہے۔

1186: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ہجرت کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد ہے اور نیت ہے اور جب تم سے جہاد کو نکلنے کے لئے کہا جائے تو نکلو۔

باب: جس پر ہجرت سخت محسوس ہو، اس کو عمل خیر (نیکی کرنے) کا حکم کرنا۔

1187: سیدنا ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) سے ہجرت کے بارے میں پوچھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہجرت بہت مشکل ہے (یعنی اپنا وطن چھوڑنا اور مدینہ میں میرے ساتھ رہنا اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس لئے فرمایا کہ کہیں اس سے نہ ہو سکے تو پھر ہجرت توڑنا پڑے) تیرے پاس اونٹ ہیں؟ وہ بولا ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے استفسار فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیتا ہے؟ وہ بولا کہ ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سمندروں کے اس پار سے عمل کرتا رہ، اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو ضائع نہیں کرے گا۔

باب: ہجرت کے بعد پھر جنگل میں رہنے کی اجازت۔

1188: سیدنا سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ وہ حجاج کے پاس گئے، تو وہ بولا کہ اے ابن الاکوع! تو مرتد ہو گیا ہے کہ پھر جنگل میں رہنے لگا ہے سیدنا سلمہؓ نے کہا کہ نہیں بلکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔

باب: غزوہ حنین۔

1189: سیدنا کثیر بن عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں کہ سیدنا عباسؓ نے کہا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ موجود تھا اور میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (آپ کے چچا زاد بھائی) دونوں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ لپٹے رہے اور جد نہیں ہوئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک سفید خنجر پر سوار تھے جو فردہ بن نفاثہ جذامی نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بطور تحفہ دیا تھا (جس کو شہباء اور دلدل بھی کہتے تھے)۔ جب مسلمانوں اور کافروں کا سامنا ہوا اور مسلمان پیٹھ موڑ کر بھاگے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے خنجر کو کافروں کی طرف جانے کے لئے تیز کر رہے تھے (یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی کمال شجاعت تھی کہ ایسے سخت وقت میں خنجر پر سوار ہوئے ورنہ گھوڑے بھی موجود تھے) سیدنا عباسؓ نے کہا کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خنجر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اس کو تیز چلنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیانؓ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عباس! اصحابِ سرہ کو پکارو اور سیدنا عباسؓ کی آواز نہایت بلند تھی (وہ رات کو اپنے غلاموں کو آواز دیتے تو آٹھ میل تک جاتی)۔ سیدنا عباسؓ نے کہا کہ میں نے اپنی انتہائی بلند آواز سے پکارا کہ اصحابِ سرہ کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی اللہ کی قسم وہ ایسے لوٹے جیسے گائے اپنے بچوں کے پاس چلی آتی ہے اور کہنے لگے کہ ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ وہ دور نہیں بھاگے تھے اور نہ سب بھاگے تھے بلکہ بعض نو مسلم وغیرہ اچانک تیز تیروں کی بارش سے لوٹے اور گر بڑھ گئی۔ پھر اللہ نے مسلمانوں کے دل مضبوط کر دیئے) پھر وہ کافروں

سے لڑنے لگے اور انصار کو یوں بلایا کہ اے انصار کے لوگو! اے انصار کے لوگو! پھر بنی حارث بن خزرج پر بلانا تمام ہوا (جو انصار کی ایک جماعت ہے) انہیں پکارا کہ اے بنی حارث بن خزرج! اے بنی حارث بن خزرج! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے خنجر پر گردن کو لمبا کئے ہوئے تھے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کی لڑائی کو دیکھا اور فرمایا کہ وقت تنور کے جوش کا ہے (یعنی اس وقت میں لڑائی خوب گرمی سے ہو رہی ہے) پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چند کنکریاں اٹھائیں اور کافروں کے منہ پر ماریں اور فرمایا کہ قسم ہے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے رب کی! کافروں نے شکست پائی۔ سیدنا عباسؓ نے کہا کہ میں دیکھنے گیا تو لڑائی ویسی ہی ہو رہی تھی اتنے میں اللہ کی قسم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کنکریاں ماریں تو کیا دیکھتا ہوں کہ کافروں کا زور ٹوٹ گیا اور ان کا کام الٹ گیا۔

1190: سیدنا ابواسحاق کہتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا براءؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوعمارہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! حنین کے دن تم بھاگ گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے منہ نہیں موڑا لیکن چند جلد باز اور بے ہتھیار لوگ قبیلہ ہوازن کی طرف گئے، وہ تیر انداز تھے اور انہوں نے تیروں کی ایک بوچھاڑ کی جیسے ٹڈی دل ہو، تو یہ لوگ سامنے سے ہٹ گئے اور لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے خنجر کو چلاتے تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خنجر پر سے اترے اور دعا کی اور مدد مانگی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، اے اللہ! اپنی مدد اتار۔ سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم جب خونخوار لڑائی ہوتی، تو ہم اپنے آپ کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی آڑ میں بچاتے اور ہم میں بہادر وہ تھے جو لڑائی

میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے برابر رہتے۔

1191: سیدنا سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حنین کا جہاد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کیا۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو میں آگے بڑھ کر ایک گھاٹی پر چڑھا۔ دشمنوں میں سے ایک شخص میرے سامنے آیا۔ میں نے اس پر تیر مارا تو وہ مجھ سے اوجھل ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے کیا کیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا تو وہ دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے اور ان کی اور نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ کی جنگ ہوئی، لیکن صحابہ پیچھے کو پلٹے۔ میں بھی شکست خوردہ ہو کر لوٹا اور میں دو چادریں پہنے ہوئے تھا، ایک تہہ بند باندھے ہوئے اور دوسری اوڑھے ہوئے تھا۔ میری تہ بند کھل گئی تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا اور شکست پا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے سے گزرا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اکوع کا بیٹا گھبرا کر لوٹا۔ پھر دشمنوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو گھیرا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خنجر پر سے اترے اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور ان کے منہ پر ماری اور فرمایا کہ بگڑ گئے منہ۔ پھر کوئی آدمی ان میں ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں اسی ایک مٹھی کی وجہ سے خاک نہ بھر گئی ہو۔ آخر وہ بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کے مال مسلمانوں کو بانٹ دیئے۔

باب: غزوہ طائف کے متعلق۔

1192: سیدنا عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے طائف والوں کا محاصرہ کیا اور ان سے کچھ حاصل نہیں کیا (یعنی وہ زیر نہ ہوئے تھے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ جائیں گے۔ صحابہ نے کہا کہ ہم بغیر فتح کے لوٹ جائیں گے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہم لوٹ جائیں گے۔

علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اچھا صبح کو لڑو۔ وہ لڑے اور زخمی ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہم کل لوٹ جائیں گے، یہ تو ان کو اچھا معلوم ہوا۔ (اس پر) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہنسے۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے غزوات کی تعداد۔

1193: سیدنا ابو اسحق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن یزید نمازِ استسقاء کے لئے نکلے اور لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر پانی کے لئے دعا مانگی۔ کہتے ہیں کہ اس دن میں سیدنا زید بن ارقم سے ملا اور میرے اور ان کے درمیان صرف ایک شخص تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کتنے جہاد کئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔ میں نے پوچھا کہ آپ کتنے غزوات میں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ میں نے کہا کہ پہلا جہاد کون سا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ذات العسیر یا ذات العشیر (جو ایک مقام کا نام ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں اس کو غزوۃ العسیرہ لکھا ہے اس میں لڑائی نہ ہوئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) عشیرہ تک جا کر مدینہ کو پلٹ آئے یہ واقعہ 2 ہجری میں ہوا اور ابن ہشام نے کہا کہ سب سے پہلے غزوہ ودان ہوا مدینہ میں آنے کے ایک سال کے اخیر پر اس میں بھی لڑائی نہیں ہوئی)۔

1193: سیدنا بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انیس غزوات کئے اور ان میں سے آٹھ میں لڑے۔

حکومت کے بیان میں

باب: خلیفہ قریش سے ہونا چاہئے۔

1194: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: یہ کام یعنی خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی یہاں تک کہ دنیا میں دو ہی آدمی رہ جائیں۔

1195: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: حکومت میں تمام لوگ قریش کے تابع ہیں اور مسلمان لوگ مسلمان قریش کے تابع ہیں اور کافر لوگ کافر قریش کے تابع ہیں (یعنی حکومت اور سرداری کے زیادہ اہل ہیں)۔

1196: سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام نافع کو یہ لکھ کر سیدنا جابر بن سمرہؓ کے پاس بھیجا کہ مجھ سے وہ بات بیان کرو جو آپؐ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہو۔ کہتے ہیں انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اس جمعہ کی شام، جس دن ماعز اسلمی سنگسار کئے گئے سنا ہے آپؐ فرما رہے تھے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو یا تم پر بارہ خلیفہ ہوں اور وہ سب قریشی ہوں گے (شاید یہ واقعہ بھی قیامت کے قریب ہو گا کہ ایک ہی وقت میں مسلمانوں کے بارہ خلیفہ بارہ ٹکڑیوں پر ہوں گے) اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کسریٰ کے سفید محل کو فتح کرے گی (یہ معجزہ تھا اور سیدنا عمرؓ کی خلافت میں ایسا ہی ہوا) اور میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قیامت سے پہلے جھوٹے پیدا ہوں گے ان سے بچنا اور میں نے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو دولت دے، تو پہلے اپنے اوپر اور اپنے گھروالوں پر خرچ کرے (ان کو آرام سے رکھے پھر فقیروں کو دے) اور میں نے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا انتظار کرنے والا ہوں (یعنی تمہارے پانی پلانے کے لئے وہاں بندوبست کروں گا اور تمہارے آنے کا منتظر رہوں گا)۔

باب: اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کرنے اور نہ کرنے کا بیان۔

1197: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے والد کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ میں نے کہا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ میں نے قسم کھائی کہ میں ان سے اس کا ذکر کروں گا۔ پھر چپ رہا، دوسرے دن صبح کو بھی میں نے ان سے نہیں کہہ سکا، لیکن میرا حال ایسا تھا جیسے کوئی پہاڑ کو ہاتھ میں لئے ہو (قسم کا بوجھ تھا)۔ آخر میں لوٹ کر ان کے پاس گیا وہ مجھ سے لوگوں کا حال پوچھنے لگے تو میں بیان کرتا رہا، پھر میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے ایک بات سنی ہے اور قسم کھالی کہ آپ سے ضرور اس کا ذکر کروں گا، وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ نہیں کریں گے۔ اگر آپ کا اونٹوں کا یا بکریوں کا کوئی چراغے والا ہو، پھر وہ آپ کے پاس ان اونٹوں اور بکریوں کو چھوڑ کر چلا آئے تو آپ یہ سمجھیں گے کہ وہ جانور برباد ہو گئے، اس صورت میں آدمیوں کا خیال تو اور بھی ضروری ہے۔ میرے اس کہنے سے ان کو خیال ہوا اور ایک گھڑی تک وہ سر جھکائے رہے (فکر کیا کئے) پھر سر اٹھایا اور کہا کہ اللہ جل جلالہ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور میں اگر خلیفہ مقرر نہ کروں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا اور اگر خلیفہ مقرر کروں تو سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ عبد اللہؓ نے کہا

کہ پھر اللہ کی قسم جب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے برابر کسی کو نہیں کرنے والے اور وہ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔

باب: جس سے پہلے بیعت کی اس کی بیعت پوری کرنے کا حکم۔

1198: ابو حازم کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کے پاس پانچ سال بیٹھتا رہا اور میں نے انہیں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کرتے سنا ہے کہ بنی اسرائیل کی حکومت / سیاست پیغمبر کیا کرتے تھے۔ جب ایک پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر اس کی جگہ ہو جاتا۔ اور شان یہ ہے کہ میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں ہے بلکہ خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس سے پہلے بیعت کر لو، اسی کی بیعت پوری کرو اور ان کا حق ادا کرو اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا اس کے متعلق جو اس نے ان کو دیا ہے۔

1199: سیدنا عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور وہاں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ میں بھی جا کر بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے، تو کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کوئی تیر مارنے لگا اور کوئی اپنے جانوروں میں تھا کہ اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پکارنے والے نے نماز کے لئے پکار دی۔ ہم سب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس جمع ہو گئے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس پر اپنی امت کو وہ بہتر بات بتانا لازم نہ ہو جو اس کو معلوم ہو اور جو بری بات وہ جانتا ہو اس سے ڈرنا (لازم نہ ہو) اور تمہاری یہ امت، (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) اس کے پہلے حصہ میں سلامتی ہے اور اخیر حصہ میں آزمائش ہے اور وہ باتیں ہیں جو تمہیں بری لگیں گی اور ایسے فتنے آئیں گے کہ ایک فتنہ دوسرے کو ہلکا اور پتلا کر دے گا (یعنی بعد کا فتنہ پہلے سے ایسا بڑھ کر ہوگا کہ پہلا فتنہ اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھے گا) اور ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ اس میں میری تباہی ہے۔ پھر وہ جاتا رہے گا اور دوسرا آئے گا تو مومن کہے گا کہ اس میں میری تباہی ہے۔ پھر جو کوئی چاہے کہ جہنم سے بچے اور جنت میں جائے، تو اس کو چاہیے کہ اس کی موت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر یقین کی حالت میں آئے اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو وہ چاہتا ہو کہ لوگ اس سے کریں اور جو شخص کسی امام سے بیعت کرے اور اس کو اپنا ہاتھ دیدے اور دل سے اس کی فرمانبرداری کی نیت کرے، تو اس کی اطاعت کرے اگر طاقت ہو۔ اب اگر دوسرا امام اس سے لڑنے کو آئے تو (اس کو منع کرو اگر لڑائی کے بغیر نہ مانے تو) اس کی گردن مار دو۔ یہ سن کر میں عبد اللہ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے؟ انہوں نے اپنے دونوں کانوں اور دل کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہارے چچا کے بیٹے معاویہؓ ہمیں ایک دوسرے کے مال ناحق کھانے کے لئے اور اپنی جانوں کو تباہ کرنے کے لئے حکم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے ایمان والو! اپنے مال ناحق مت کھاؤ مگر رضامندی سے سوداگری کر کے اور اپنی جانوں کو مت مارو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے“ (النساء: 29)۔ یہ سن کر عبد اللہ بن عمرو بن عاص جھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا کہ اس کام میں معاویہ کی اطاعت کرو جو اللہ کے حکم کے موافق ہو اور جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو، اس میں معاویہؓ کا کہنا نہ مانو۔

باب: جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو کیا حکم ہے؟

1200: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے، تو جس سے اخیر میں بیعت ہوئی ہو اس کو مارڈالو (اس لئے کہ اس کی خلافت پہلے خلیفہ کے ہوتے ہوئے باطل ہے)۔
باب: تم سب راعی (حاکم) ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں سوال کئے جاؤ گے۔

1201: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (حاکم سے مراد منتظم اور نگران کار اور محافظ ہے) پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا (کہ اس نے اپنی رعیت کے حق ادا کئے، ان کی جان و مال کی حفاظت کی یا نہیں؟) اور آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی حاکم ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ غرضیکہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا۔

باب: طلب حکومت اور اس پر حریص ہونے کی کراہت۔

1202: سیدنا عبدالرحمن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے عبدالرحمن! کسی عہدے اور حکومت کی درخواست مت کر، کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (حکومت/عہدہ) ملا تو تو اسی کے سپرد کر دیا جائے گا

اور جو بغیر سوال (درخواست) کے ملے، تو اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔

1203: سیدنا ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو ذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ مت کرو اور یتیم کے مال کی نگرانی مت کرو (کیونکہ احتمال ہے کہ یتیم کا مال بیجا اٹھ جائے یا اپنی ضرورت میں آجائے اور مؤاخذہ میں گرفتار ہو)۔

1204: سیدنا ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! آپ مجھے گورنری (وغیرہ) نہیں دیتے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا کہ اے ابو ذر! تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے (یعنی بندوں کے حقوق اور اللہ تعالیٰ کے حقوق سب حاکم کو ادا کرنے ہوتے ہیں) اور قیامت کے دن اس عہدہ سے سوائے رسوائی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا مگر جو اس کے حق ادا کرے اور سچائی سے کام لے۔

باب: (نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا فرمان کہ) جو کوئی عہدے کی درخواست کرے ہم اس کو عہدہ نہیں دیتے۔

1205: سیدنا ابو بردہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو آدمی تھے ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف۔ دونوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے عامل بنا کر بھیجنے کی درخواست کی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسواک کر رہے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ (یا عبد اللہ بن قیس)! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) قسم اس کی جس نے

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا، انہوں نے مجھ سے اپنے دل کی بات نہیں کہی اور مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ کام (عہدہ خدمت) کی درخواست کریں گے۔ سیدنا ابو موسیٰؓ نے کہا کہ گویا میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ نچلے ہونٹ پر ٹھہری ہوئی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہم اس کو کبھی عہدہ نہیں دیتے جو عہدے کی درخواست کرے، لیکن اے ابو موسیٰ یا عبد اللہ بن قیس! تم جاؤ۔ پس انہیں یمن کی طرف بھیجا۔ پھر ان کے پیچھے سیدنا معاذ بن جبلؓ گوروانہ کیا (تا کہ وہ بھی شریک رہیں)۔ جب سیدنا معاذ وہاں پہنچے تو سیدنا ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اترو اور ایک گدہ ان کے لئے بچھایا۔ اتفاق سے وہاں ایک شخص قید میں جکڑا ہوا تھا، سیدنا معاذؓ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ سیدنا ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ ایک یہود مسلمان ہوا پھر کمبخت یہودی ہو گیا۔ اپنا بُرا دین اختیار کر لیا۔ سیدنا معاذؓ نے کہا کہ جب تک اسے اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فیصلے کے مطابق قتل نہ کر دیا جائے میں نہ بیٹھوں گا۔ تین بار یہی کہا پھر سیدنا ابو موسیٰؓ نے حکم دیا تو وہ قتل کیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے رات کی نماز کا ذکر کیا، تو سیدنا معاذؓ نے کہا کہ میں تو رات کو سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھے وہی ثواب ملے گا جو عبادت میں ملتا ہے۔

باب: امام (مسلمانوں کا حاکم) جب اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور انصاف کرے، تو اس کیلئے اجر ہے۔

1206: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: امام سپر (ڈھال) ہے کہ اس کے پیچھے مسلمان (کافروں سے) لڑتے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگ تکلیف (ظالموں اور لٹیروں)

سے بچتے ہیں۔ پھر اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم کرے اور انصاف کرے، تو اسکو ثواب ہوگا اور اگر اس کے خلاف حکم دے، تو اس پر وبال ہوگا۔

باب: جو حاکم بنا اور انصاف کیا اس کیلئے کیا کچھ ہے، اس کا بیان۔

1207: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل کے پاس اس کی داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں (یعنی بائیں ہاتھ میں جو داہنے سے قوت کم ہوتی ہے یہ بات اللہ تعالیٰ میں نہیں کیونکہ وہ ہر عیب سے پاک ہے) اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں، جو فیصلہ کرتے وقت انصاف کرتے ہیں اور اپنے بال بچوں اور عزیزوں میں انصاف کرتے ہیں اور جو کام ان کو دیا جائے، اس میں انصاف کرتے ہیں۔

باب: جو حاکم بنے وہ سختی کرے یا نرمی۔

1208: سیدنا عبدالرحمن بن شماسہ کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کو آیا، تو انہوں نے کہا کہ تو کون سے لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ مصر والوں میں سے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے حاکم کا تمہاری اس لڑائی میں کیا حال ہے؟ (یعنی محمد بن ابی بکر کا جن کو سیدنا علی مرتضیٰ نے قیس بن سعد کو معزول کر کے مصر کا حاکم کیا تھا) میں نے کہا کہ ہم نے تو ان کی کوئی بات بُری نہیں دیکھی، ہم میں سے کسی کا اونٹ مر جاتا، تو اس کو اونٹ دیتے اور غلام فوت ہو جاتا تو، غلام دیتے اور خرچ کی احتیاج ہوتی، تو خرچ دیتے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد بن ابی بکرؓ میرے بھائی کا جو حال ہوا (کہ مارا گیا اور لاش مرداروں میں پھینکی گئی پھر جلانی گئی) یہ مجھے اس امر کے بیان کرنے سے

نہیں روکتا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس حجرہ میں فرمایا کہ اے اللہ! جو کوئی میری امت کا حاکم ہو، پھر وہ ان پر سختی کرے، تو تو بھی اس پر سختی کر اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے، تو تو بھی اس پر نرمی کر۔

باب: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

1209: سیدنا تمیم الدارمیؒ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا کہ کس کی خیر خواہی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے حاکموں کی اور سب مسلمانوں کی۔ (یعنی ہر مسلمان اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اور اپنے حاکم کی فرمانبرداری کرے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے حقوق ادا کرے)۔

1210: سیدنا جریرؒ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

باب: جس نے رعیت کے ساتھ خیانت کی اور ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی۔

1211: سیدنا حسن کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد، سیدنا معقل بن یسارؓ کی اس بیماری میں جس میں ان کا انتقال ہوا، عیادت کرنے آیا، تو سیدنا معقلؓ نے کہا کہ میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہے اور اگر میں جانتا کہ میں ابھی زندہ رہوں گا، تو تجھ سے بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایک رعیت دیدے، پھر وہ مرے اور جس دن وہ مرے وہ اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرتا ہو مگر اللہ

تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیگا۔

1212: حسن سے روایت ہے کہ سیدنا عائد بن عمرو صحیح کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابی تھے وہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ سب سے بُرا چرواہا ظالم بادشاہ ہے (جو رعیت کو تباہ کر دے) تو ایسا نہ ہونا۔ عبید اللہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ کرام کی بھوسی ہے۔ سیدنا عائد نے کہا کہ کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ میں بھی بھوسی ہے؟ بھوسی تو بعد والوں میں اور غیر لوگوں میں ہے۔

باب: امراء کی (مال غنیمت میں) خیانت کرنے اور اس کے گناہ کبیرہ ہونے کا بیان۔

1213: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک روز (ہمیں نصیحت کرنے کو) کھڑے ہوئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مال غنیمت میں خیانت کے متعلق بیان فرمایا اور اس کو بڑا گناہ بتلایا۔ پھر فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسا نہ پاؤں کہ وہ آئے اور اس کی گردن پر ایک اونٹ بڑا رہا ہو، وہ کہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں میں نے تمہیں اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ (نوی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ یعنی میں اللہ کے حکم کے بغیر نہ مغفرت کر سکتا ہوں نہ شفاعت اور شاید پہلے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) غصہ سے ایسا فرمادیں، پھر شفاعت کریں بشرطیکہ وہ موحد ہو) اور میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر ایک گھوڑا لئے ہوئے ہو جو نہ نہناتا ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)!

وسلم ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں میں تو تجھ سے کہہ چکا تھا (یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا کہ خیانت کی سزا بہت بڑی ہے پھر تو نے خیانت کیوں کی) اور میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر ایک بکری لئے ہوئے آئے جو میں میں کر رہی ہو اور وہ کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میری مدد کیجئے۔ اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اور میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کوئی جان لئے ہوئے آئے جو چلا رہی ہو (جس کا اس نے دنیا میں خون کیا ہو) پھر کہے کہ یا رسول اللہ ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ جو اپنی گردن پر کپڑے لئے ہوئے آئے جو اس نے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وڑھے ہوئے ہوں (جن کو اس نے دنیا میں چرایا تھا) یا پرچیاں کاغذ کی جواڑ رہی ہوں (جس میں اس کے اوپر حقوق لکھے ہوں) یا اور چیزیں جو مل رہی ہوں (جن کو اس نے دنیا میں چرایا تھا) پھر کہے کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں تو تجھے خبر کر چکا تھا۔ اور میں تم میں سے کسی کو قیامت میں ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر سونا چاندی، پیسہ وغیرہ لئے ہوئے آئے اور کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! میری مدد کیجئے اور میں کہوں کہ مجھے کچھ اختیار نہیں ہے میں نے تو تجھے خبر کر دی تھی۔

باب: جو چیز امراء (مال غنیمت سے) چھپائیں وہ چوری ہے۔

1214: سیدنا عدی بن عمیرہ کنڈی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ تم میں سے جس شخص کو ہم کسی عہدے پر مقرر کریں، پھر وہ ایک سوئی یا اس سے زیادہ کوئی چیز چھپا

رکھے، تو وہ غلول ہے اور قیامت کے دن اس کو لے کر آئے گا۔ یہ سن کر ایک سانولا سا انصاری کھڑا ہو گیا گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! اپنا عہدہ مجھ سے لے لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا؟ وہ بولا کہ میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایسا ایسا فرماتے تھے (یعنی ایک سوئی کا بھی مواخذہ ہوگا)، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ اب بھی ہم جس کو کسی عہدے پر مقرر کریں، تو وہ تھوڑی یا زیادہ سب چیزیں لے کر آئے۔ پھر جو اس کو ملے وہ لے لے اور جو نہ ملے اس سے باز رہے (اس صورت میں کوئی بھی مواخذہ نہیں ہے)۔

باب: امراء کے ”تحفوں“ کے بارے میں۔

1215: سیدنا ابو حمید ساعدیؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قبیلہ اسد میں سے ایک شخص کو جسے ابن اللہبیہ کہتے تھے، بنی سلیم کے صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔ جب وہ آیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے حساب لیا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ تو آپ کا مال ہے اور یہ تحفہ ہے (جو لوگوں نے مجھے دیا ہے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا کہ تیرا تحفہ تیرے پاس آ جاتا، اگر تو سچا ہے؟۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ستائش کے بعد فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو ان کاموں میں سے کسی کام پر مقرر کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں، پھر وہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ ملا ہے۔ بھلا وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا کہ اس کا تحفہ اس کے پاس آ جاتا اگر وہ سچا ہے؟ قسم اللہ کی کوئی تم میں سے کوئی چیز ناحق نہ لے گا مگر قیامت کے دن اس (چیز) کو (اپنی گردن پر) لا دے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اور میں تم میں سے

پچانوں گا جو کوئی اللہ تعالیٰ سے امنٹ اٹھائے ہوئے ملے گا اور وہ بڑا بڑا رہا ہوگا، یا گائے اٹھائے ہوئے اور وہ آواز کرتی ہوگی یا بکری اٹھائے ہوئے اور وہ چلاتی ہوگی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔ (سیدنا ابو حمیدؓ کہتے ہیں کہ) میری آنکھ نے یہ دیکھا اور میرے کان نے یہ سنا۔

باب: درخت کے نیچے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ”نہ بھاگنے“ پر بیعت لی تھی۔

1216: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بیعت کی اور سیدنا عمرؓ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ہاتھ پکڑے ہوئے شجرہ رضوان کے نیچے تھے اور وہ سمرہ کا درخت تھا (سمرہ ایک جنگلی درخت ہے جو ریگستان میں ہوتا ہے) اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اس شرط پر بیعت کی کہ ہم نہ بھاگیں گے اور یہ بیعت نہیں کی کہ مرجائیں گے۔

1217: سیدنا سالم بن ابی الجعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے اصحاب شجرہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ہم لاکھ آدمی ہوتے تب بھی (وہاں کا کنواں) ہمیں کافی ہو جاتا (کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعا سے اس کا پانی بہت بڑھ گیا تھا) ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

1218: سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کہتے ہیں کہ اصحاب شجرہ تیرہ سو آدمی تھے اور (قبیلہ) اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

باب: موت پر بیعت لینا۔

1219: یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سلمہؓ سے پوچھا کہ آپ نے حدیبیہ کے دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کس چیز پر بیعت کی تھی تو انہوں نے کہا کہ موت پر بیعت کی تھی۔

باب: حسبِ طاقت (سمع و اطاعت) ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا۔

1220: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بات سننے پر اور حکم ماننے پر بیعت کرتے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یہ فرماتے تھے کہ یہ بھی کہو کہ جتنا مجھ سے ہو سکے گا۔ (یہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی اپنی امت پر شفقت تھی کہ جو کام نہ ہو سکے اس کے نہ کرنے پر وہ گنہگار نہ ہوں)۔

باب: سوائے صریح کفر کے باقی ہر معاملہ میں ”سننے اور ماننے“ پر بیعت کرنا۔

1221: جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے پاس ان کی بیماری میں گئے۔ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کرو جس سے اللہ تعالیٰ فائدہ دیدے اور جو آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بلایا اور ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جو عہد لئے ان میں یہ بھی بتلایا کہ ہم نے بیعت کی بات کے سننے پر اور اطاعت کرنے پر خوشی اور ناخوشی میں سختی اور آسانی میں اور ہماری حق تلفیاں ہونے میں اور یہ کہ ہم اس شخص کی خلافت میں جھگڑا نہ کریں گے جو اس کے لائق ہو مگر جب کھلا کفر دیکھیں کہ تمہارے پاس اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت ہو۔

باب: ہجرت کر کے آنے والی مومنات سے بیعت کے وقت امتحان لینا۔

1222: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مسلمان عورتیں جب ہجرت کرتیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس آیت کے موفّق ان کا امتحان لیتے کہ ”اے نبی! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو آئیں اس بات پر کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ کریں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی..... آخر تک“ (الممتحنہ: 12) پھر جو کوئی عورت ان باتوں کا اقرار کرتی وہ گویا بیعت کا اقرار کرتی (یعنی بیعت ہو جاتی) اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے جب وہ اپنی زبان سے اقرار کرتیں، تو فرماتے کہ جاؤ میں تم سے بیعت لے چکا۔ قسم اللہ تعالیٰ کی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا البتہ زبان سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان سے بیعت لیتے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عورتوں سے کوئی اقرار نہیں لیا مگر جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ہتھیلی کسی عورت کی ہتھیلی سے کبھی نہیں لگی بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صرف زبان سے فرما دیتے اور جب وہ اقرار کر لیتیں، تو فرماتے کہ میں تم سے بیعت کر چکا۔

باب: حاکم کی اطاعت کرنا۔

1223: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو کوئی حاکم کی اطاعت کرے (جس کو میں نے مقرر کیا)، تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس

کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔

باب: جو (حاکم) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق عمل کرے، اس کی بات سننا اور اطاعت کرنی چاہیئے۔

1224: یحییٰ بن حصین کی دادی اُمّ حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بہت سی باتیں فرمائیں۔ پھر میں نے سنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اگر تمہارے اوپر ہاتھ پاؤں کٹا، کالا غلام بھی امیر ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق تم کو چلانا چاہے، تو اس کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

باب: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے، اطاعت تو نیکی میں ہوتی ہے۔

1225: امیر المؤمنین سیدنا علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو حاکم (امیر) بنایا۔ اس نے آگ جلائی اور لوگوں سے کہا کہ اس میں داخل ہو جاؤ۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ اس میں داخل ہو جائیں اور بعض نے کہا کہ ہم آگ سے بھاگ کر تو مسلمان ہوئے (اور جہنم سے ڈر کر کفر چھوڑا تو اب پھر آگ ہی میں گھسیں تو یہ ہم سے نہ ہوگا)۔ پھر اس کا ذکر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان لوگوں سے جنہوں نے داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا یہ فرمایا کہ اگر تم داخل ہو جاتے تو قیامت تک ہمیشہ اسی میں رہتے (کیونکہ یہ خودکشی ہے اور شریعت میں حرام ہے) اور جو لوگ داخل ہونے پر راضی نہ ہوئے، (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کی تعریف کی اور

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعت اسی میں ہے جو جائز بات ہے۔

باب: جب گناہ کا حکم کیا جائے، تو نہ سننا چاہیئے اور نہ ماننا چاہیئے۔

1226: سیدنا ابن عمرؓ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان پر (حاکم کی بات کا) سننا اور ماننا واجب ہے خواہ اس کو پسند ہو یا نہ ہو مگر جب گناہ کا حکم کیا جائے، تو نہ سننا چاہیئے نہ ماننا چاہیئے۔

باب: امراء کی اطاعت کرنی چاہیئے اگرچہ انہوں نے حقوق کو روک رکھا ہو۔

1227: وائل الحضرمی کہتے ہیں کہ سلمہ بن زیدؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! اگر ہمارے امیر ایسے مقرر ہوں جو اپنا حق ہم سے طلب کریں اور ہمارا حق نہ دیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اعراض فرمایا (یعنی جواب نہ دیا) پھر پوچھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پھر جواب نہ دیا۔ پھر دوسری یا تیسری مرتبہ پوچھا، تو اشعث بن قیس نے سلمہ کو گھسیٹا اور کہا کہ سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر ان کے اعمال کا بوجھ ہے اور تم پر تمہارے اعمال کا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اشعث بن قیس نے انہیں گھسیٹا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔

باب: بہترین حاکم اور برے حاکم کی وضاحت و شناخت۔

1228: سیدنا عوف بن مالکؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تمہارے بہتر حاکم وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تمہیں چاہتے ہیں اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور تم ان کیلئے دعا کرتے ہو۔ اور تمہارے بُرے حاکم وہ ہیں جن کے تم دشمن ہو اور وہ تمہارے دشمن ہیں، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم ایسے بُرے حاکموں کو تلوار سے دفع نہ کریں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں۔ اور جب تم اپنے حاکموں کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو، تو ان کے اس عمل کو بُرا جانو لیکن ان کی اطاعت سے باہر نہ ہو (یعنی بغاوت نہ کرو)۔

باب: امراء کے کردار کو برا کہنا اور جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں، ان کے ساتھ لڑائی نہ کرنا۔

1229: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم پر ایسے امیر مقرر ہوں گے جن کے تم اچھے کام بھی دیکھو گے اور بُرے بھی۔ پھر جو کوئی بُرے کام کو بُرا جانے وہ گناہ سے بچا اور جس نے بُرا کہا وہ بھی بچا، لیکن جو راضی ہوا اور اسی کی پیروی کی (وہ تباہ ہوا)۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم ان سے لڑیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں، جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ بُرا کہا یعنی دل میں بُرا کہا اور دل سے بُرا جانا۔ (گوزبان سے نہ کہہ سکے)۔

باب: حق تلفی پر صبر کا حکم۔

1230: سیدنا اسید بن حضیرؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے الگ

ہو کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہا کیا آپ مجھے بھی فلاں شخص کی طرح عامل (گورنر یا محصل) نہیں بنائیں گے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے بعد تمہاری حق تلفی ہوگی تو صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو۔

باب: فتنوں کے وقت جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم۔

1231: سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ کہتے ہیں لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بھلی باتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں بُری بات کے بارے میں اس ڈر سے پوچھتا تھا کہ کہیں بُرائی میں نہ پڑ جاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم جاہلیت اور بُرائی میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھلائی دی (یعنی اسلام) اب اس کے بعد بھی کچھ بُرائی ہوگی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہاں۔ لیکن اس میں دھبہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ وہ دھبہ کیا ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت پر چلنے کی بجائے دوسرے راستے پر چلیں گے اور میری ہدایت و راہنمائی کی بجائے (کسی اور راستی پر چلیں گے)۔ ان میں اچھی باتیں بھی ہوں گی اور بُری بھی۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد بُرائی ہوگی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جہنم کے دروازے کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ جو ان کی بات ماننے گا، اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ان لوگوں کا حال ہم سے بیان فرمائیے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کا رنگ ہمارا سا ہی ہوگا اور ہماری ہی زبان بولیں گے (یعنی ہم میں سے ہی ہوں گے)۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اگر میں اس زمانہ کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ لازم پکڑ۔ کہا کہ اگر

جماعت اور امام نہ ہوں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سب فرقوں کو چھوڑ دے اگرچہ تجھے درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں اور مرتے دم تک اس حال پر رہ۔

نوٹ: اس حدیث میں ”..... کچھ بُرائی ہوگی“ سے مراد سیدنا علیؑ کی شہادت کے ذمہ دار خارجی اور شیعہ لوگوں کی بُرائی ہے۔ پھر دھبہ سے مراد عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد اور بنو عباس کا دور ہے جس میں بدعات ہر طرف پھیل گئیں۔ اسکے بعد ”..... بُرائی ہوگی؟“ سے مراد آج کل کا ”جمہوری دور“ ہے جس میں بے دینی پھیل گئی ہے اور حکمران عوام کو کھلے عام کفر کی طرف دھکیل رہے ہیں

باب: اس آدمی کے بارے میں جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے جدا ہوا۔

1232: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص حاکم کی اطاعت سے باہر ہو جائے اور جماعت کا ساتھ چھوڑ دے پھر اسی حال میں فوت ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔ اور جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے (جس لڑائی کی صحت شریعت سے صاف صاف ثابت نہ ہو)، عصبيت کیلئے غصے میں آئے؟ عصبيت کی دعوت دے یا عصبيت کو ہوا دے ☆ (اور اللہ کی رضامندی مقصود نہ ہو) پھر مارا جائے تو اس کا مارا جانا جاہلیت کے زمانے کا سا ہوگا۔ اور جو شخص میری امت پر دست درازی کرے اور اچھے برے کی تمیز کئے بغیر قتل و غارت کرے اور مومن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے عہد ہوا ہو اس کا عہد پورا نہ کرے، تو وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا (یعنی وہ مسلمان نہیں ہے)۔

☆ دراصل ”عصبہ“ آدمی کے آبائی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے۔

1233: نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بن مطیع کے پاس آئے، جب یزید بن معاویہ کے دور میں حرہ کا واقعہ ہوا (اس نے مدینہ منورہ پر لشکر بھیجا اور مدینہ والے حرہ میں جو مدینہ سے ملا ہوا ایک مقام ہے، قتل ہوئے اور مدینہ والوں پر طرح طرح کے ظلم ہوئے) عبداللہ بن مطیع نے کہا کہ ابو عبد الرحمن (یہ سیدنا عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے) کے لئے تکیہ یا گدہ بچھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں تیرے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا بلکہ ایک حدیث تجھے سنانے کو آیا ہوں جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنی ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جو شخص اپنا ہاتھ اطاعت سے نکال لے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو شخص مرجائے اور اس نے کسی سے بیعت نہ کی ہو، تو اس کی موت جاہلیت کی سی ہوگی۔

باب: اس آدمی کے بارے میں جو امت کے اتفاق کو بگاڑے جبکہ امت متحد و متفق تھی۔

1234: سیدنا عرفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ فتنے اور فساد قریب ہیں۔ پھر جو کوئی اس امت کے اتفاق کو بگاڑنا چاہے وہ جو کوئی بھی ہو، اس کو قتل کر دو۔

باب: جو ہمارے اوپر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔

1235: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہمیں دھوکہ دے، وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

باب: اللہ تعالیٰ کی رسی کو پکڑے رکھنے کا حکم اور تفرقہ بازی سے باز رہنے کے متعلق۔

1236: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین باتوں کو پسند کرتا ہے اور تین باتوں کو ناپسند۔ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اس کی رسی (کتاب و سنت) کو سب مل کر پکڑے رہو اور پھوٹ مت ڈالو اور اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے بے فائدہ بک بک کرنے کو، کثرت سوال کو (یعنی ان مسائل کا پوچھنا جن کی ضرورت نہ ہو یا ان باتوں کا جن کی حاجت نہ ہو یا جن کا پوچھنا دوسرے کو ناگوار گزرے) اور مال و دولت تباہ کرنے کو (ناپسند کرتا ہے جیسے بدعات میں، شراب نوشی، جوا، سگریٹ، پتنگ اور آتش بازی وغیرہ میں)۔

باب: بدعات والے کام مردود ہیں۔

1237: سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا جس کے تین گھر ہیں اور اس نے ہر گھر میں ثلث (تیسرے حصے) کی وصیت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مکان میں تین ثلث اکٹھے کئے جائیں گے۔ پھر کہا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص ایسا کام کرے جس کے (کرنے کے) لئے ہمارا حکم نہ ہو (یعنی دین میں ایسا نیا عمل نکالے) تو وہ مردود ہے۔

باب: اس آدمی کے متعلق جو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور خود (وہ کام) نہیں کرتا۔

1238: سیدنا اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ تم سیدنا عثمانؓ کے پاس

جا کر ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان سے گفتگو نہیں کرتا میں تم کو سناؤں؟ اللہ کی قسم میں ان سے باتیں کر چکا جو مجھے اپنے اور ان کے درمیان کرنا تھیں، البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں اور میں کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں میں بہتر ہے (یعنی خوشامد نہیں کرتا)۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لئے گدھے کی طرح جو چکی پیتا ہے، چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا تھا اور بُری بات سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں ایسا تو کرتا تھا لیکن دوسروں کو اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو بُری بات سے منع کرتا اور خود اس سے باز نہیں رہتا تھا۔

1238: سیدنا اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ تم سیدنا عثمانؓ کے پاس جا کر ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان سے گفتگو نہیں کرتا میں تم کو سناؤں؟ اللہ کی قسم میں ان سے باتیں کر چکا جو مجھے اپنے اور ان کے درمیان کرنا تھیں، البتہ میں نے یہ نہیں چاہا کہ وہ بات کھولوں جس کا کھولنے والا پہلے میں ہی ہوں اور میں کسی کو جو مجھ پر حاکم ہو یہ نہیں کہتا کہ وہ سب لوگوں میں بہتر ہے (یعنی خوشامد نہیں کرتا)۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تو اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی وہ ان کو لئے گدھے کی طرح جو چکی پیتا ہے، چکر لگائے گا اور جہنم والے اس کے پاس اکٹھے

ہوں گے اور پوچھیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو اچھی بات کا حکم نہیں کرتا
تھا اور بُری بات سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں ایسا تو کرتا تھا لیکن دوسروں کو
اچھی بات کا حکم کرتا اور خود نہیں کرتا تھا اور دوسروں کو بُری بات سے منع کرتا اور خود
اس سے باز نہیں رہتا تھا۔



شکار اور ذبح کے مسائل

باب: تیر کے ساتھ شکار اور تیر مارتے وقت بسم اللہ کہنا۔

1239: سیدنا عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تو اپنا (شکاری) کتا چھوڑے، تو اللہ کا نام لے (کر چھوڑ) پھر اگر وہ تیرے شکار کو روک لے اور تو اس کو زندہ پائے، تو اس کو ذبح کر اور اگر مار ڈالے اور کھائے نہیں، تو تو اس کو کھالے اور اگر تیرے کتے کے ساتھ دوسرا کتا ملے اور جانور مارا جا چکا ہو، تو اس کو مت کھا کیونکہ معلوم نہیں کس نے اس کو مارا۔ اور جو تو اللہ کا نام لے کر تیر مارے پھر اگر تیرا شکار (تیر کھا کر) ایک دن تک غائب رہے، اس کے بعد تو اس میں اپنے تیر کے سوا اور کسی مار کا نشان نہ پائے، تو اگر تیرا جی چاہے تو اسے کھالے اور اگر تو اس کو پانی میں ڈوبا ہو پائے تو مت کھا۔

باب: کمان کے ساتھ اور سدھائے ہوئے کتے اور غیر سدھائے ہوئے کتے کے شکار کے متعلق۔

1240: سیدنا ابو ثعلبہ حنظلہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ہم اہل کتاب (یعنی یہود یا نصاریٰ) کے ملک میں رہتے ہیں، ان کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں اور ہمارا ملک شکار کا ملک ہے، تو میں اپنی کمان سے، سکھائے ہوئے کتے اور اس کتے سے شکار کرتا ہوں جو سکھایا نہیں گیا، تو مجھ سے وہ طریقہ بیان کیجئے جو کہ حلال ہو۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے جو کہا کہ میں اہل کتاب کے ملک میں ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں تو اگر تم کو اور برتن مل سکیں، تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ اور اگر اور برتن نہ ملیں تو ان کو دھو لو اور پھر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

وسلم) ن میں کھاؤ۔ اور جو تو نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو پس جس کو تیر پہنچے اور تو اس پر اللہ کا نام لے کر چھوڑے، تو اسے کھالے اور اگر تو اپنے شکاری کتے سے شکار کرے اور اس پر اللہ کا نام لے کر چھوڑا ہو تو کھالے اور اگر ایسے کتے کا شکار ہو جو شکاری نہ ہو اور تو اسے زندہ پالے تو ذبح کر کے کھالے۔

باب: معراض کے شکار اور کتے کو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ کہنے کے متعلق

1241: سیدنا عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب لاٹھی کی لوہے والی طرف لگے تو کھالے اور جب لکڑی والی طرف لگے اور مرجائے، تو وہ وقید ہے (یعنی موتو ذہ ہے جو پتھر یا لکڑی سے مارا جائے اور وہ قرآن پاک میں حرام ہے) اس کو مت کھا اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کتے کے بارے میں پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنا کتا چھوڑے، تو کھالے لیکن اگر کتا شکار میں سے کھا لے تو مت کھا کیونکہ اس نے اپنے لئے شکار کیا۔ میں نے کہا کہ اگر میں اپنے کتے کے ساتھ دوسرے کتے کو پاؤں اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کتے نے پکڑا ہے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو مت کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ کہی تھی اور دوسرے کتے پر نہیں کہی تھی۔

باب: جب شکاری سے شکار غائب ہو جائے، پھر وہ اسے پالے۔

1242: سیدنا ابو ثعلبہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اپنا شکار تین روز کے بعد پائے، تو اگر وہ بدبودار نہ ہو گیا ہو تو اس کو کھالے۔

باب: شکاری کتا اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔

1243: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص کتا پالے بشرطیکہ وہ شکاری نہ ہو اور نہ جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو، تو اس کے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط گھٹتے جائیں گے۔ (ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ثواب کو کہا جاتا ہے)۔

1244: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص (بلا ضرورت) کتا پالے مگر یہ کہ وہ ریوڑ یا شکار یا کھیت کے لئے ہو تو (بصورت دیگر) اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط (ثواب) کم ہوگا۔ زہری (راوی) نے کہا کہ سیدنا ابن عمرؓ سے سیدنا ابو ہریرہؓ کے قول کا ذکر ہوا کہ وہ کھیت کے کتے کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہؓ پر رحم کرے وہ کھیت والے تھے۔ (لیکن راوی زہری کا یہ اثر منقطع ہے کیونکہ مسلم میں ہی ابن عمرؓ کی حدیث میں کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت موجود ہے)۔

باب: کتوں کو مارنے کے متعلق۔

1245: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کتوں کے مارنے کا حکم کیا یہاں تک کہ عورت جنگل سے اپنا کتا لے کر (مدینہ میں) آتی تو ہم اس کو بھی مار ڈالتے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کتوں کے قتل سے منع فرمایا اور کہا کہ اس سیاہ کتے کو مار ڈالو جس کی آنکھ پر دو سفید نقطے ہوں کیونکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔

باب: کنکریاں پھینکنے سے منع کرنے کے متعلق۔

1246: سیدنا سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مغفلؓ نے اپنے

پاس ایک آدمی کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے منع کیا اور کہا کہ بیشک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کنکریاں پھینکنے سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک اس سے نہ شکار ہوتا ہے، نہ دشمن مرتا ہے بلکہ (جب کسی کے لگتی ہے تو) دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر سیدنا عبداللہؓ نے اس کو کنکریاں پھینکتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میں نے تجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی حدیث بیان کی کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ تو پھر کنکریاں پھینکے جاتا ہے، اب میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (خذف کنکری یا گٹھلی یا ان کے مانند کوئی اور چیز دو انگلیوں کے درمیان میں رکھ کر یا انگلی اور انگوٹھے کے درمیان میں رکھ کر مارنے کو کہتے ہیں)۔

باب: جانوروں کو باندھ کر مارنے کی ممانعت ہے۔

1247: ہشام بن زید بن انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا انس بن مالکؓ کیساتھ حکم بن ایوب کے گھر گیا اور وہاں کچھ لوگوں نے ایک مرغی کو نشانہ بنایا ہوا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے تو سیدنا انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

1248: سیدنا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمرؓ قریش کے چند جوانوں پر گزرے، انہوں نے ایک پرندہ باندھ کر اسے ہدف بنایا ہوا تھا اور اس کو تیر مار رہے تھے اور جس کا پرندہ تھا اس سے یہ معاہدہ تھا کہ جو تیر نشانہ پر نہ لگے اس تیر کو وہ لے لے۔ جب ان لوگوں نے سیدنا ابن عمرؓ کو دیکھا تو الگ ہو گئے۔ سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ یہ کس نے کیا ہے؟ جس نے یہ کیا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ بیشک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بنانے والے پر لعنت کی ہے۔

باب: اچھے طریقے سے ذبح کرنے اور چھری تیز کرنے کے متعلق حکم۔

1249: سیدنا شہاد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے دو باتیں یاد رکھیں ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے حتیٰ کہ جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور چاہیے کہ تم میں سے جو کوئی ذبح کرنا چاہے، وہ چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو آرام دے (اور یہی مستحب ہے کہ جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے اور نہ ذبح کرنے سے پہلے کھینچ کر لے جائے)۔

باب: خون بہانے والی چیز سے ذبح کرنے کا حکم اور دانت اور ناخن سے ذبح کرنے کی ممانعت۔

1250: سیدنا رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! ہم کل دشمن سے لڑنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جلدی کریا ہو شکاری کر جو خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا جائے اس کو کھالے، سوا دانت اور ناخن کے۔ اور میں تجھ سے کہوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن جشیوں کی چھریاں ہیں۔ راوی نے کہا کہ ہمیں مالِ غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں، پھر ان میں سے ایک اونٹ بگڑ گیا، ایک شخص نے اس کو تیر سے مارا تو وہ ٹھہر گیا۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان اونٹوں میں بھی بعض بگڑ جاتے ہیں اور بھاگ نکلتے ہیں جیسے جنگلی جانور بھاگتے ہیں۔ پھر جب کوئی جانور ایسا ہو جائے تو اس کے ساتھ یہی کرو۔ (یعنی دور سے تیر سے نشانہ کرو)۔



قربانی کے مسائل

باب: (جب ذوالحجہ کے شروع کے) دس دن آجائیں اور کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

1251: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس کے پاس ذبح کرنے کیلئے جانور ہو اور ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، جب تک قربانی نہ کر لے۔

باب: اس وقت کا بیان جس میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے۔

1252: سیدنا جندب بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ عید الاضحیٰ میں شریک ہوا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ابھی کچھ بھی نہ کیا تھا سوائے اس کے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (عید کی) نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے، سلام پھیرا کہ اچانک آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قربانی کی بکری دیکھی کہ وہ نماز سے پہلے ذبح کی جا چکی ہے۔ چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس نے قربانی نماز عید سے پہلے کر لی تو اس قربانی کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے قربانی نہیں کی تو وہ اللہ کے نام کے ساتھ قربانی ذبح کر دے۔

باب: جس نے قربانی کا جانور نماز (عید) سے پہلے ذبح کر دیا، وہ اس کی قربانی نہیں۔

1253: سیدنا نبراہ بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ سب سے پہلے جو کام ہم اس دن کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ (عید کی) نماز پڑھتے پھر (گھر کو) لوٹ کر قربانی کرتے ہیں۔ تو جو کوئی ایسا کرے وہ ہمارے طریقہ پر چلا اور جو (نماز سے

(پہلے) ذبح کرے تو وہ گوشت ہے جس کو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے تیار کیا (اور وہ) قربانی نہ ہوگی۔ اور سیدنا ابو بردہ بن نیارؓ ذبح کر چکے تھے۔ وہ بولے کہ میرے پاس (ایک برس سے کم کا) ایک جذعہ ہے جو منہ (ایک برس سے زیادہ عمر کے دوندے) سے بہتر ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو اس کو ذبح کر لے اور تیرے بعد کسی کو جائز نہیں ہے۔

باب: کس عمر کے جانور قربانی میں جائز ہیں؟

1254: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: قربانی میں مت ذبح کر مگر منہ (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو یعنی دوندہ) البتہ جب تمہیں ایسا جانور نہ ملے تو دنبہ کا جذعہ قربان کر لو (جو چھ مہینہ کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)۔

باب: جذع کی قربانی۔

1255: سیدنا عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں قربانی کی بکریاں بانٹیں تو میرے حصہ میں ایک جذعہ (ایک برس کا بچہ) آیا۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میرے حصہ میں ایک جذعہ آیا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو اسی کی قربانی کر۔

باب: دو مینڈھوں کی قربانی جو سفید و سیاہ سینگوں والے ہوں اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے اور بسم اللہ اور اللہ اکبر کہنے میں استحباب کا بیان۔

1256: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو سفید اور سیاہ، سینگ دار تھے۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو اپنے دست مبارک سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ (ذبح کے

وقت) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھے ہوئے تھے۔
اور یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (ذبح کے وقت) بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اپنی طرف سے اور اپنی آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی ذبح کرنا۔

1257: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک سینگوں والا مینڈھال لانے کا حکم دیا جو سیاہی میں چلتا ہو، سیاہی میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو (یعنی پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں)۔ پھر ایک ایسا مینڈھال قربانی کے لئے لایا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عائشہ! چھری لا۔ پھر فرمایا کہ اس کو پتھر سے تیز کر لے۔ میں نے تیز کر دی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چھری لی، مینڈھال کو پکڑا، اس کو لٹایا، پھر ذبح کرتے وقت فرمایا کہ بسم اللہ، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آل کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کی طرف سے اس کو قبول کر، پھر اس کی قربانی کی۔

باب: قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے کی ممانعت۔

1258: ابو عبیدہ مولیٰ ابن ازہر سے روایت ہے کہ انہوں نے عید کی نماز سیدنا عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ کہتے ہیں کہ پھر میں نے علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نماز (عید) پڑھی، انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے تو (تین دن کے بعد) مت کھاؤ (بلکہ تین دن تک کھاؤ اور خیرات بھی کرو)۔

باب: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت (کھانے) کی اجازت اور ذخیرہ کرنے، سفر میں لے جانے اور صدقہ کرنے کے بیان میں۔

1259: عبد اللہ بن ابوبکر سیدنا عبد اللہ بن واقدؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے سچ کہا، میں نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے عہد میں دیہات کے چند لوگ عید الاضحیٰ میں شریک ہونے کو آئے (اور وہ محتاج لوگ تھے) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے موافق رکھ لو اور باقی خیرات کر دو (تا کہ یہ محتاج بھوکے نہ رہیں اور ان کو بھی کھانے کو گوشت ملے)۔ اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے تھے (ان کی کھالوں کی) اور ان میں چربی پگھلاتے تھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اب کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے (اور اس سے اگلا کہ قربانی کا کوئی جزو تین دن سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے)، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آگئے تھے اب کھاؤ اور رکھ چھوڑو اور صدقہ دو۔

باب: ”فرع“ اور ”عمیرہ“ کے بیان میں۔

1260: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نہ فرع جائز ہے اور نہ عمیرہ (جائز ہے)۔ ابن رافع نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ

کیا ہے کہ فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے جس کو شرک ذبح کیا کرتے تھے۔

باب: اس کے متعلق جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

1261: ابو الطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علیؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ کو چھپا کر کیا بتلاتے تھے؟ یہ سن کر سیدنا علیؑ غصہ ہوئے اور کہنے لگے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں بتلائی جو اور لوگوں سے چھپائی ہو مگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھ سے چار باتیں فرمائیں۔ وہ شخص بولا کہ اے امیر المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ سیدنا علیؑ نے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا:

- 1۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے باپ پر لعنت کرے۔ 2۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا اور کسی کے لئے ذبح کرے۔ 3۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو جگہ دے۔ 4۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو زمین کے نشان کو بدل دے۔

(پانی، شراب وغیرہ) پینے کے مسائل

باب: شراب کی حرمت۔

1262: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہر نشہ لانے والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر خمر (شراب) حرام ہے۔

1263: علی بن ابی طالبؓ کہتے ہیں کہ مجھے بدر کے دن مالِ غنیمت میں ایک اونٹنی ملی اور اسی دن ایک اونٹنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے خمس میں سے اور دی۔ پھر جب میں نے چاہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کروں جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی صاحبزادی تھیں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار سے وعدہ کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں مل کر اذخر لائیں اور سناروں کے ہاتھ بچیں اور اس سے میں اپنی شادی کا ولیمہ کروں۔ میں اپنی دونوں اونٹیوں کا سامان پالان، رکابیں اور رسیاں وغیرہ اکٹھا کر رہا تھا اور وہ دونوں اونٹیاں ایک انصاری کی کوٹھری کے بازو میں بیٹھی تھیں۔ جس وقت میں یہ سامان جو اکٹھا کر رہا تھا اکٹھا کر کے لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دونوں اونٹیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں، ان کی کوکھیں پھٹی ہوئی ہیں اور ان کے جگر نکال لئے گئے۔ مجھ سے یہ دیکھ کر نہ رہا گیا اور میری آنکھیں تھم نہ سکیں (یعنی میں رونے لگا یہ رونا دنیا کے طمع سے نہ تھا بلکہ سیدہ فاطمہ زہراء اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حق میں جو تقصیر ہوئی، اس خیال سے تھا) میں نے پوچھا کہ یہ کس نے کیا؟ لوگوں نے کہا کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اور وہ اس گھر میں انصاری کی ایک جماعت کے ساتھ ہیں جو شراب پی رہے ہیں، ان کے سامنے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ایک گانے والی نے گانا گایا تو گانے میں یہ کہا کہ اے حمزہ اٹھ ان موٹی اونٹیوں کو اسی وقت لے۔ حمزہؓ تلواریں لے کر اٹھے

اور ان کے کوہان کاٹ لئے اور کوئیں پھاڑ ڈالیں اور جگر (کلیجہ) نکال لیا۔ سیدنا علیؑ نے کہا کہ یہ سن کر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس گیا، وہاں زید بن حارثہ بیٹھے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے سے رنج و مصیبت کو پہچان لیا اور فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ کی قسم! آج کا سادن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہؓ نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کیا، ان کے کوہان کاٹ لئے، کوئیں پھاڑ ڈالیں اور وہ اس گھر میں چند شراہیوں کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی چادر منگوا کر اوڑھی اور پھر پیدل چلے، میں اور زید بن حارثہ دونوں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیچھے تھے، یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس دروازے پر آئے جہاں حمزہؓ تھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) وراںد رآنے کی اجازت مانگی۔ لوگوں نے اجازت دی۔ دیکھا تو وہ شراب پئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا حمزہؓ کو اس کام پر ملامت شروع کی اور سیدنا حمزہؓ کی آنکھیں (نشے کی وجہ سے) سرخ تھیں انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا، پھر آپؐ کے گھٹنوں کو دیکھا، پھر نگاہ بلند کی تو ناف کو دیکھا۔ پھر نگاہ بلند کی تو منہ کو دیکھا اور (نشے میں دھت ہونے کی وجہ سے) کہا کہ تم تو میرے باپ دادوں کے غلام ہو۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پہچانا کہ وہ نشہ میں مست ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اٹے پاؤں پھرے اور باہر نکلے۔ ہم بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ نکلے۔

باب: ہر نشہ دار چیز حرام ہے۔

1264: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حیشان سے آیا (اور حیشان یمن میں۔ ایک شہر کا نام ہے) اس نے یمن کی اس شراب کے بارے میں پوچھا جو اس

کے ملک میں پی جاتی تھی اور وہ مکئی سے بنائی جاتی تھی اور اس کو مزر کہتے تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس میں نشہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو نشہ پئے اس کو (آخرت میں) طینۃ النخال پلائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! طینۃ النخال کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ جہنمیوں کا پسینہ ہے یا جسم سے نکلنے والا خون اور پیپ۔

باب: جو شراب نشہ دار ہو وہ حرام ہے۔

1265: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے متع (ایک قسم کی) شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہر وہ شراب جس میں نشہ ہو، وہ حرام ہے۔

باب: جس نے دنیا میں شراب پی، وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا مگر یہ کہ توبہ کر لے۔

1266: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص دنیا میں شراب پئے، وہ آخرت میں نہ پئے گا مگر جب وہ توبہ کر لے۔
باب: شراب، کھجور اور انگور سے بھی بنتی ہے۔

1267: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ شراب ان دو درختوں سے ہوتی ہے، ایک کھجور اور دوسرے انگور کے درخت سے۔

باب: شراب گدر (کچی کھجور) اور خشک کھجور سے۔

1268: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو طلحہؓ، ابو جہانہؓ، معاذ بن جبلؓ اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص اندر آیا اور کہنے لگا: ایک نئی خبر ہے کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ پھر ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا اور وہ شراب گدر (یعنی وہ کچھ کھجور جس کا رنگ سرخ یا زرد ہو چکا ہو لیکن ابھی کھانے کے قابل نہ ہو) اور خشک کھجور کی تھی۔ قتادہ نے کہا کہ سیدنا انسؓ نے کہا کہ جب شراب حرام ہوئی تو اکثر شراب ان کی یہی تھی خلیط یعنی گدر اور خشک کھجور کو ملا کر (بنائی ہوئی)۔

باب: پانچ اشیاء کی شراب۔

1269: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر کہا کہ حمد و ثناء کے بعد! جان رکھو کہ جب شراب حرام ہوئی تھی تو پانچ چیزوں سے بنا کرتی تھی گندم، جو، کھجور، انگور اور شہد سے۔ اور شراب وہ ہے جو عقل میں فتور ڈالے (خواہ کسی چیز کی ہو۔ اس سے امام ابو حنیفہ کا قول رد ہو گیا کہ شراب انگور سے خاص ہے کیونکہ سیدنا عمرؓ نے منبر پر فرمایا اور تمام صحابہ نے قبول کیا کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اجماع ہو گیا)۔ اے لوگو! میری خواہش تھی کہ کاش رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم سے تین چیزوں کا (یعنی) دادے کے ترکہ کا، کلالہ کے ترکہ کا اور سود کے چند ابواب کا (منفصل) بیان فرماتے۔

باب: انگور اور کھجور کی نبید بنانے کی ممانعت۔

1270: سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کھجور اور انگور کو یا پکی اور پکی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

1271: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے جو شخص نبیذ (کھجور یا انگور کا شربت) پئے تو صرف انگور کا پئے یا صرف کھجور کا یا صرف گدھر کھجور کا (پئے)۔

باب: دباء اور مزفت (برتنوں) میں نبیذ بنانے کی ممانعت۔

1272: زاذان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمرؓ سے کہا کہ مجھے پینے کی چیزوں میں سے ان چیزوں کے متعلق بتائیے جن سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے منع فرمایا ہے۔ اپنی لغت میں بتا کر پھر اس کی ہماری لغت میں وضاحت کر دیجئے کیونکہ آپ کی زبان ہماری زبان سے ذرا ہٹ کر ہے، تو انہوں نے کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حنتم یعنی ٹھلیا سے، دباء (کدو کا برتن) مزفت یعنی روغنی برتن اور تھیر یعنی کھجور کی لکڑی کو کرید کر بنائے جانے والے برتنوں (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا ہے۔ اور اس بات کا حکم دیا کہ نبیذ مشکوں میں بنایا جائے۔

باب: پتھر کے گھڑے میں نبیذ بنانے کی اجازت۔

1273: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے نبیذ ایک مشک میں بنایا جاتا تھا اور جب مشک نہ ملتی تو پتھر کے گھڑے میں بناتے۔ بعض نے کہا کہ میں نے ابوالزبیر سے سنا وہ کہتے تھے کہ گھڑا برام یعنی پتھر کا تھا۔

باب: ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی رخصت اور ہر نشے والی چیز پینے کی ممانعت۔

1274: سیدنا بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں نے تمہیں برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن برتنوں سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی اور ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے۔

باب: (ہر قسم کے) میٹکے کو استعمال کرنے کی رخصت سوائے روغنی میٹکے کے۔

1275: سیدنا عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کچھ برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ تمام لوگوں کو وہ برتن میسر نہیں ہو سکتے جن میں نبیذ بنانے کی اجازت ہے، چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سوائے مزفت یعنی روغنی میٹکے کے باقی تمام برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دیدی۔

باب: نبیذ استعمال کرنے کی میعاد۔

1276: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے اول رات میں نبیذ بھگو دیتے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو صبح کو پیتے، پھر دوسری رات کو، پھر صبح کو، پھر تیسری رات کو، پھر صبح سے عصر تک۔ اس کے بعد جو بچتا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) خادم کو پلا دیتے یا حکم دیتے وہ بہا دیا جاتا۔

1277: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے ایک میٹک میں نبیذ بھگوتے اور گانٹھ لگا دیتے۔ اس میں سوراخ تھا۔ صبح کو ہم بھگوتے اور رات کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پیتے اور رات کو بھگوتے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) صبح کو پیتے۔

باب: شراب سے سرکہ بنانے کے متعلق۔

1278: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے شراب سے سرکہ بنانے کے متعلق پوچھا گیا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں۔

باب: شراب سے دوا کرنا۔

1279: وائل حضرمی سے روایت ہے کہ طارق بن سویدؓ نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کے بنانے سے منع کیا (یا ناپسند کیا)۔ وہ بولا کہ میں دوا کے لئے بناتا ہوں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں وہ وہ نہیں بلکہ بیماری ہے۔

باب: برتن کو ڈھانپنے کے متعلق۔

1280: سیدنا ابو حمید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک پیالہ دودھ کا (مقام) نقیع سے لایا، جو ڈھانپا ہوا نہ تھا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں؟ (اگر ڈھانپنے کو کچھ نہ تھا تو) ایک آڑی لکڑی ہی اس پر رکھ لیتا۔ ابو حمید (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ ہمیں رات کے وقت مشکیزوں کو باندھنے اور دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا۔

باب: برتن کو ڈھانپنا اور مشک کا منہ بند کرو۔

1281: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب رات ہو جائے یا فرمایا کہ تم شام کرو تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب کچھ رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے دو اور بند کرو کیونکہ شیطان بند دروازے نہیں

کھولتا۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا بندھن باندھ دو اور اپنے برتنوں کو
 ڈھانک لو اللہ کا نام لے کر۔ (اگر برتن ڈھانکنے کیلئے اور کچھ نہ ملے سوا اس کہ) ان
 برتنوں کے اوپر کوئی چیز چوڑائی میں رکھو (تو وہی رکھ دو) اور اپنے چراغوں کو بجھا دو۔
 1282: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے
 فرمایا: برتن ڈھانپ دو اور مشک بند کر دو، اس لئے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی
 ہے جس میں وبا اترتی ہے۔ پھر وہ وبا جو برتن کھلا پاتی ہے یا مشک کھلی پاتی ہے، اس
 میں اتر جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لیث (راوی) نے کہا کہ ہمارے
 ہاں عجم میں ”کانون اول“ (یعنی دسمبر) میں لوگ اس سے بچتے ہیں۔

باب: شہد، نبیذ، دودھ اور پانی پینے کے متعلق۔

1283: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالے سے رسول اللہ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) کو شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا ہے۔

1284: سیدنا براءؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مکہ سے
 مدینہ کو آئے تو سراقہ بن مالک نے (مشرکوں کی طرف سے) آپ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) کا پیچھا کیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کے لئے بددعا کی تو
 اس کا گھوڑا (زمین میں) ڈھنس گیا (یعنی زمین نے اس کو پکڑ لیا)۔ وہ بولا کہ آپ
 میرے لئے دعا کیجئے میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) نے اللہ سے دعا کی (تو اس کو نجات ملی) پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو
 پیاس لگی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بکریوں کے چراغے کے قریب سے
 گزرے۔ سیدنا ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے پیالہ لیا اور تھوڑا سا دودھ آپ (صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم) کے لئے دوھا اور لے کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا، آ
 پ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیا، یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔

1285: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جس رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دونوں کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ لے لیا۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت کی (یعنی اسلام کی اور استقامت کی)۔ اگر آپ شراب کو لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

باب: پیالے میں پینا۔

1286: سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے عرب کی ایک عورت کا ذکر ہوا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ابو اسید کو اسے پیغام دینے کا حکم دیا، انہوں نے پیغام دیا، وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعوں میں اتری، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نکلے اور اس کے پاس تشریف لے گئے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے ہوئے ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے بات کی تو وہ بولی کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیا (یعنی اب میں تجھ سے کچھ نہیں کہوں گا)۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو جانتی ہے کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نہیں جانتی۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو، وہ تجھ سے نکاح کی بات چیت کرنے کو تشریف لائے تھے۔ وہ بولی کہ میں بد قسمت تھی (جب تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پناہ مانگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منگنی کرنے والے کو عورت کی طرف دیکھنا درست ہے) سیدنا سہلؓ نے کہا کہ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس دن آ کر ستیفہ بنی ساعدہ میں اپنے ساتھیوں کے سمیت

تشریف فرما ہوئے پھر سہل سے کہا کہ ہمیں پلاؤ۔ سیدنا سہلؓ نے کہا کہ میں نے یہ پیالا نکالا اور سب کو پلایا۔ ابو حازم نے کہا کہ سیدنا سہلؓ نے وہ پیالا نکالا اور ہم نے بھی (برکت کیلئے) اس میں پیا پھر عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) وہ پیالہ سیدنا سہلؓ سے مانگا تو انہوں نے ہبہ کر دیا۔

باب: مشکوں کو اٹھانے کی ممانعت میں۔

1287: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مشکوں کو الٹ کر ان کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مشک کو الٹا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مشک کا منہ نیچے کر کے اس سے براہ راست پانی پیا جائے۔

باب: سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت۔

1288: سیدنا عبد اللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ ہم سیدنا حذیفہؓ کے ساتھ مدائن میں تھے کہ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک کسان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا تو سیدنا حذیفہؓ نے برتن پھینک دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں نے اس کو کہا تھا کہ مجھے چاندی کے برتن میں نہ پلانا، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور باریک ریشم نہ پہنو، کیونکہ یہ چیزیں (کفار) کے لئے دنیا میں اور ہم (مسلمانوں کے لئے) آخرت میں قیامت کے دن ہے۔ جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے تو وہ یقیناً اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔

1289: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی

آگ داخل کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے (وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے)

باب: جب پانی پی لے، تو دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے۔

1290: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارے گھر میں آئے اور پانی مانگا۔ ہم نے بکری کا دودھ دوہا، پھر اس میں اپنے اس کنوئیں سے پانی ملایا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیا اور سیدنا ابو بکرؓ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بائیں طرف بیٹھے تھے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورسیدنا عمرؓ سامنے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیر ہو کر پی لیا تو سیدنا عمرؓ نے (سیدنا ابو بکرؓ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ یہ ابو بکرؓ ہیں۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (باقی) اعرابی کو دیا اور سیدنا ابو بکرؓ اور عمرؓ کو نہیں دیا اور فرمایا کہ دائیں طرف والے مقدم ہیں دائیں طرف والے، پھر دائیں طرف والے۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ یہ تو سنت ہے، سنت ہے، سنت ہے۔

باب: بڑوں کو (پہلے) دینے کیلئے چھوٹوں سے اجازت لینے کے متعلق۔

1291: سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس پینے کی کوئی چیز آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے پیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑے لوگ تھے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے لڑکے سے فرمایا کہ تو مجھ کو بڑے لوگوں کو پہلے دینے کی اجازت دیتا ہے؟ وہ بولا کہ نہیں اللہ کی قسم میں اپنا حصہ کسی دوسرے کو نہیں دینا چاہتا۔ یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس لڑکے کے

ہاتھ میں دیدیا۔

باب: برتن میں سانس لینے کی ممانعت۔

1292: سیدنا البوقادہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے برتن کے اندر ہی سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔

باب: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پیتے وقت سانس لیتے تھے (ایک سانس میں نہیں پیتے تھے)۔

1293: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پینے میں تین بار سانس لیتے اور فرماتے تھے کہ ایسا کرنے سے خوب سیری ہوتی ہے اور پیاس خوب بجھتی ہے یا بیماری سے تندرستی ہوتی ہے اور پانی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ میں بھی پانی پینے میں تین بار سانس لیتا ہوں۔

باب: کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت۔

1294: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پئے اور جو بھولے سے پی لے تو قے کر ڈالے۔

باب: زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینے کی اجازت۔

1295: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو زمزم کا پانی پلایا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کھڑے ہو کر پیا اور کعبہ کے پاس پانی طلب فرمایا۔

کھانے کے مسائل

باب: کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان۔

1296: سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کھانا کھاتے تو اپنے ہاتھ نہ ڈالتے جب تک آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) شروع نہ کرتے اور ہاتھ نہ ڈالتے۔ ایک دفعہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ کھانے پر موجود تھے اور ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کو ہانک رہا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی دوڑتا ہوا آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر فرمایا کہ شیطان اس کھانے پر قدرت پالیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اور وہ ایک لڑکی کو اس کھانے پر قدرت حاصل کرنے کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اس دیہاتی کو اسی غرض سے لایا تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان کا ہاتھ اس لڑکی کا ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا۔

1297: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جب آدمی اپنے گھر میں جاتا ہے، اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ جل جلالہ کا نام لیتا ہے، تو شیطان (اپنے رفیقوں اور تابعداروں سے) کہتا ہے کہ نہ تمہارے یہاں رہنے کا ٹھکانہ ہے، نہ کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رہنے کا ٹھکانہ تو مل گیا اور جب کھاتے وقت

بھی اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہارے رہنے کا ٹھکانہ بھی ہوا اور کھانا بھی ملا۔

باب: دائیں ہاتھ سے کھانا۔

1298: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو دائیں ہاتھ سے پئے، اسلئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے

1299: سیدنا ایاس بن سلمہ بن اکوعؓ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھا۔ وہ بولا کہ میرے سے نہیں ہو سکتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ کرے تجھ سے نہ ہو سکے۔ اس نے ایسا غرور کی راہ سے کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ساری زندگی اس ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا۔

باب: جو کھانے والے کے سامنے ہو اس سے کھانا چاہئے۔

1300: سیدنا عمر بن ابی سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گود میں تھا (کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عمر کی والدہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا) اور میرا ہاتھ پیالے میں سب طرف گھوم رہا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے لڑکے: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داہنے ہاتھ سے کھا اور چو پاس ہو ادھر سے کھا۔

باب: تین انگلیوں سے کھانا چاہئے۔

1301: سیدنا کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ہاتھ پونچھنے سے پہلے ان کو چاٹ لیتے تھے۔

باب: جب کھانا کھالے، تو اپنا ہاتھ خود چاٹے یا دوسرے کو چٹائے۔

1302: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک اس کو خود نہ چاٹ لے یا کسی کو چٹانہ دے۔

باب: انگلیوں اور برتن کو چاٹنے کا بیان۔

1303: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انگلیوں اور برتن کو چاٹنے (صاف کرنے) کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ برکت (کھانے کے کس لقمہ یا جزو میں) کس میں ہے۔

باب: جب لقمہ گرجائے تو اسے صاف کر کے کھانے کا بیان۔

1304: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اسکے ہر کام کے وقت موجود رہتا ہے، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی حاضر رہتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کا نوالہ گر پڑے تو اس کو (لگنے والے) پکھرے وغیرہ سے صاف کر کے جو کھالے اور شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ جب کھانے سے فارغ ہو تو انگلیاں چاٹے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ برکت کون سے کھانے میں ہے۔

باب: کھانے اور پینے پر الحمد للہ کہنے کے بارے میں۔

1305: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ کھا کر الحمد للہ پڑھے یا پی کر الحمد للہ پڑھے (یعنی صبح یا شام یا کسی اور وقت کے کھانے کے بعد)۔

باب: کھانے اور پینے کی نعمتوں کے بارے میں سوال کا بیان۔

1306: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک دفعہ رات یا دن کو باہر نکلے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں اس وقت کوئی چیز گھر سے نکال لائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بھوک کے مارے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں، چلو۔ پھر وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ چلے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک انصاری کے دروازے پر آئے، وہ اپنے گھر میں نہیں تھا۔ اس کی عورت نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا تو اس نے خوش آمدید کہا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ فلاں شخص (اس کے خاوند کے متعلق فرمایا) کہاں گیا ہے؟ وہ بولی کہ ہمارے لئے بیٹھا پانی لینے گیا ہے (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر سے اجنبی عورت سے بات کرنا اور اس کو جواب دینا درست ہے، اسی طرح عورت اس مرد کو گھر بلا سکتی ہے جس کے آنے سے خاوند راضی ہو) اتنے میں وہ انصاری مرد آ گیا تو اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج کے دن کسی کے پاس ایسے مہمان نہیں ہیں جیسے میرے پاس ہیں۔ پھر گیا اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آیا جس میں گدر، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں اور کہنے لگا کہ اس میں سے کھائیے پھر اس نے چھری لی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دودھ والی بکری مت کاٹنا۔ اس نے ایک بکری کاٹی اور سب نے

اس کا گوشت کھایا اور کھجور بھی کھائی اور پانی پیا۔ جب کھانے پینے سے سیر ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم اپنے گھروں سے بھوک کے مارے نکلے اور نہیں لوٹے یہاں تک کہ تمہیں یہ نعمت ملی۔

باب: ہمسائے کی دعوتِ (طعام) قبول کرنے کا بیان۔

1307: سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ایک ہمسایہ عمدہ شور بابتاتا تھا، وہ ایرانی تھا۔ اس نے ایک دفعہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے شور بابتایا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بلانے کے لئے آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر وہ دوبارہ بلانے کو آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تو میں بھی نہیں آتا۔ پھر سہ بارہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بلانے کے لئے آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عائشہ کی بھی دعوت ہے؟ وہ بولا ہاں۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلے (یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) یہاں تک کہ اس کے مکان پر پہنچے۔

باب: جو آدمی کھانے کے لئے بلایا جائے اور اس کے پیچھے دوسرا آدمی بھی چلا جائے (تو.....)۔

1308: سیدنا ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ انصار میں ایک آدمی جس کا نام

ابو شعیب تھا، جس کا ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ اس انصاری نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے پر بھوک معلوم ہوئی تو اپنے غلام سے کہا کہ ہم پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کر کیونکہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پانچ آدمیوں میں پانچویں ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے کھانا تیار کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آ کر دعوت دی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پانچ میں پانچویں تھے۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہو گیا تو جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دروازے پر پہنچے تو (صاحب خانہ سے) فرمایا کہ یہ شخص ہمارے ساتھ چلا آیا ہے، اگر تو چاہے تو اس کو اجازت دے، ورنہ یہ لوٹ جائے گا۔ اس نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

باب: مہمان کے معاملہ میں ایثار۔

1309: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے (کھانے پینے کی) بڑی تکلیف ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس کہلا بھیجا، وہ بولیں کہ قسم اس کی جس نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سچائی کیساتھ بھیجا ہے کہ میرے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دوسری زوجہ کے پاس بھیجا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا، یہاں تک کہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہی جواب آیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آج کی رات کون اس کی مہمانی کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، تب ایک انصاری اٹھا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم!

میں کرتا ہوں۔ پھر وہ اس کو اپنے ٹھکانے پر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ وہ بولی کہ کچھ نہیں البتہ میرے بچوں کا کھانا ہے۔ انصاری نے کہا کہ بچوں سے کچھ بہانہ کر دے اور جب ہمارا مہمان اندر آئے اور دیکھنا جب ہم کھانے لگیں تو چراغ بجھا دینا۔ پس جب وہ کھانے لگا تو وہ اٹھی اور چراغ بجھا دیا (راوی) کہتا ہے وہ بیٹھے اور مہمان کھاتا رہا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور میاں بیوی بھوکے بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھایا۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تعجب کیا جو تم نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ کیا (یعنی خوش ہوا)۔

باب: دو (آدمیوں) کا کھانا تین کو کافی ہے۔

1310: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہو جاتا ہے اور تین کا چار کو، کافی ہے۔

1311: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہے، دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ کو کافی ہے۔

باب: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

1312: سیدنا جابر اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

1313: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک مہمان آیا اور وہ کافر تھا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کی ضیافت

(مہمانی) کی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حکم دیا تو ایک بکری کا دودھ دوہا گیا، وہ پی گیا۔ پھر دوسری بکری کا (دوہا تو) وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری کا (دوہا تو) وہ بھی پی گیا، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری صبح کو وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حکم دیا تو ایک بکری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے اس کا دودھ پیا پھر دوسری کا (دوہا تو) وہ پورا بھی نہ پی سکا۔ تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

باب: ”کدو“ کھانے کے بیان میں۔

1314: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ایک شخص نے دعوت کی تو میں بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ گیا، شوربا آیا جس میں کدو تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بڑے مزے سے کدو کھانا شروع کیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کدو کے ٹکڑے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی طرف ڈالتا تھا اور خود نہیں کھاتا تھا۔ سیدنا انسؓ نے کہا کہ اس روز سے مجھے کدو پسند آ گیا۔

باب: سرکہ اچھا سالن ہے۔

1315: طلحہ بن نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر روٹی کے چند ٹکڑے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لائے گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سالن نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں مگر تھوڑا سا سرکہ ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ سرکہ

اچھا سالن ہے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ اس روز سے مجھے سرکہ سے محبت ہو گئی، جب سے میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے یہ سنا اور طلحہ نے کہا (جو اس حدیث کو سیدنا جابرؓ سے روایت کرتے ہیں) جب سے میں نے یہ حدیث سیدنا جابرؓ سے سنی، مجھے بھی سرکہ پسند ہے۔

باب: کھجور کھانے اور گٹھلیوں کو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکنے کے متعلق

1316: سیدنا عبداللہ بن بسرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے باپ کے پاس اترے اور ہم نے کھانا اور وطبہ پیش کیا۔ (وطبہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور پیئر اور گھی کو ملا کر بنتا ہے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کھایا۔ پھر سوکھی کھجوریں لائی گئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کو کھاتے اور گٹھلیاں اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے درمیان میں رکھ کر پھینکتے جاتے تھے۔ شعبہ نے کہا کہ مجھے یہی خیال ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث میں یہی ہے، گٹھلیاں دونوں انگلیوں میں رکھ کر ڈالنا (غرض یہ ہے کہ گٹھلیاں کھجور میں نہیں ملاتے تھے بلکہ جدا رکھتے تھے) پھر پینے کے لئے کچھ آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پیا اور بعد میں اپنے دائیں طرف جو بیٹھا تھا، اس کو دیا۔ پھر میرے والد نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے جانور کی باگ تھامی اور عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے اللہ! ان کی روزی میں برکت دے، ان کو بخش دے اور ان پر رحم کر۔

باب: اقعاء کی حالت میں بیٹھ کر کھجور کھانا۔

1317: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس کھجوریں آئیں، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کو بانٹنے لگے اور اسی طرح

بیٹھے تھے جیسے کوئی جلدی میں بیٹھتا ہے (یعنی اکڑوں) اور اس میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے (شاید آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کوئی دوسرا کام درپیش ہوگا)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اقواء کے طور پر بیٹھے کھجور کھا رہے تھے۔

باب: جس گھر میں کھجور نہیں، اس گھر والے بھوکے ہیں۔

1318: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہیں ہے وہ گھر والے بھوکے ہیں۔ دو بار یا تین بار یہی فرمایا۔

باب: اکٹھی دو دو کھجوریں کھانے کی ممانعت۔

1319: جبہ بن خیم کہتے ہیں کہ سیدنا ابن زبیر صہمیں کھجوریں کھلاتے اور ان دنوں لوگوں پر (کھانے کی) تکلیف تھی۔ ہم کھا رہے تھے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سامنے سے نکلے اور کہنے لگے کہ دو دو کھجوریں (ملا کر) مت کھاؤ، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے منع کیا ہے مگر (اس وقت کھاؤ) جب اپنے بھائی سے اجازت لے لو۔ شعبہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں اجازت لینے کا قول سیدنا ابن عمرؓ کا ہے۔

باب: کلڑی، کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا۔

1320: سیدنا عبد اللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کھجور کے ساتھ کلڑی کھاتے ہوئے دیکھا۔

باب: سیاہ پیلو کے متعلق۔

1321: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے

ساتھ (مقام) مرّ الظہر ان میں تھے اور کباث (جنگلی درخت کا پھل) چن رہے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سیاہ دیکھ کر چنو۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بکریاں چرائی ہیں (تب تو جنگل کا حال معلوم ہے)؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہاں! اور کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، یا ایسا ہی کچھ فرمایا۔

باب: خرگوش کا گوشت کھانا۔

1322: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم جارہے تھے کہ (مقام) مرّ الظہر ان میں ایک خرگوش دیکھا تو اس کا پیچھا کیا۔ پہلے لوگ اس پر دوڑے لیکن تھک گئے پھر میں دوڑا تو میں نے پکڑ لیا اور سیدنا ابو طلحہؓ کے پاس لایا۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا پٹھ اور دونوں رانیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بھیجیں۔ میں لے کر آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو لے لیا۔

باب: گوہ (سوسار) کھانے کے متعلق۔

1323: سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سیدنا خالد بن ولیدؓ جن کو سیف اللہ کہتے تھے، نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زوجہ مطہرہ تھیں اور سیدنا خالد اور ابن عباسؓ صکی خالہ تھیں۔ ان کے پاس گوہ (سوسار) کا بھنا ہوا گوشت پایا، جو اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن حنفیہ بنت حارث نجد سے لائیں تھیں۔ پھر انہوں نے (سیدہ میمونہ نے) وہ صب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے رکھی اور ایسا کم ہوتا تھا کہ آپ (صلی اللہ

علیہ والہ وسلم) کے سامنے کوئی کھانا رکھا جائے اور بیان نہ کیا جائے اور نام نہ لیا جائے (کہ وہ کھانا کیا ہے؟)۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے گوہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس وقت موجود عورتوں میں سے ایک عورت بول اٹھی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بتاؤ تو سہی جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے رکھا ہے وہ کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! یہ گوہ ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ واپس لے لیا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں حرام نہیں ہے لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے مجھے کراہت ہوتی ہے۔ سیدنا خالدؓ نے کہا کہ پھر میں نے اس کو کھینچ کر کھالیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے کھاتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے منع نہیں کیا۔

1324: سیدنا ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور بولا کہ ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں گوہ بہت ہیں اور میرے گھر والوں کا اکثر کھانا وہی ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسکو جواب نہ دیا۔ ہم نے کہا کہ پھر پوچھ، اس نے پھر پوچھا، لیکن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تین بار جواب نہ دیا۔ پھر تیسری دفعہ (یا تیسری دفعہ کے بعد) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دیہاتی! اللہ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر لعنت کی یا غصہ کیا تو ان کو جانور بنا دیا، وہ زمین پر چلتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ گوہ انہی جانوروں میں سے ہے یا کیا ہے؟ اس لئے میں اس کو نہیں کھاتا اور نہ ہی حرام کہتا ہوں۔

باب: مکڑی (مکڑی) کے کھانے کا بیان۔

1325: سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ سات لڑائیاں لڑیں اور ٹڈیاں (مکڑیاں) کھاتے رہے۔

باب: سمندری جانور اور ان جانوروں کو کھانا جن کو سمندر پھینک دے۔

1326: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی امارت میں قریش کے ایک قافلے کو ملنے (یعنی ان کے پیچھے) اور ہمارے سفر خرچ کیلئے کھجور کا ایک تھیلہ دیا اور کچھ آپ کو نہ ملا کہ ہمیں دیتے۔ سیدنا ابو عبیدہؓ ہمیں ایک ایک کھجور (ہر روز) دیا کرتے تھے۔ ابو الزبیر نے کہا کہ میں نے سیدنا جابرؓ سے پوچھا کہ تم ایک کھجور میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو بچے کی طرح چوس لیا کرتے تھے، پھر اس پر تھوڑا پانی پی لیتے تھے، وہ ہمیں سارا دن اور رات کو کافی ہو جاتا اور ہم اپنی لکڑیوں سے پتے جھاڑتے، پھر ان کو پانی میں تر کرتے اور کھاتے تھے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا ہم سمندر کے کنارے پہنچتے تو وہاں ایک لمبی اور موٹی سی چیز نمودار ہوتی۔ ہم اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک جانور ہے جس کو عنبر کہتے ہیں۔ سیدنا ابو عبیدہؓ نے کہا کہ یہ مردار ہے (یعنی حرام ہے)۔ پھر کہنے لگے کہ نہیں ہم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور تم (بھوک کی وجہ سے) مجبور ہو چکے ہو تو اس کو کھاؤ۔ سیدنا جابرؓ نے کہا ہم وہاں ایک مہینہ رہے اور ہم تین سو آدمی تھے۔ اس کا گوشت کھاتے رہے، یہاں تک کہ ہم موٹے ہو گئے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم اس کی آنکھ کے حلقہ میں سے چربی کے گھڑے کے گھڑے بھرتے تھے اور اس میں سے بیل کے برابر گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ آخر سیدنا ابو عبیدہؓ نے

ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو لیا، وہ سب اس کی آنکھ کے حلقے کے اندر بیٹھ گئے۔ اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اٹھا کر کھڑی کی، پھر جو اونٹ ہمارے ساتھ تھے، ان میں سے سب سے بڑے اونٹ پر پالان باندھی تو وہ اس کے نیچے سے نکل گیا اور ہم نے اسکے گوشت میں سے زاوِ راہ کے لئے وشائق بنائے (وشائق اُبال کر خشک کئے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں، جو سفر کے لئے رکھتے ہیں)۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور یہ قصہ بیان کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے نکالا تھا۔ اب تمہارے پاس اس گوشت کا کچھ حصہ ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ ہم نے اس کا گوشت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس بھیجا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو کھایا۔

باب: گھوڑوں کا گوشت کھانے کے متعلق۔

1327: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خیبر کے دن کھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

1328: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے عہد میں ایک گھوڑا کاٹا، پھر اس کا گوشت کھایا۔

باب: گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1329: سیدنا ابو ثعلبہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان گدھوں کے گوشت سے منع کیا جو آبادی میں رہتے ہیں (اور جنگل کا گدھا یعنی زبیرا بالاتفاق حلال ہے)۔

1330: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے خیر فتح کیا تو گاؤں سے جو گدھے نکل رہے تھے، ہم نے ان کو پکڑا، پھر ان کا گوشت پکایا۔ اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منادی نے آواز دی کہ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دونوں تم کو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ناپاک ہے اور اس کا کھانا شیطان کا کام ہے۔ پھر سب ہانڈیاں الٹ دی گئیں اور ان میں گوشت ابل رہا تھا۔

باب: ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1331: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہر کچلی والے درندے کا (گوشت) کھانا حرام ہے۔

باب: ہر پنچے والے (پنچے سے کھانے والے) پرندے کا گوشت کھانے کی ممانعت۔

1332: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنچے والے (پنچے سے کھانے والے) پرندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

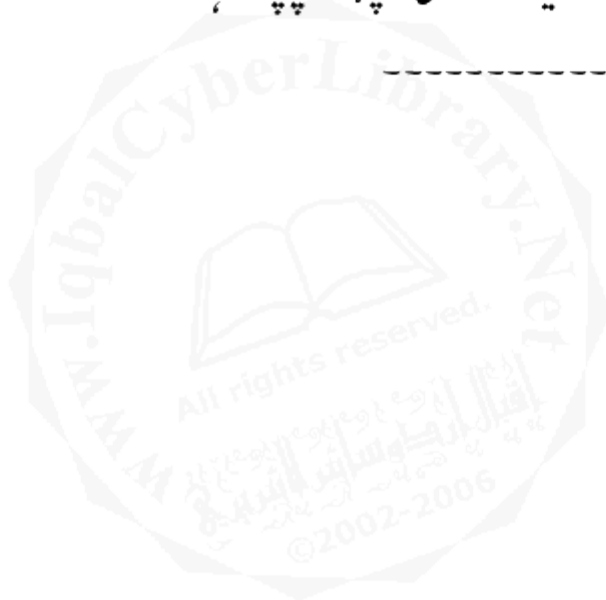
باب: لہسن کھانے کی کراہت۔

1333: سیدنا ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کے پاس (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ترے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نیچے کے مکان میں رہے اور سیدنا ابو ایوبؓ اوپر کے درجہ میں تھے۔ ایک دفعہ سیدنا ابو ایوبؓ رات کو جاگے اور کہا کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سر کے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

وسلم) وپر چلا کرتے ہیں، پھر ہٹ کر رات کو ایک کونے میں ہو گئے۔ پھر اس کے بعد
 سیدنا ابویوبؓ نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اوپر جانے کے لئے کہا تو
 آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نیچے کا مکان آرام کا ہے (رہنے والوں
 کے لئے اور آنے والوں کے لئے اور اسی لئے رسول اللہ نیچے کے مکان میں رہتے
 تھے)۔ سیدنا ابویوبؓ نے کہا میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) ہوں۔ یہ سن کر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اوپر کے درجہ میں
 تشریف لے گئے اور ابویوبؓ نیچے کے درجے میں آ گئے۔ سیدنا ابویوبؓ رسول اللہ
 (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے کھانا تیار کرتے تھے، پھر جب آپ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) کے پاس کھانا آتا (اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس میں سے
 کھاتے اور اس کے بعد بچا ہوا کھانا واپس جاتا) تو سیدنا ابویوبؓ (آدمی سے)
 پوچھتے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیاں کھانے کی کس جگہ پر لگی ہیں اور
 وہ وہیں سے (برکت کے لئے) کھاتے۔ ایک دن سیدنا ابویوبؓ نے کھانا پکایا،
 جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس گیا تو سیدنا ابویوبؓ نے پوچھا کہ آپ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگلیاں کہاں لگی تھیں؟ انہیں بتایا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم) نے کھانا نہیں کھایا۔ یہ سن کر سیدنا ابویوبؓ گھبرا گئے اور اوپر گئے اور
 پوچھا کہ کیا لہسن حرام ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں، لیکن
 میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سیدنا ابویوبؓ نے کہا جو چیز آپ (صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم) کو ناپسند ہے، مجھے بھی ناپسند ہے۔ سیدنا ابویوبؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس (فرشتے) آتے تھے (اور فرشتوں کو لہسن کی بو سے
 تکلیف ہوتی اس لئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نہ کھاتے)۔

باب: کھانے پر اعتراض نہ کرنے کے متعلق۔

1334: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کسی کھانے میں عیب نکالتے ہوئے نہیں دیکھا اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا جی چاہتا تو کھا لیتے اور اگر جی نہ چاہتا تو چپ رہتے۔



لباس اور زیب و زینت کے بیان میں

باب: دنیا میں ریشمی لباس وہ (مرد) پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اس (ریشمی لباس) سے نفع حاصل کرنے اور اس کی قیمت کے مباح ہونے کے بیان میں۔

1335: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے عطار دہلی کو بازار میں ایک ریشمی جوڑا (بیچنے کے لئے) رکھا ہوا دیکھا اور وہ ایک ایسا شخص تھا جو بادشاہوں کے پاس جایا کرتا اور ان سے روپیہ حاصل کیا کرتا تھا۔ سیدنا عمرؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! میں نے عطار کو دیکھا کہ اس نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا رکھا ہے، اگر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو خرید لیں اور جب عرب کے وفد آتے ہیں اس وقت پہنا کریں تو مناسب ہے۔ راوی نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جمعہ کو بھی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پہنا کریں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا دنیا میں وہ پہنے گا جس کا آخرت میں حصہ نہیں۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس چند ریشمی جوڑے آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا عمر، اسامہ بن زید اور علیؓ کو ایک ایک جوڑا دیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ کر اپنی اپنی عورتوں کے دوپٹے بنادے۔ سیدنا عمرؓ اپنا جوڑا لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ نے یہ جوڑا مجھے بھیجا ہے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ورکل ہی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے عطار کے جوڑے کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے یہ جوڑا تمہارے پاس (تمہارے اپنے) پہننے کے لئے نہیں بلکہ اس

لئے بھیجا تھا کہ اس (کو بیچ کر اس) سے فائدہ حاصل کرو (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور سیدنا اسامہؓ اپنا جوڑا پہن کر چلے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو ایسی نگاہ سے دیکھا کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ناراض ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ مجھے کیا دیکھتے ہیں، آپ ہی نے تو یہ جوڑا مجھے بھیجا ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ تم خود پہنو بلکہ اس لئے بھیجا کہ پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنالو۔

باب: جس (آدمی) نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

1336: خلیفہ بن کعب ابو ذبیان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ سے سنا، وہ خطبہ پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے لوگو، خبردار رہو! اپنی عورتوں کو ریشمی کپڑے مت پہناؤ، کیونکہ میں نے سیدنا عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ حریر (ریشمی کپڑا) مت پہنو کیونکہ جو کوئی دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔

باب: اللہ سے ڈرنے والے کیلئے ریشمی قبا لائق نہیں۔

1337: سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک ریشمی قبا تھنے میں آئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو پہنا اور نماز پڑھی، پھر نماز سے فارغ ہو کر اس کو زور سے اتارا جیسے اس کو بُرا جانتے ہیں پھر فرمایا کہ یہ پرہیز گاروں کے لائق نہیں ہے۔

باب: ریشمی لباس پہننا منع ہے لیکن دو انگلیوں کے برابر ریشم جائز ہے۔

1338: ابو عثمان کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے ہمیں لکھا اور ہم (ایران کے ایک ملک) آذربائیجان میں تھے کہ اے عتبہ بن فرقہ یہ جو مال جو تیرے پاس ہے نہ تیرا کمایا ہوا ہے نہ تیرے باپ کا، نہ تیری ماں کا، پس تو مسلمانوں کو ان کے ٹھکانوں میں سیر کر جس طرح تو اپنے ٹھکانے میں سیر ہوتا ہے (یعنی بغیر طلب کے ان کو پہنچا دے)۔ اور تم عیش کرنے سے بچو اور مشرکوں کی وضع سے اور ریشمی کپڑا پہننے سے (بھی بچو) مگر اتنا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو اٹھایا اور ان کو ملالیا (یعنی دو انگلی چوڑا حاشیہ اگر کہیں لگا ہو تو جائز ہے)۔ زہیر نے عاصم سے کہا کہ یہی کتاب میں ہے اور زہیر نے اپنی دونوں انگلیاں بلند کیں۔

1339: سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے (مقام) جابیہ میں خطبہ پڑھا تو کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حریر (ریشمی کپڑا) پہننے سے منع فرمایا مگر (یہ کہ) دو انگلی یا تین یا چار انگلی کے برابر (ہو)۔

باب: ریشم کی قبا پہننے کی ممانعت۔

1340: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک روز ریشم کی قبا پہنی جو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس تحفہ میں آئی تھی، پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسی وقت اتار ڈالی اور سیدنا عمرؓ کو بھیج دی۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ نے تو یہ اتار ڈالی؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے منع کر دیا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمرؓ روتے ہوئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہنے لگے

کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جس چیز کو آپ نے ناپسند کیا وہ مجھ کو دی، میرا کیا حال ہوگا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کو نہیں دی بلکہ اس لئے دی کہ تم اس کو بیچ ڈالو۔ پھر سیدنا عمرؓ نے دو ہزار درہم میں بیچ ڈالی۔

باب: کسی تکلیف (پیماری) کی وجہ سے ریشمی لباس پہننے کی اجازت۔

1341: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو سفر میں ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی، اس وجہ سے کہ ان کو خارش ہو گئی تھی یا کچھ اور مرض تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت کی تھی۔

باب: کپڑے کے کنارے ریشم سے بنانے کی اجازت۔

1342: عبداللہ سے روایت ہے جو کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا مولیٰ اور عطاء کے لڑکے کا ماموں تھانے کہا کہ مجھے اسماء رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم تین چیزوں کو حرام کہتے ہو، ایک تو کپڑے کو جس میں ریشمی نقش ہوں، دوسرے ار جوان (یعنی سرخ ڈھڈھاتا) زین پوش کو اور تیسرے تمام رجب کے مہینے میں روزے رکھنے کو، تو سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رجب کے مہینے کے روزوں کو کون حرام کہے گا؟ جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے گا (سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ہمیشہ روزہ علاوہ عیدین اور ایام تشریق کے رکھتے تھے اور ان کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر مکروہ نہیں ہے)۔ اور کپڑے کے ریشمی نقوش کا تو نے ذکر کیا ہے تو میں نے سیدنا عمرؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ حریر (ریشم) وہ پہننے

گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں نقشی کپڑا بھی حریر (ریشم) نہ ہو اور ار جوانی زین پوش، تو خود عبداللہ کا زین پوش ار جوانی ہے۔ یہ سب میں نے جا کر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا یہ جبہ موجود ہے، پھر انہوں نے طیلسی کسروانی جبہ (جو ایران کے بادشاہ کسریٰ کی طرف منسوب تھا) نکالا جس کے گریبان پر ریشم لگا ہوا تھا اور دامن بھی ریشمی تھے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ جبہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک ان کے پاس تھا۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو یہ جبہ میں نے لے لیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو پہنا کرتے تھے اب ہم اس کو دھو کر اس کا پانی بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے ہیں (سنجاف حریر یعنی دامن پر ریشم کی پٹی چار انگلی تک درست ہے، اس سے زیادہ حرام ہے)۔

باب: ریشمی کپڑا پھاڑ کر عورتوں کیلئے دوپٹے بنانا۔

1343: امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ کے بادشاہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ایک ریشمی کپڑے کا تحفہ بھیجا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ مجھے دیدیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ کر تینوں فاطمہ کے دوپٹے (ایک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اور دوسری سیدنا علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا اور تیسری فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کا) بنالو۔

باب: ”نقسی“ اور ”معصفر“ (کپڑے) اور سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت۔

1344: امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نقسی (ایک قسم کا ریشمی کپڑا ہے) اور کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہننے

سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

1345: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے کسم کے رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کافروں کے کپڑے ہیں ان کو مت پہن۔

باب: (مردوں کیلئے) زعفران لگانے کی ممانعت۔

1346: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مرد کو زعفران لگانے سے اور (زعفران کے رنگ سے) منع فرمایا ہے۔

باب: بالوں کے رنگنے اور (بڑھاپے میں) بالوں کی سفیدی کے رنگ کو تبدیل کرنے کے متعلق۔

1347: سیدنا جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ابو قحافہؓ جس سال مکہ فتح ہوا آئے اور ان کا سر اور ان کی داڑھی شگامہ کی طرح سفید تھی (شگامہ ایک سفید گھاس کا نام ہے)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس سفیدی کو کسی چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔

باب: خضاب (لگانے) میں یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے متعلق۔

1348: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم ان کا خلاف کرو (یعنی خضاب کیا کرو لیکن جیسے پہلی حدیث میں گزرا، سیاہ خضاب نہیں)۔

باب: دھاری دار یمن کی چادر کے لباس کے متعلق۔

1349: قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے سیدنا انسؓ سے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو کونسا کپڑا پسند تھا؟ انہوں نے کہا کہ یمن کی چادر (جو دھاری دار ہوتی ہے،

یہ کپڑا نہایت مضبوط اور عمدہ ہوتا ہے۔)

باب: کالے رنگ کا کمبل پہننا، جس پر پالان کی تصویریں ہوں۔

1350: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک صبح کونکے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کالے بالوں کا ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر پالان کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

باب: موٹے کپڑے کا تہبند اور ملبہ کپڑے پہننے کے متعلق۔

1351: سیدنا ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے ایک موٹا تہبند نکالا جو یمن میں بنتا ہے اور ایک کمبل جس کو ملبہ کہتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ان دونوں کپڑوں میں ہوئی۔

باب: ”انماط“ (یعنی) قالین وغیرہ کے متعلق۔

1352: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے نکاح کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس قالین وغیرہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس قالین کہاں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس ہوں گے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ میری بیوی کے پاس ایک قالین ہے، میں اس کو کہتا ہوں کہ اس کو دور کر تو وہ کہتی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا تھا کہ عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے (تو سیدنا جابرؓ ان کو مکروہ جان کر دور کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ دنیا کی زینت ہے)۔ ”انماط“ قالینوں اور اسی قسم کے بہترین کپڑوں کو بھی کہا جاتا ہے جو نیچے بچھائے جائیں۔

باب: ضروری بستر بنا کر رکھنے کے متعلق۔

1353: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان سے فرمایا: ایک بستر آدمی کے لئے چاہیے اور ایک اس کی بیوی کے لئے، ایک بستر مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کا ہوگا۔ (یعنی جو لوگوں کو دکھانے اور اپنی برتری ظاہر کرنے کیلئے بنایا جائے)۔

باب: چمڑے کا بچھونا جس میں چھال بھری ہو۔

1354: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا (بستر) بچھونا جس پر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سوتے تھے، وہ چمڑے کا تھا اور اس کے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔
باب: ”اشتمال السماء“ (یعنی ایک ہی کپڑا سارے جسم پر لپیٹنے) اور ”احتباء“ ایک کپڑے سے کرنے کے متعلق۔

1355: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے بائیں ہاتھ سے کھانے، ایک جوتا پہن کر چلنے، ایک ہی کپڑا سارے بدن پر لپیٹنے سے یا گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک کپڑے میں اپنی شرمگاہ کھولے ہوئے (جس کو احتباء کہتے ہیں، یہ ایک کپڑے میں ستر کے کھلنے کی صورت میں منع ہے اور کئی کپڑے ہوں یا ستر کھلنے کا ڈرنہ ہو تو مکروہ ہے)۔

باب: چت لیٹنے اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی ممانعت۔

1356: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی تم میں سے چت نہ لیٹے کہ پھر ایک پاؤں دوسرے پر رکھ لے۔

باب: چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے کی اجازت۔

1357: عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

باب: آدمی پنڈلی تک چادر اوپر اٹھا کر رکھنے کے متعلق۔

1358: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے سے گزرا اور میری چادر لٹک رہی تھی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عبداللہ! اپنی چادر اونچی کر۔ میں نے اٹھالی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اور اونچی کر۔ میں نے اور اونچی کی۔ پھر میں (اپنی تہبند کو) اٹھا کر ہی رکھتا ہوں۔ تھا یہاں تک کہ لوگوں نے پوچھا کہ کہاں تک اٹھانی چاہیے؟ سیدنا ابن عمرؓ نے کہا کہ نصف پنڈلی تک۔

باب: تکبر کی بنا پر جو اپنی چادر لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو (قیامت کے دن رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔

1359: محمد بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہؓ سے سنا، انہوں نے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک شخص کو اپنا تہبند لٹکائے ہوئے دیکھا اور وہ اپنے پاؤں سے زمین پر مارنے لگا اور وہ بحرین پر امیر تھا اور کہتا تھا کہ امیر آیا امیر آیا (یہ دیکھ کر سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار غرور سے لٹکائے گا۔

باب: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا۔

1360: سیدنا ابو ذرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف (رحمت کی نگاہ سے) دیکھے گا، نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تین بار یہی فرمایا تو سیدنا ابو ذرؓ نے کہا کہ برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک تو اپنی ازار (تہبند، پاجامہ، پتلون، شلوار وغیرہ) کو (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا، دوسرا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حسان کر کے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) حسان کو جتلانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کو بیچنے والا۔

باب: جس نے اپنا کپڑا تکبر و غرور سے (زمین تک) لٹکایا۔

1361: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنا کپڑا غرور سے زمین پر کھینچے (گھسیٹے)۔

باب: ایک آدمی اکڑ کر چلنے میں اپنے آپ پر اترا رہا تھا (تو وہ زمین میں)، دھنسا دیا گیا۔

1362: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک شخص اپنے بالوں اور چادر (تہبند) پر اترا تے ہوئے جا رہا تھا، آخر کار وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ پھر وہ قیامت تک اسی

میں اترتا رہے گا (شاید وہ شخص اسی امت میں ہو اور صحیح یہ ہے کہ اگلی امت میں تھا)۔

باب: جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

1263: اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ایک دن صبح کو چپ چاپ اٹھے (جیسے کوئی رنجیدہ ہوتا ہے)۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آج میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ مبارک ایسا دیکھا کہ آج تک ویسا نہیں دیکھا تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس رات ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر نہیں ملے اور اللہ کی قسم انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دل میں اس کتے کے بچے کا خیال آیا جو ہمارے ڈیرے میں تھا، تو اسے نکالنے کا حکم دیا پس وہ نکال دیا گیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پانی لیا اور جہاں وہ کتا بیٹھا تھا، وہاں وہ پانی چھڑک دیا۔ جب شام ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، لیکن ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ پھر اس کی صبح کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کتوں کے قتل کا حکم دیا، یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چھوٹے باغ کا کتا بھی قتل کروا دیا اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا۔

1364: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورتیاں اور تصاویر ہوں۔

باب: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، البتہ کپڑے کے نقش و نگار میں کوئی حرج نہیں۔

1365: بسر بن سعید، زید بن خالد سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابی سیدنا ابو طلحہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو یا اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ بسر نے کہا کہ زید بیمار ہوئے تو ہم ان کی بیمار پرسی کو گئے، ان کے دروازہ پر ایک پردہ لٹکا تھا جس پر مورت تھی۔ میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا جو کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کا ربیب تھا کہ کیا خود زید ہی نے ہم سے تصویر کی حدیث بیان نہیں کی تھی؟ (اور اب تصویر والا پردہ لٹکایا ہے)۔ عبید اللہ نے کہا کہ جب انہوں نے بیان کی تھی تو تم نے سنا نہیں تھا کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا، مگر کپڑے میں جو نقش ہوں۔

باب: وہ پردہ مکروہ ہے جس پر تصویریں ہوں، نیز اس (پردے) کو کاٹ کر تکیہ بنانے کے متعلق۔

1366: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے پاس آئے اور میں نے طاق یا مچان کو اپنے ایک پردہ سے ڈھانکا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عائشہ! سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی شکلیں بناتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو کاٹ کر ایک تکیہ یا دو

تکیے بنائے۔ (تصویر والے کپڑے کا تکیہ صرف اسی وقت بنایا جاسکتا ہے جبکہ تکیہ بنانے سے تصویر کا حلیہ بگڑ جائے)۔

1367: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سفر سے تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک قالین لٹکایا تھا، جس پر گھوڑوں کی تصویریں بنی تھیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے حکم سے میں نے اسے اتار دیا۔

باب: گدے (کے اوپر والے کپڑے) پر تصویریں اور اس کو تکیہ بنانے کا حکم۔

1368: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گدیلا (گدے کے اوپر کا کپڑا) خریدا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے پہچان لیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے چہرے مبارک پر رنج ہے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، میرا کیا گناہ ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ گدیلا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے اس کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کے لئے خریدا ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جنہوں نے یہ تصویریں بنائیں ان کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ ان میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں، وہاں فرشتے نہیں آتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کے دو تکیے بنا لئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پر گھر میں آرام فرماتے

تھے۔

باب: تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔

1369: سعید بن ابوالحسن کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں تصویریں بنانے والا ہوں، مجھے اس کا بتا دیجئے۔ سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ میرے قریب آ۔ وہ پاس آ گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اور قریب آ۔ وہ اور پاس آ گیا، یہاں تک کہ سیدنا ابن عباسؓ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور کہا کہ میں تجھ سے وہ کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے، میں نے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے کہ ہر ایک تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا اور ہر ایک تصویر کے بدل ایک جاندار چیز بنائی جائے گی، جو اس کو جہنم میں تکلیف دے گی۔ اور سیدنا ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو لازماً بنانا چاہتا ہے تو درخت کی یا کسی اور بے جان چیز کی تصویر بنا۔

باب: تصاویر بنانے والوں پر سختی کا بیان۔

1370: ابو زرہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا وہاں تصویریں دیکھیں تو کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس سے زیادہ قصور وار کون ہوگا جو میری طرح تخلیق کرے؟ اچھا ایک چیونٹی یا گندم یا بھوکا ایک دانہ بنا دیں۔

باب: سونے کی انگوٹھی بنانے، اور چاندی (کے برتن) میں پینے اور ریشم اور دیباچ کا لباس پہننے کی ممانعت۔

1371: سیدنا براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

ہمیں سات باتوں کا حکم کیا اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ ہمیں حکم کیا بیمار پرسی کرنے کا، جنازے کیساتھ (قبر تک) جانے کا، چھینک کا جواب دینے کا، قسم کو پورا کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت قبول کرنے کا اور اسلام پھیلانے یا عام کرنے کا۔ اور منع کیا سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے، زین پوش (یعنی ریشمی زین پوشوں سے اگر ریشمی نہ ہوں تو منع نہیں ہے)، قسی کے پہننے سے (جو مصر کے ایک مقام قس کا بنا ہوا ایک ریشمی کپڑا ہے)، ریشمی کپڑا پہننے سے اور استبرق اور دیباچ سے (یہ دونوں بھی ریشمی کپڑے ہی ہیں)۔

باب: سونے کی انگوٹھی (اتار) پھینکنا۔

1372: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تار کر پھینک دی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی جہنم کی آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے، پھر اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور اس (کی قیمت) سے نفع حاصل کر لے۔ وہ بولا کہ اللہ کی قسم میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، جس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پھینک دیا (سبحان اللہ صحابہ کا تقویٰ اور اتباع اس درجہ کو پہنچا تھا۔ اگر وہ اٹھا لیتا اور بیچ لیتا تو گناہ نہ ہوتا)۔

1373: سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جب پہنتے تو اس کا نگ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہتھیلی کی طرف رکھتے۔ پھر ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) منبر پر بیٹھے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وہ انگوٹھی اتار ڈالی اور فرمایا کہ میں

اس انگوٹھی کو پہنتا تھا اور اس کا نگ اندر کی طرف رکھتا تھا، پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم اب میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا چاندی کی انگوٹھی پہننا، جس کا نقش ”محمد رسول اللہ“ تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے بعد خلفاء کا پہننا۔

1374: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں تھی، پھر وہ سیدنا ابو بکرؓ کے ہاتھ میں رہی، پھر سیدنا عمرؓ کے ہاتھ میں رہی، پھر سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ ان سے اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔ اس انگوٹھی کا نقش یہ تھا ”محمد رسول اللہ“ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)۔

1375: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس میں ”محمد رسول اللہ“ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نقش بنوایا۔ لوگوں سے فرمایا کہ میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں ”محمد رسول اللہ“ کا نقش بنوایا ہے، تو کوئی اپنی انگوٹھی میں یہ نقش نہ بنوائے۔

1376: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے (ایران کے بادشاہ) کسریٰ اور (روم کے بادشاہ) قیصر اور (حبش کے بادشاہ) نجاشی کو خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بادشاہ کوئی خط نہ لیں گے جب تک اس پر مہر نہ ہو۔ آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا چھلہ چاندی کا تھا اور اس میں محمد رسول اللہ نقش تھا۔

باب: چاندی کی انگوٹھی، جس کا نگینہ ”حبشی“ تھا اور دائیں ہاتھ میں پہننے کے متعلق۔

1377: سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے چاندی کی ایک انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی، جس کا نگینہ حبشہ کا تھا اور اس کا نگینہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اندر کو تھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

باب: بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننے متعلق۔

1378: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

باب: درمیانی انگلی اور ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے کی ممانعت میں۔

1379: امیر المؤمنین سیدنا علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے اس انگلی میں یا اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور درمیانی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (کیونکہ یہ انگلیاں ہر کام میں شریک ہوتی ہیں اور انگوٹھی سے حرج ہوگا، البتہ چھنگلی الگ رہتی ہے اسی میں انگوٹھی پہننا بہتر ہے)

باب: جوتا اور اس کے زیادہ پہننے کے متعلق۔

1380: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے ایک جہاد میں جس میں ہم شریک تھے، سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جوتیاں بہت پہنا کرو کیونکہ جوتیاں پہننے سے آدمی سوار رہتا ہے (یعنی مثل سوار کے پاؤں کو تکلیف نہیں ہوتی)۔

باب: جب جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے۔

1381: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے اور چاہیے کہ دونوں (جوتے) پہنے یا دونوں اتار ڈالے۔

باب: ایک جوتا پہن کر چلنے کی ممانعت۔

1381 م: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں پہنے یا دونوں اتار ڈالے (ورنہ پاؤں میں موج آجانے کا احتمال ہے اور بدنما بھی ہے)۔

باب: سر کا کچھ حصہ مونڈنے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت (جیسے فوجی کٹ، برگر کٹ وغیرہ)۔

1382: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قزع سے منع کیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا۔

باب: عورت کو بالوں کے ساتھ مصنوعی بال لگانے کی ممانعت۔

1383: سیدنا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میری بیٹی ذہن بنی ہے اور خسرہ کی بیماری سے اس کے بال گر گئے ہیں، تو کیا میں اس کے بالوں میں جوڑ لگا دوں؟ (یعنی مصنوعی بال وغیرہ جو بازار میں ملتے ہیں)

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (بالوں میں) جوڑ لگانے اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔

باب: عورت کو اپنے سر میں جوڑ لگانے پر سختی کا بیان۔

1384: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) عورت کو اپنے سر میں جوڑ لگانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

1385: حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے سنا، جس سال کہ حج کیا، انہوں نے منبر پر کہا اور بالوں کا ایک چوٹیلہ اپنے ہاتھ میں لیا، جو غلام کے پاس تھا کہ اے مدینہ والو! تمہارے عالم کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہؐ سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس سے منع کرتے تھے (یعنی جوڑ لگانے سے) اور فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل اسی طرح تباہ ہوئے جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا (یعنی عیش عشرت اور شہوت پرستی میں پڑ گئے اور لڑائی سے دل چرانے لگے)۔

باب: چہرے کے بال اکھاڑنے اور دانتوں کو کشادہ کرنے پر لعنت۔

1386: سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور دانتوں کو خوبصورتی کیلئے کشادہ کرنے والیوں پر (تا کہ خوبصورت و کمسن معلوم ہوں) اور اللہ تعالیٰ کی خلقت (پیدائش) بدلنے والیوں پر۔ پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے اُمّ یعقوب کہا جاتا تھا اور وہ قرآن کی قاری تھی، تو وہ سیدنا عبد اللہؓ کے پاس آئی اور بولی کہ مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں، اور دانتوں کو

کشادہ کرنے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر لعنت کی ہے؟ تو سیدنا عبد اللہؓ نے کہا کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے لعنت کی اور یہ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے؟ وہ عورت بولی کہ میں تو دو جلدوں میں جس قدر قرآن تھا، پڑھ ڈالا لیکن مجھے نہیں ملا، تو سیدنا عبد اللہؓ نے کہا کہ اگر تو نے پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تجھے ضرور ملا ہوگا کہ ’جو کچھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) تمہیں بتلائے اسکو تھامے رہو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو‘ (الحشر: 7) وہ عورت بولی کہ ان باتوں میں سے تو بعضی باتیں تمہاری عورت بھی کرتی ہے۔ سیدنا عبد اللہؓ نے کہا کہ جا دیکھ۔ وہ ان کی عورت کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا۔ پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی کہ ان میں سے کوئی بات میں نے نہیں دیکھی، تو سیدنا عبد اللہؓ نے کہا کہ اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔

باب: اپنے آپ کو ”پیٹ بھرا“ ثابت کرنے والے کے متعلق، جبکہ درحقیقت پیٹ خالی ہو۔

1387: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میری ایک سوتن ہے، کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں (اس کا دل جلانے کو) یہ کہوں کہ خاوند نے مجھے یہ دیا ہے حالانکہ اس نے نہیں دیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کو کوئی چیز نہ ملی اور یہ بیان کرے کہ اس کو ملی ہے، تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے فریب کے دو کپڑے پہن لئے (اور اپنے تئیں زاہد متقی بتلایا حالانکہ اصل میں دنیا دار فریبی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ)۔

باب: ان عورتوں کے متعلق جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں۔

1388: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کے کوڑے ہیں اور وہ لوگوں کو اُن سے مارتے ہیں اور دوسری وہ عورتیں جو (لباس) پہنتی ہیں مگر ننگی ہیں (یعنی ستر کے لائق اعضاء کھلے ہیں جیسا کہ ساڑھی پہن کر عورتوں کے سر، پیٹ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہتے ہیں یا کپڑے ایسے ننگ اور باریک پہنتی ہیں جن میں سے بدن نظر آتا ہے تو گویا ننگی ہیں)،

وہ سیدھی راہ سے بہکانے والی اور خود بہکنے والی ہیں اور ان کے سر بختی (اونٹ کی ایک قسم ہے) اونٹ کی کوہان کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوئے ہوں گے؟ وہ جنت میں نہ جائیں گی، بلکہ ان کو اس کی خوشبو بھی نہ ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور جاتی ہے۔

باب: جانوروں کے گلے میں موجود ”ہار“ کاٹ دینا۔

1389: سیدنا ابو بشیر انصاریؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ سفر میں تھے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک پیغام پہنچانے والے کو بھیجا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں اس قاصد نے یہ کہا جبکہ لوگ اس وقت اپنے سونے کے مقامات میں تھے، کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانٹ کاہار یا ہار نہ رہے مگر اس کو کاٹ ڈالیں۔ مالک نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نظر نہ لگنے کے خیال سے ڈالتے تھے۔

باب: گھنٹیوں کے متعلق اور اس بارے میں کہ (رحمت کے) فرشتے اس سفر میں ساتھی نہیں بنتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔

1390: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ گھنٹی یا کتا ہو۔

1391: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔

باب: جانوروں کے چہرے پر داغنے سے ممانعت کے متعلق۔

1392: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے۔

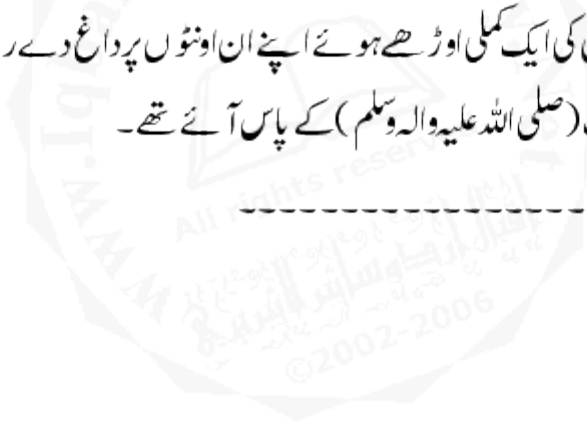
1393: ناعم بن ابی عبد اللہ مولیٰ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا ابن عباسؓ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ایک گدھا دیکھا جس کے منہ پر داغ تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو ناپسند کیا اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں داغ نہیں دیتا مگر اس جگہ پر جو منہ سے بہت دور ہے (یعنی پٹھا وغیرہ) اور اپنے گدھے کو داغ دینے کا حکم کیا تو پٹھوں پر داغ دیا گیا اور سب سے پہلے آپ (ابن عباس) نے ہی پٹھوں پر داغ دیا۔

باب: بکریوں کے کانوں میں داغنے کے بیان میں۔

1394: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس باڑے میں گئے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بکریوں کو کانوں پر داغ دے رہے تھے۔

باب: پیٹھ پر داغنے کے بیان میں۔

1395: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ جب اُمّ سلیم نے بچہ جنا، تو مجھ سے کہا کہ اے انس! دیکھ یہ بچہ کچھ نہ کھانے پینے پائے جب تک تو اس کو صبح کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس نہ لے جائے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کچھ چبا کر اس کے منہ میں نہ ڈالیں۔ سیدنا انس نے کہا کہ پھر میں صبح کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) باغ میں تھے اور (قبیلہ یا مقام) جون کی ایک کملی اوڑھے ہوئے اپنے ان اونٹوں پر داغ دے رہے تھے، جو فتح میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے تھے۔



آداب کا بیان

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا قول کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کسی کی کنیت نہ رکھو۔

1396: سیدنا انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مقام بقیع میں دوسرے شخص کو پکارا کہ اے ابوالقاسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ادھر دیکھا تو وہ شخص بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نہیں فلاں شخص کو پکارا تھا (اس کی کنیت بھی ابوالقاسم ہوگی)، تو آپ انے فرمایا کہ میرے نام سے نام رکھ لو مگر میری کنیت کی طرح کنیت مت رکھو۔

باب: محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے ساتھ نام رکھنا۔

1397: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس نے اس کا نام محمد رکھا۔ اس کی قوم نے اس سے کہا کہ ہم تجھے یہ نام نہیں رکھنے دیں گے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نام رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص اپنے بچے کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لایا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرا لڑکا پیدا ہوا، میں نے اس کا نام محمد رکھا تو میری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا نام رکھتا ہے۔ پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میرا نام رکھو لیکن میری کنیت (یعنی ابوالقاسم) نہ رکھو کیونکہ میں قاسم ہوں میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں (دین کا علم اور مالی نعمت وغیرہ)

باب: اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔

1398: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا:

تمہارے ناموں میں سے بہتر نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں۔
باب: بچے کا نام عبد الرحمن رکھنا۔

1399: سیدنا جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا، ہم لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ابو القاسم کنیت نہ دیں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے۔ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور یہ بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عبد الرحمن اپنے بیٹے کا نام رکھ لے۔

باب: بچے کا نام عبد اللہ رکھنا، اس پر ہاتھ پھیرنا اور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے دعا کرنا۔

1400: عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر سے روایت ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا (مکہ سے) ہجرت کی نیت سے جس وقت نکلیں، ان کے پیٹ میں عبد اللہ بن زبیر تھے (یعنی حاملہ تھیں) جب وہ قبائیں آ کر اتریں تو وہاں سیدنا عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ پھر ولادت کے بعد انہیں لیکر نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئیں تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو گھٹی لگائیں، پس آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انہیں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے لے لیا اور اپنی گود میں بٹھایا، پھر ایک کھجور منگوائی۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم ایک گھڑی تک کھجور ڈھونڈتے رہے، آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کھجور کو چبایا، پھر (اس کا جوس) ان کے منہ میں ڈال دیا۔ یہی پہلی چیز جو عبد اللہ کے پیٹ میں پہنچی، وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا تھوک تھا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

نے عبد اللہ پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی اور ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو سیدنا زبیرؓ کے اشارے پر وہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کے لئے آئے۔ جب نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو آتے دیکھا تو تبسم فرمایا۔ پھر ان سے (برکت کے لئے) بیعت کی (کیونکہ وہ کمسن تھے)۔

1401: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ابو طلحہؓ کا ایک لڑکا بیمار تھا، وہ باہر گئے ہوئے تھے کہ وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے پوچھا کہ میرا بچہ کیسا ہے؟ (ان کی بیوی) اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب پہلے کی نسبت اس کو آرام ہے (یہ موت کی طرف اشارہ ہے اور کچھ جھوٹ بھی نہیں)۔ پھر اُمّ سلیم شام کا کھانا ان کے پاس لائیں تو انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد اُمّ سلیم سے صحبت کی۔ جب فارغ ہوئے تو اُمّ سلیم نے کہا کہ جاؤ بچہ کو دفن کر دو۔ پھر صبح کو ابو طلحہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سب حال بیان کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ کیا تم نے رات کو اپنی بیوی سے صحبت کی تھی؟ ابو طلحہ نے کہا جی ہاں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کو برکت دے۔ پھر اُمّ سلیم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو ابو طلحہ نے مجھ سے کہا کہ اس بچہ کو اٹھا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لے جا اور اُمّ سلیم نے بچے کے ساتھ تھوڑی کھجوریں بھی بھیجیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس بچے کو لے لیا اور پوچھا کہ اس کے ساتھ کچھ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ کھجوریں ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کھجوروں کو لے کر چبایا، پھر اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈال کر اسے گٹھی دی اور اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

باب: انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھنے کا بیان۔

1402: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ جب میں نجران میں آیا، تو وہاں کے (انصاری) لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تم پڑھتے ہو کہ ”اے ہارون کی بہن“ (مریم: 28) (یعنی مریم علیہا السلام کو ہارون کی بہن کہا ہے) حالانکہ (سیدنا ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے اور) موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے تھے (پھر مریم ہارون علیہ السلام کی بہن کیونکر ہو سکتی ہیں؟)، جب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ (یہ وہ ہارون تھوڑی ہیں جو موسیٰ کے بھائی تھے) بنی اسرائیل کی عادت تھی (جیسے اب سب کی عادت ہے) کہ وہ پیغمبروں اور اگلے نیکوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

باب: بچے کا نام ابراہیم رکھنا۔

1403: سیدنا ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں اس کو لے کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کے منہ میں ایک کھجور چبا کر ڈالی۔

باب: بچے کا نام منذر رکھنا۔

1404: سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ابو اسیدؓ کا بیٹا منذر، جب پیدا ہوا تو اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس لایا گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور (اس کے والد) ابو اسید۔ بیٹھے تھے پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کسی چیز میں اپنے سامنے متوجہ ہوئے تو ابو اسید نے حکم دیا تو وہ بچہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ران پر سے اٹھالیا گیا۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

وسلم) کو خیال آیا تو فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ سیدنا ابواسیدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہم نے اس کو اٹھالیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ ابواسیدؓ نے کہا کہ فلاں نام ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں، اس کا نام منذر ہے۔ پھر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس دن سے انہوں نے اس کا نام منذر ہی رکھ دیا۔

باب: پہلے نام کو اس سے اچھے نام سے بدل دینا۔

1405: سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمرؓ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔

باب: ”برہ“ کا نام جویریہ رکھنا۔

1406: سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بُرا جانتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) برہ (نیکو کار بیوی کے گھر) سے چلے گئے۔

باب: ”برہ“ کا نام زینب رکھنا۔

1407: محمد بن عمر بن عطاءؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا، تو زینب بنت ابی سلمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس نام سے منع کیا ہے اور میرا نام بھی برہ تھا، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنی تعریف مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بہتر کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ زینب رکھو۔

باب: انگور کا نام ”کرم“ رکھنے کا بیان۔

1408: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی تم میں سے انگور کو ”کرم“ نہ کہے اس لئے کہ ”کرم“ مسلمان آدمی کو کہتے ہیں۔

1409: سیدنا اہل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ (انگور کو) کرم مت کہو بلکہ عنب کہو یا جملہ کہو۔

باب: الفلح، رباح، یسار اور نافع نام رکھنے کی ممانعت۔

1410: سیدنا سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ہمیں اپنے غلاموں کے یہ چار نام رکھنے سے منع فرمایا الفلح، رباح، یسار، اور نافع۔

1411: سیدنا سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو چار کلمات سب سے زیادہ پسند ہیں۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ

الا اللہ، اور اللہ اکبر۔ ان میں سے جس کو چاہے پہلے کہے، کوئی نقصان نہ ہوگا۔ اور اپنے غلام کا نام یسار، رباح، نصح (اس کے وہی معنی ہیں جو الفلح کے ہیں) اور الفلح نہ

رکھو، اس لئے کہ تو پوچھے گا کہ وہ وہاں ہے (یعنی یسار یا رباح یا نصح یا الفلح) وہ وہاں نہیں ہوگا تو وہ کہے گا نہیں ہے۔ یہ صرف چار ہیں تم مجھ پر ان سے زیادہ نہ کرنا۔

باب: مندرجہ بالا نام رکھنے کی اجازت کے بارے میں۔

1412: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ارادہ کیا کہ یعلیٰ، برکت، الفلح، یسار اور نافع اور ان جیسے نام رکھنے سے منع کر دیں۔

پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) چپ ہو رہے اور کچھ نہیں فرمایا۔ اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہوئی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

اس سے منع نہیں کیا۔ پھر سیدنا عمرؓ نے اس سے منع کرنا چاہا، اس کے بعد چھوڑ دیا اور منع نہیں کیا۔

باب: (غلام کے لئے) ”عبد۔ امتیہ“ اور (مالک کیلئے) ”مولی۔ سید“ بولنے کے متعلق۔

1413: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی تم میں سے (اپنے غلام کو) یوں نہ کہے کہ پانی پلا اپنے رب کو یا اپنے رب کو کھانا کھلایا اپنے رب کو وضو کرا اور کوئی تم میں سے دوسرے کو اپنا رب نہ کہے بلکہ سید یا مولیٰ کہے اور کوئی تم میں سے یوں نہ کہے کہ میرا بندہ یا میری بندی بلکہ جو ان مرد اور جو ان عورت کہے۔

باب: چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا۔

1414: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سب لوگوں سے زیادہ خوش مزاج تھے، میرا ایک بھائی تھا جس کو ابو عمیر کہتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ کمسن اور جس کے بچہ نہ ہوا ہو کنیت رکھنا درست ہے) (میں سمجھتا ہوں کہ انس نے کہا کہ) اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آتے اور اس کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابو عمیر! غیر کہاں ہے؟ (غیر بلبل اور چڑیا کو کہتے ہیں) اور وہ لڑکا اس سے کھیلتا تھا۔

باب: کسی آدمی کا کسی آدمی کو ”یا بُحی“ کہنا (یعنی اے میرے بیٹے)۔

1415: سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے دجال کے بارے میں اتنا نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا، آخر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیٹا تو اس رنج میں کیوں ہے؟ وہ تجھے نقصان نہ دے

گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کیساتھ پانی کی نہریں اور روٹی کے پہاڑ ہوں گے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہوگا۔

باب: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برنام یہ ہے کہ کسی کا نام ”شہنشاہ“ ہو۔

1416: سیدنا ابو ہریرہؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سب سے زیادہ ذلیل اور برنام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کا ہے جس کو لوگ ملک الملوک (شہنشاہ) کہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک نہیں ہے۔ سفیان (یعنی ابن عیینہ) نے کہا کہ ملک الملوک شہنشاہ کی طرح ہے۔ اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے ابو عمرو سے پوچھا کہ ”أَنُخَع“ کا کیا معنی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ہے سب سے زیادہ ذلیل۔

باب: مسلمان پر مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔

1417: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کا جواب دینا، دعوت کو قبول کرنا، بیمار کی خبر گیری کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا۔

1418: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے چھ حق ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)! وہ کیا ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کر، جب وہ تیری دعوت کرے تو

قبول کر، جب وہ تجھ سے مشورہ چاہے تو اچھا مشورہ دے، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے، تو تو بھی جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہہ)، جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جا اور جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔

باب: راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت اور راستے کا حق ادا کرنے کے بیان میں۔

1419: سیدنا ابوسعید خدریؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمیں اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے کی مجبوری ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو۔ انہوں نے کہا کہ راہ کا کیا حق ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ آنکھ نیچے رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے منع کرنا۔

باب: سوار کا پیدل کو اور کم لوگوں (کی جماعت) کا زیادہ لوگوں (کی جماعت) کو سلام کرنا۔

1420: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے اور کم لوگ زیادہ لوگوں پر سلام کریں۔

باب: اجازت طلب کرنے اور سلام کے بارے میں۔

1421: ابو بردہ سیدنا ابو موسیٰؓ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰؓ سیدنا عمر بن خطابؓ کے پاس آئے اور کہا السلام علیکم عبد اللہ بن قیس آیا ہے تو انہوں

نے ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ پھر انہوں نے کہا کہ السلام علیکم ابو موسیٰ ہے۔
 السلام علیکم یہ اشعری آیا ہے (پہلے اپنا نام بیان کیا پھر کنیت بیان کی پھر نسبت تاکہ
 سیدنا عمرؓ کو کوئی شک نہ رہے)۔ آخر لوٹ گئے۔ پھر سیدنا عمرؓ نے کہا کہ انہیں واپس
 میرے پاس لاؤ۔ وہ واپس آئے تو کہا: اے ابو موسیٰ تم کیوں لوٹ گئے، ہم کام میں
 مشغول تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا،
 آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اجازت مانگنا تین بار ہے، پھر اگر
 اجازت ہو تو بہتر نہیں تو لوٹ جاؤ۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اس حدیث پر گواہ لا نہیں تو
 میں کروں گا اور کروں گا (یعنی سزا دوں گا)۔ سیدنا ابو موسیٰؓ (یہ سن کر) چلے گئے۔
 سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اگر ابو موسیٰؓ کو گواہ ملے تو وہ شام کو منبر کے پاس تمہیں ملیں گے، اگر
 گواہ نہ ملے تو ان کو منبر کے پاس نہیں پاؤ گے۔ جب سیدنا عمرؓ ص شام کو منبر کے پاس
 آئے تو سیدنا ابو موسیٰؓ موجود تھے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اے ابو موسیٰؓ! کیا کہتے ہو، کیا
 تمہیں گواہ ملا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، ابی بن کعبؓ موجود ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ
 بیشک وہ معتبر ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالطفیل! (یہ ابن ابی کعبؓ کی کنیت
 ہے) ابو موسیٰؓ کیا کہتے ہیں؟ سیدنا ابی بن کعبؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ فرماتے تھے، پھر انہوں نے ابو موسیٰؓ کی تائید کی پھر
 کہا کہ اے خطاب کے بیٹے تم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب پر عذاب
 مت بنو (یعنی ان کو تکلیف مت دو)۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ وہ سبحان اللہ، میں نے تو
 ایک حدیث سنی تو اس کی تحقیق کرنا زیادہ اچھا سمجھا۔ (اور میری یہ غرض ہرگز نہ تھی کہ
 معاذ اللہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب کو تکلیف دوں اور نہ یہ مطلب تھا
 کہ ابو موسیٰؓ جھوٹے ہیں)۔

باب: پردہ اٹھالینا اجازت دینا (ہی) ہے۔

1422: سیدنا ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تجھے میرے پاس آنے کی اجازت اس طرح ہے کہ پردہ اٹھایا جائے اور تو میری گفتگو بھی سن سکتا ہے۔ جب تک میں تجھے روک نہ دوں۔

باب: اجازت لینے وقت ”میں“ کہنا مکروہ ہے (لہذا اپنا نام بتانا چاہیئے)۔

1423: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اجازت مانگی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا ”میں میں“۔ ایک روایت میں ہے کہ گویا نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ”میں“ کہنے کو بُرا جانا۔

باب: اجازت لینے کے وقت (گھر میں) جھانکنا منع ہے۔

1424: سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے دروازے کی روزن (سوراخ) سے جھانکا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں لوہے کا آلہ (کنگھا) تھا، جس سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا سر کھجارہے تھے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ کو کوچتا اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اذن اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنکھ بچے (یعنی پرانے گھر میں جھانکنے سے اور یہ حرام ہے)۔

باب: جو بغیر اجازت کسی کے گھر جھانکے اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی (تو کوئی گناہ نہیں)۔

1425: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے

فرمایا: اگر کوئی شخص تیرے گھر میں تیری اجازت کے بغیر جھانکے، پھر تو اس کو کنکری سے مارے اور اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تیرے اوپر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

باب: اچانک نظر پڑ جانے اور نظر پھیر لینے کے بارے میں۔

1426: سیدنا جریر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔

باب: جو مجلس میں آیا، سلام کیا اور بیٹھ گیا (اس کی فضیلت)۔

1427: سیدنا ابو واقد لیشیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ تھے، اتنے میں تین آدمی آئے، دو تو سیدھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور ایک چلا گیا۔ وہ دو جو آئے ان میں سے ایک نے مجلس میں جگہ خالی پائی تو وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم سے تین آدمیوں کا حال نہ کہوں؟ ایک نے تو اللہ کے پاس ٹھکانہ لیا تو اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے کی) شرم کی تو اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

باب: کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھنے کی ممانعت۔

1428: سیدنا ابن عمرؓ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے لیکن پھیل جاؤ اور جگہ دو۔ ایک روایت میں

ہے کہ میں نے کہا کہ یہ جمعہ کے دن کا حکم ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کہا کہ جمعہ ہو یا کوئی اور دن۔ اور سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ کیلئے کوئی آدمی اٹھتا تو وہ اس جگہ نہ بیٹھتے (اگرچہ اس کی رضامندی سے بیٹھنا جائز ہے مگر یہ احتیاط تھی کہ شاید وہ دل میں ناراض ہو)۔

باب: جوانی مجلس (بیٹھنے کی جگہ) سے اٹھا، پھر لوٹا تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

1429: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں سے (اپنی کسی حاجت کیلئے) کھڑا ہو (اور ابو عوانہ کی حدیث میں ہے کہ جو کھڑا ہو) لوٹ کر آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

باب: تین آدمیوں میں سے دو آدمیوں کی الگ اور آہستہ بات چیت کی ممانعت۔

1430: سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو تیسرے شخص کو الگ کر کے آہستہ سے بات نہ کریں، یہاں تک کہ تم سے اور لوگ بھی ملیں۔ اس لئے کہ اس (تیسرے شخص کو) رنج ہوگا۔ (ممکن ہے کہ وہ ان دونوں سے بدگمان ہو جائے)۔

باب: بچوں کو سلام (کرنا)۔

1431: سیار کہتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چل رہا تھا، وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور حدیث بیان کی کہ وہ سیدنا انسؓ کے ساتھ جا رہے تھے، بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور سیدنا انسؓ نے حدیث بیان کی

کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ جا رہے تھے، بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو سلام کیا۔

باب: تم یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔

1432: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو اور جب تم کسی یہودی یا نصرانی سے راہ میں ملو تو اس کو تنگ راہ کی طرف دبا دو۔

باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب۔

1433: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ یہودی کے چند لوگوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو سلام کیا، تو کہا کہ السام علیکم یا ابا القاسم! (یعنی اے ابو القاسم تم پر موت ہو)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ علیکم۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غصے ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے سنا اور اس کا جواب بھی دیا اور ہم ان پر جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی (ایسا ہی ہوا کہ الٹی موت یہود پر پڑی وہ مرے اور مارے گئے)۔

باب: پردے کا حکم آ جانے کے بعد عورتوں کے (کھلے منہ) نکلنے کی ممانعت۔

1434: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج مطہرات رات کو حاجت کے لئے ان مقامات کی طرف (قضاء حاجت کیلئے) جاتیں، جو مدینہ کے باہر تھے اور وہ صاف اور کھلی جگہ میں تھے۔ اور سیدنا عمرؓ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہا کرتے تھے کہ اپنی

عورتوں کو پردہ میں رکھئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پردہ کا حکم نہ دیتے۔ ایک دفعہ اُمّ المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو عشاء کے وقت نکلیں اور وہ دراز قد عورت تھیں، سیدنا عمرؓ نے (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ان کو آواز دی اور کہا کہ اے سودہ بنت زمعہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا۔ اور یہ اس واسطے کیا کہ پردہ کا حکم اترے۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرمادیا۔

باب: عورتوں کو اپنی ضروریات کیلئے باہر نکلنے کی اجازت۔

1435: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہمیں پردے کا حکم ہوا، اس کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا حاجت کو نکلیں اور وہ ایک موٹی عورت تھیں، جو سب عورتوں سے موٹا پے میں نکلی رہتیں اور جو کوئی ان کو پہچانتا تھا، اس سے چھپ نہ سکتیں تھیں (یعنی وہ پہچان لیتا) تو سیدنا عمرؓ نے ان کو دیکھا اور کہا کہ اے سودہ! اللہ کی قسم تم اپنے آپ کو ہم سے چھپا نہیں سکتیں، اس لئے سمجھو کہ تم کیسے نکلتی ہو؟ یہ سن کر وہ لوٹ کر آئیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میرے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی اتنے میں سودہ آئیں اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں نکلی تھی تو عمرؓ نے مجھے ایسے ایسے کہا۔ اسی وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جوجی کی حالت ہوئی، پھر وہ حالت جاتی رہی اور ہڈی آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ہاتھ ہی میں تھی، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو رکھا نہ تھا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہیں حاجت کے لئے نکلنے کی اجازت ملی ہے۔

باب: محرم عورت کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

1436: سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ زبیر بن عوامؓ نے مجھ سے نکاح کیا (جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پھوپھی زاد بھائی تھے) اور ان کے پاس کچھ مال نہ تھا اور نہ کوئی غلام تھا اور نہ کچھ اور سوائے ایک گھوڑے کے۔ میں ہی ان کے گھوڑے کو چراتی اور سارا کام گھوڑے کا اور سدھائی بھی کرتی اور ان کے اونٹ کے لئے گٹھلیاں بھی کوٹی اور اس کو چراتی بھی اور اس کو پانی بھی پلاتی اور ڈول بھی سی دیتی اور آٹا بھی گوندھتی لیکن میں روٹی اچھی طرح نہ پکا سکتی تھی تو ہمسایہ کی انصاری عورتیں میری روٹیاں پکا دیتیں اور وہ بہت محبت کی عورتیں تھیں۔ اسماء نے کہا کہ میں زبیرؓ کی اس زمین سے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو جاگیر کے طور پر دی تھی، اپنے سر پر گٹھلیاں لایا کرتی تھی اور وہ جاگیر مدینہ سے دو میل دور تھی۔ (ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ہاتھ چوبیس انگلی کا اور انگلی چھ بوجو کی اور فرسخ تین میل کا) ایک دن میں وہیں سے گٹھلیاں لارہی تھی کہ راہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے کئی صحابہ تھے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے مجھے بلایا، پھر اونٹ کے بٹھانے کو رخ بولا تا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں۔ مجھے شرم آئی اور غیرت۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ کی قسم گٹھلیوں کا بوجھ سر پر اٹھانا میرے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ سخت ہے (یعنی ایسے بوجھ کو تو گوارا کرتی ہے اور میرے ساتھ بیٹھ کیوں نہیں جاتی؟) سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بعد میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خادمہ دے دی وہ گھوڑے کا سارا کام کرنے لگی، گویا انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔

باب: جب کوئی اپنی بیوی کے ساتھ جا رہا ہو اور کوئی شخص راستہ میں مل جائے، تو یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فلاں (میری بیوی) ہے۔

1437: اُمّ المؤمنین صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی زیارت کو آئی۔ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے باتیں کیں، پھر میں لوٹ جانے کو کھڑی ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بھی مجھے پہنچا دینے کو میرے ساتھ کھڑے ہوئے اور میرا گھر اسامہ بن زیدؓ کی مکان میں تھا۔ راہ میں انصار کے دو آدمی ملے جب انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی چلنے لگے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حی ہے۔ وہ دونوں بولے کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! (یعنی ہم بھلا آپ پر کوئی بدگمانی کر سکتے ہیں؟) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ کہیں تمہارے دل میں بُرا خیال نہ ڈالے (اور اس کی وجہ سے تم تباہ ہو)۔

باب: آدمی کو غیر محرم عورت کے ساتھ رات گزارنے کی ممانعت۔

1438: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: خبردار رہو کہ کوئی مرد کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات کو نہ رہے مگر یہ کہ اس عورت کا خاوند ہو یا اس کا محرم ہو۔

1439: سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری شخص بولا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! دیور کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری شخص بولا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! دیور کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: تم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔

علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (یعنی اصل خطرہ تو دیور سے ہے)۔ سیدنا لیث بن سعدؓ کہتے تھے کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ دیور موت ہے، تو دیور سے مراد خاوند کے عزیز اور اقربا ہیں جیسے خاوند کا بھائی یا اس کے چچا کا بیٹا (خاوند کے جن عزیزوں سے عورت کا نکاح کرنا درست ہے، وہ سب دیوروں میں داخل ہیں، ان سے پردہ کرنا چاہیئے سوائے خاوند کے باپ یا دادا یا اسکے بیٹے کے کہ وہ محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں)

باب: جن (عورتوں) کے خاوند گھر سے باہر ہیں، ان (عورتوں) کے گھروں میں جانے کی ممانعت۔

1440: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ بنی ہاشم کے چند لوگ اسماء بنت عمیس کے پاس گئے اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ بھی گئے اور اس وقت اسماء ابو بکرؓ کے نکاح میں تھیں انہوں نے ان کو دیکھا اور ان کا آنا بُرا جانا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیان کیا اور کہا کہ میں نے کوئی بُری بات نہیں دیکھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اسماء کو اللہ نے بُرے فعل سے پاک کیا ہے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آج سے کوئی شخص اس عورت کے گھر میں نہ جائے جس کا خاوند غائب ہو (یعنی گھر میں نہ ہو) مگر ایک یا دو آدمی ساتھ لے کر۔ (ان سے مراد اپنے آدمی ہیں جن کے بارہ میں یہ خیال کرنا محال ہو کہ وہ کسی فاحشہ عورت کے پاس جاسکتے ہیں)۔

باب: عورتوں کے پاس مخنثین (خسروں) کا آنا جانا منع ہے۔

1441: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی ازواج مطہرات کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور وہ اس کو ان

لوگوں میں سے سمجھتیں تھیں جن کو عورتوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی (اور قرآن میں ان کا عورتوں کے سامنے آنا جائز رکھا ہے)۔ ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس آئے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب سامنے آتی ہے تو چار بیٹیں لے کر آتی ہے اور جب پیٹھ موڑتی ہے تو آٹھ بیٹیں ظاہر ہوتی ہیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ یہاں جو ہیں ان کو پہچانتا ہے (یعنی عورتوں کے حسن اور قبح کو پسند کرتا ہے) یہ تمہارے پاس نہ آئیں۔ (سیدہ عائشہ کہتی ہیں) پس انہوں نے اُسے روک دیا۔

باب: سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم۔

1442: سیدنا ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ رات کو مدینہ میں کسی کا گھر جل گیا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خبر ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سونے لگو تو اس کو بجھا دو۔

دم جھاڑ کے مسائل

باب: نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو جبرئیل علیہ السلام کا دم کرنا۔

1443: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیمار ہوتے، تو جبرئیل علیہ السلام آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر یہ دعا پڑھتے کہ ”اللہ تعالیٰ کے نام سے میں مدد چاہتا ہوں وہ تم کو ہر بیماری سے اچھا کرے گا، تم کو ہر حسد کرنے والے کی برائی سے محفوظ رکھے گا اور ہر بُری نظر ڈالنے والے کی نظر سے تمہیں بچائے گا۔“

1444: عبدالعزیز بن صہیب، البوضرہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ سیدنا ابوسعیدؓ سے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! تم بیمار ہو گئے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہاں۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ”میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو تمہیں ستائے اور ہر جان کی بُرائی سے یا حاسد کی نگاہ سے، اللہ تمہیں شفاء دے اللہ کے نام سے میں تم پر دم کرتا ہوں۔“

باب: جادو کے بارے میں اور جو یہودیوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جادو کیا تھا اس کا بیان۔

1445: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر بنی زریق کے ایک یہودی لبید بن اعصم نے جادو کیا۔ یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو خیال آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں حالانکہ وہ کام کرتے نہ تھے۔ ایک دن یا ایک رات آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دعا کی، پھر دعا کی، پھر فرمایا کہ اے عائشہ! تجھے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے مجھے وہ بتلادیا

جو میں نے اس سے پوچھا؟ - میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا پاؤں کے پاس (وہ دونوں فرشتے تھے) جو سر کے پاس بیٹھا تھا، اس نے دوسرے سے کہا جو پاؤں کے پاس بیٹھا تھا اس نے سر کے پاس بیٹھے ہوئے سے کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ وہ بولا کہ اس پر جادو ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ کس نے جادو کیا ہے؟ وہ بولا کہ لبید بن اعصم نے۔ پھر اس نے کہا کہ کس میں جادو کیا ہے؟ وہ بولا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور زکھجور کے گاہجے کے ریشے میں۔ اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ وہ بولا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنے چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اے عائشہ! اللہ کی قسم اس کنوئیں کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی کا زلال اور وہاں کے کھجور کے درخت ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس کو جلا کیوں نہیں دیا؟ (یعنی وہ جو بال وغیرہ اُٹکے) آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے تو اللہ نے ٹھیک کر دیا، اب مجھے لوگوں میں فساد بھڑکانا برا معلوم ہوا، پس میں نے حکم دیا اور وہ دفن کر دیا گیا۔

باب: معوذات کا مریض پر پڑھنے اور پھونک مارنے کا بیان -

1446: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب گھر میں کوئی بیمار ہوتا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس پر معوذات (سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھ کر پھونکتے، پھر جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیمار ہوئے، جس بیماری میں جس سے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے وفات پائی تو میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر پھونکتی اور آپ ہی کا ہاتھ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر

پھیرتی تھی کیونکہ آپ کے ہاتھ مبارک میں میرے ہاتھ سے زیادہ برکت تھی۔

باب: اللہ کے نام کا ”دم“ اور پناہ مانگنے کا بیان۔

1447: سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اپنے ایک درد کی شکایت کی، جو ان کے بدن میں پیدا ہو گیا تھا جب سے وہ مسلمان ہوئے تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ کہو، اس کے بعد سات بار یہ کہو کہ ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی بُرائی سے جس کو پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں“۔

باب: نماز کے اندر وسوسہ والے شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان۔

1448: ابو العلاء سے روایت ہے سیدنا عثمان بن ابو العاصؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ! شیطان میری نماز میں حائل ہو جاتا ہے اور مجھے قرآن بھلا دیتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تجھے اس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اور (نماز کے اندر ہی) بائیں طرف تین بار تھوک لے۔ سیدنا عثمانؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

باب: بچھو سے ڈسے ہوئے آدمی کو سورۃ فاتحہ سے دم کرنا۔

1449: سیدنا ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے صحابہ میں سے کچھ لوگ سفر میں تھے اور عرب کے کسی قبیلہ کے پاس سے گزرے، ان سے مہمان نوازی چاہی تو انہوں نے مہمانی نہ کی۔ وہ کہنے لگے کہ تم میں سے کسی

کو منتر یاد ہے؟ ان کے سردار کو بچھونے کا ناتھا۔ صحابہؓ میں سے ایک شخص بولا کہ ہاں مجھے منتر آتا ہے۔ پھر اس نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ اچھا ہو گیا۔ پس انہیں بکریوں کا ایک گلہ دیا گیا، تو انہوں نے نہ لیا اور یہ کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پوچھ لوں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آ کر بیان کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں کیا سوائے سورۃ فاتحہ کے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ منتر ہے؟ پھر فرمایا کہ وہ بکریوں کا گلہ لے لے اور اپنے ساتھ ایک حصہ میرے لئے بھی لگاتا (کیونکہ قرآن نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر نازل ہوا تھا)۔

باب: ہرگز ہر کو دفع کرنے کے لئے دم کرنا۔

1450: اسود کہتے ہیں کہ میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے انصار کے ایک گھر والوں کو زہر کے لئے دم کرنے کی اجازت دی تھی (جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے سے)۔

باب: ”نملہ“ (ایک قسم کی پھنسی) کے لئے دم کا بیان۔

1451: سیدنا انس بن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے نظر، ڈنگ (زہر) اور نملہ کے لئے دم کرنے کی رخصت دی۔ (نملہ ایک پھنسی ہے جس میں جلن ہوتی ہے اور جگہ بدلتی رہتی ہے یا وہ پھنسیاں جو بغل میں ہوں)۔

باب: بچھو کے لئے دم کی اجازت۔

1452: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دم سے منع

کیا تو عمرو بن حزم کے لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! ہمارے پاس بچھوکا دم ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ دم نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے پیش کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، تم میں اگر کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو پہنچائے۔

1453: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، ایک شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ! مجھے اس بچھو سے بڑی تکلیف پہنچی جس نے کل رات مجھے کاٹ لیا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو شام کو یہ کہہ لیتا کہ ”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ“ تو تجھے ضرر نہ کرتا (نہ کاٹتا)۔

باب: نظر بد لگ جاتی ہے اور جب تم کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے تو غسل کرو۔

1454: سیدنا ابن عباسؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نظر سچ ہے (یعنی نظر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے تاثیر ہے) اور اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھ سکتی تو نظر ہی بڑھ جاتی (لیکن تقدیر سے کوئی چیز آگے بڑھنے والی نہیں)۔ جب تم سے غسل کرنے کو کہا جائے تو غسل کرو۔ (کیونکہ جس کی نظر بد لگ جائے، اس کے غسل کے پانی سے نظر لگے ہوئے کو غسل کرا دیا جائے تو ٹھیک ہو جاتا ہے)۔

باب: نظر بد کا دم۔

1455: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) مجھے نظر (لگ جانے کی وجہ سے) دم کرنے کا حکم دیتے تھے۔

1456: سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے آل حزم کے لوگوں کو سانپ کے (کاٹے کے) لئے دم کرنے کی اجازت دی۔ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ میں اپنے بھائی کے بچوں کو (یعنی جعفر بن ابوطالب کے لڑکوں کو) دبلا پاتا ہوں، کیا وہ بھوکے رہتے ہیں؟ اسماء نے کہا کہ نہیں، ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی دم کر۔ میں نے ایک دم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سامنے پیش کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ان کو دم کر دیا کرو۔

باب: نظر بد سے دم کرنے کے متعلق۔

1457: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا، جس کے منہ پر جھائیاں تھیں (یعنی پیلیا کی بیماری تھی، اس کا چہرہ زردی مائل تھا)، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو نظر لگی ہے، اس کے لئے دم کرو۔

باب: زمین کی مٹی سے دم۔

1458: اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا یا اس کو کوئی زخم لگتا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھتے اور فرماتے کہ ”اللہ کے نام سے ہمارے ملک کی مٹی، کسی کے تھوک کے ساتھ، اس سے ہمارا بیمار شفا پائے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔“

1459: سیدہ خولہ بنت حکیم السلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جو شخص کسی منزل میں اترے، پھر کہے کہ ”میں تمام مخلوق کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کے ان کامل تاثیر کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے بچنے کے لئے“ تو اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اس منزل سے کوچ کرے۔

باب: آدمی کا اپنے گھر والوں کو دم کرنا، جبکہ وہ بیمار ہوں۔

1460: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے، پھر فرماتے کہ ”اے مالک تو اس بیماری کو دُور کر دے اور تندرستی دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے کہ بالکل بیماری نہ رہے“ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیمار ہوئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بیماری سخت ہوئی، تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا ہاتھ ویسے ہی کرنے کو پکڑ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جیسے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا کرتے تھے (یعنی میں نے ارادہ کیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہی کا ہاتھ پھیروں اور یہ دعا پڑھوں) تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں سے چھڑا لیا پھر فرمایا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے بلند رفیق کے ساتھ کر۔ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر جو میں نے دیکھا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات ہو چکی تھی۔ (یعنی اس دعا کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا)۔

1461: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی

اللہ علیہ والہ وسلم) یہ دم پڑھا کرتے کہ ”اے مالک! تو اس بیماری کو دُور کر دے۔
شفاء تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اسے تیرے سوا کوئی کھولنے والا نہیں ہے۔“

باب: ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، جس میں شرک نہ ہو۔

1462: سیدنا عوف بن مالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں دم کیا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنے دم کو میرے سامنے پیش کرو، دم میں کچھ قباحت نہیں اگر اس میں شرک کا مضمون نہ ہو۔



بیماری اور علاج

باب: جو درد اور مرض مومن کو پہنچتی ہے اس کے ثواب کا بیان۔

1463: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس گیا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو بخار تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ کو تو سخت بخار آتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ مجھے اتنا بخار آتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو آئے۔ میں نے کہا کہ کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے لئے دہرا اجر ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو بیماری یا کچھ اور تکلیف پہنچی، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ایسے گرا دیتا ہے جیسے درخت (سوکھے) پتے گرا دیتا ہے۔

باب: بیمار پرسی کی فضیلت کا بیان۔

1464: سیدنا ثوبانؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: بیمار کی عیادت (اس کے مکان پر جا کر) کرنے والا جنت کے ایک باغ میں ہے، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹے۔

1465: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری خبر نہ لی۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں تیری خبر کیسے لیتا؟ تو تو سارے جہان کا مالک ہے؟۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے معلوم نہیں ہے کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا، تو نے اس کی خبر نہ لی؟ اگر تو اس کی خبر لیتا تو تو مجھے اس کے نزدیک پاتا۔ اے

آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہ دیا۔ وہ کہے گا کہ اے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا؟ تو سارے جہاں کا مالک ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے اس کو نہ کھلایا؟ اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا، لیکن تو نے مجھ کو پانی نہ پلایا۔ بندہ بولے گا کہ میں تجھے کیسے پلاتا تو تو سارے جہاں کا مالک ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے اس کو نہیں پلایا۔ اگر اس کو پلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔

باب: یوں نہ کہو کہ میرا نفس خبیث (گندا) ہو گیا ہے۔

1466: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: کوئی نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا (یعنی ناپاک اور نجس)، بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس کاہل اور سست ہو گیا۔ (خبیث اور ناپاک کافر کا لقب ہے اور اس لئے مسلمان کو یہ لفظ اپنے لئے بولنے سے منع کیا گیا اور ایک حدیث میں آیا کہ پھر صبح کو خبیث النفس اٹھتا ہے تو وہ غیر کی صفت ہے اور شخص مبہم کا بیان ہے، ایسا اطلاق منع نہیں)۔

باب: ہر بیماری کی دوا ہے۔

1467: سیدنا جابر بنی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، جب وہ دوا بیماری پر پہنچتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔

باب: بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

1468: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے پاس کوئی بخار والی

عورت لائی جاتی، تو وہ پانی منگواتیں اور اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس (بخار) کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ سے ہوتا ہے۔

باب: بخار گناہوں کو دور کرتا ہے۔

1469: سیدنا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اُمّ سائب (یا اُمّ مسیب) رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، تو فرمایا کہ اے اُمّ السائب (یا اُمّ مسیب)! تو لرز رہی ہے تجھے کیا ہوا؟ وہ بولیں کہ بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برکت نہ دے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہہ، کیونکہ وہ آدمیوں کے گناہوں کو ایسے دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

باب: مرگی اور اس کے ثواب کے متعلق۔

1470: عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک جنتی عورت دکھاؤں؟ میں نے کہا دکھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ یہ کالی عورت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئی اور بولی کہ مجھے مرگی کی بیماری ہے، اس حالت میں میرا بدن کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہوگی اور اگر تو کہے تو میں دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے تندرست کر دے گا۔ وہ بولی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر بولی کہ میرا بدن کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میرا بدن نہ کھلے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس عورت کے لئے دعا کی (چنانچہ اس کا بدن اس حالت میں ہرگز نہ کھلتا تھا۔ معلوم ہوا کہ بیماری اور مصیبت میں صبر کرنے کا

بدلہ جنت ہے)۔

باب: تلمینہ بیمار کے دل کو خوش رکھتا ہے۔

1471: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے گھر میں کوئی فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں، پھر جب چلی جاتیں اور ان کے گھر میں صرف گھر والے اور خاص لوگ رہ جاتے، تو وہ تلمینہ کی ایک ہانڈی کا حکم کرتیں (تلمینہ بھوسی یا آٹے میں شہد ملا کر حریرہ تیار کیا جاتا ہے)، پھر وہ پکتا۔ اس کے بعد شہید (روٹی اور شوربا) تیار ہوتا اور تلمینہ کو اس پر ڈال دیتیں، پھر وہ عورتوں سے کہتیں کہ اس کو کھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ تلمینہ بیمار کے دل کو خوش کرتا ہے اور اس کے پینے سے رنج کچھ گھٹ جاتا ہے۔

باب: شہد پلا کر علاج کرنا۔

1472: سیدنا ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کو دست آرہے ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو شہد پلا دے۔ اس نے شہد پلا دیا۔ پھر آیا اور کہنے لگا کہ شہد پلانے سے دست اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ شہد پلا دے۔ پھر چوتھی بار وہ آیا اور کہنے لگا کہ میں نے شہد پلایا، لیکن دست زیادہ ہو گئے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس نے شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

باب: کلونجی کے ساتھ دوا۔

1473: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کالے دانے میں سوائے سام کے ہر بیماری کی شفا ہے۔ اور سام موت کو کہتے ہیں اور کالے دانے سے مراد کلونجی ہے۔

باب: جو عجوہ کھجور صبح کو کھائے تو اس کو (شام تک) کوئی زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

1474: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے تو اسکو شام تک کوئی زہر نقصان نہ کرے گا اور نہ کوئی جادو اس پر اثر کرے گا۔

1475: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: عالیہ (وہ حصہ مدینہ کا جو نجد کی طرف ہے) کی عجوہ میں شفا ہے یا فرمایا کہ وہ صبح کے وقت تریاق ہے۔ (تریاق کا سافائندہ رکھتی ہے)۔
باب: ”کھنسی“ ”من“ سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

1476: سیدنا سعید بن زیدؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ کھنسی اس ”من“ میں سے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتارا تھا اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

باب: عود ہندی کے ساتھ دوا کا بیان۔

1477: سیدنا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ سیدہ اُمّ قیس بنت مھسن رضی اللہ عنہا (جو کہ مہاجرات کی پہلی عورتوں میں سے تھیں اور انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بیعت کی تھی اور وہ عکاشہ بن مھسن کی

بہن تھیں جو کہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے) نے مجھے خبر دی، کہا کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس اپنا بچہ لے کر آئی جو ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہیں پہنچا تھا۔ اور عذرہ کی بیماری کی وجہ سے انہوں (اُمّ قیس) نے اس کا حلق دبایا تھا (یونس نے کہا کہ اعلقت بمعنی غمزت ہے۔ وہ بچے پر تشنگ کے خطرہ سے ڈرتی تھیں) وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو تالو دبانے اور چڑھانے سے (انگلی یا لکڑی کی گھیرنی سے) تکلیف کیوں دیتی ہو؟ تم عود ہندی یعنی ”کست“ کو لازم پکڑو۔ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے ایک ان میں سے ذات الحجب (پسلی کا درد) بھی ہے۔ عبید اللہ نے کہا کہ اُمّ قیس رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے اسی بچے نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پانی منگوا یا اور اپنے کپڑے پر چھڑک دیا اور اس کو دھویا نہیں۔

باب: منہ میں دوائی ڈال کر علاج کرنا۔

1478: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بیماری میں آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منہ میں دوا ڈالی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اشارہ سے فرمایا کہ میرے منہ میں دوا امت ڈالو۔ ہم لوگوں نے آپس میں کہا کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بیماری کی وجہ سے دوا سے نفرت کرتے ہیں (تو اس پر عمل کرنا ضروری نہیں)۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو ہوش آیا تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ تم سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے سوائے عباسؓ کے کہ وہ یہاں موجود نہ تھے۔ (آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان لوگوں کو یہ سزا دی جنہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا حکم نہ مانا)۔

باب: پچھنا لگانے اور ناک میں دوائی ڈالنے کے متعلق۔

1479: سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری دی اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ناک میں بھی دوا ڈالی۔

باب: پچھنے لگوانے اور داغنے کے ساتھ علاج کرنا۔

1480: عاصم بن عمر بن قتادہ کہتے ہیں کہ سیدنا جابر بن عبد اللہؓ ہمارے گھر میں آئے اور ایک شخص کو زخم کی تکلیف تھی (یعنی قرحہ پڑ گیا تھا)۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ تجھے کیا تکلیف ہے؟ وہ بولا کہ ایک قرحہ ہو گیا ہے جو کہ مجھ پر نہایت سخت ہے۔ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ اے غلام! ایک پچھنے لگانے والے کو لے کر آ۔ وہ بولا کہ پچھنے لگانے والے کا کیا کام ہے؟ سیدنا جابرؓ نے کہا کہ میں اس زخم پر پچھنے لگوانا چاہتا ہوں، وہ بولا کہ اللہ کی قسم مجھے کھیاں ستائیں گی اور کپڑا لگے گا تو مجھے تکلیف ہوگی اور مجھ پر بہت سخت (وقت) گزرے گا۔ جب سیدنا جابرؓ نے دیکھا کہ اس کو پچھنے لگانے سے رنج ہوتا ہے تو کہا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ اگر تمہاری دواؤں میں بہتر کوئی دوا ہے تو تین ہی دوائیں ہیں، ایک تو پچھنا، دوسرے شہد کا ایک گھونٹ اور تیسرے انگارے سے جلانا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ میں داغ لینا بہتر نہیں جانتا۔ راوی نے کہا کہ پھر پچھنے لگانے والا آیا اور اس نے اس کو پچھنے لگائے اور اس کی بیماری جاتی رہی۔

1481: سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے پچھنے لگوانے کی اجازت چاہی، تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

وسلم) نے ابو طیبہ کو ان کے چھپنے لگانے کا حکم دیا۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ابو طیبہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے (جن سے پردہ ضروری نہیں اور ضرورت کے وقت دوا کے لئے اگر عورت یا لڑکا نہ ملے تو اجنبی شخص بھی لگا سکتا ہے)۔

باب: رگ کاٹنے اور داغنے سے علاج۔

1482: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سیدنا ابی بن کعبؓ کے پاس حکیم کو بھیجا، اس نے ایک رگ کاٹی (یعنی فصّدی)، پھر اس پر داغ دیا۔

باب: زخم کا علاج داغ دینے سے۔

1483: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن معاذؓ کو اکھل (ایک رگ ہے) میں تیر لگا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان کو اپنے ہاتھ سے تیر کے پھل سے داغ دیا، ان کے ہاتھ پر سوزش ہو گئی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے دوبارہ داغ دیا۔

باب: شراب کے ساتھ دوا (جائز نہیں)۔

اس باب کے بارے میں سیدنا وائل بن حجرؓ کی حدیث کتاب الاثر بہ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 1279)

طاعون کے متعلق

باب: طاعون کے بارے میں، اور یہ کہ یہ ایک عذاب ہے، اس لئے نہ تو اس (طاعون زدہ بستی) میں داخل ہو اور نہ اس (طاعون زدہ بستی) سے بھاگو۔

1484: سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: یہ بیماری (طاعون ایک) عذاب ہے جو تم سے پہلے ایک امت کو ہوا تھا۔ پھر وہ زمین میں رہ گیا۔ کبھی چلا جاتا ہے، کبھی پھر آتا ہے۔ لہذا جو کوئی کسی ملک میں سنے کہ وہاں طاعون ہے، تو وہ وہاں نہ جائے اور جب اس کے ملک میں طاعون نمودار ہو تو وہاں سے بھاگے بھی نہیں۔

1485: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ شام کی طرف نکلے۔ جب (مقام) سرغ پر پہنچے (جو کہ کنارہ حجاز پر شام سے متصل ایک بستی ہے) تو ان سے اجناد کے لوگوں نے ملاقات کی (اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں، فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قنسرین) سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح صاوران کے ساتھیوں نے ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیل گئی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ میرے سامنے مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ (مہاجرین اولین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہو) میں نے ان کو بلایا۔ سیدنا عمرؓ نے ان سے مشورہ لیا اور ان سے بیان کیا کہ شام کے ملک میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک اہم کام کے لئے نکلے ہوئے ہیں اس لئے ہم آپ کا لوٹنا مناسب نہیں سمجھتے۔ بعض نے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ لوگ ہیں جو اگلوں میں باقی رہ گئے ہیں اور

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے اصحاب ہیں اور ہم ان کو بانی ملک میں لیجانا مناسب نہیں سمجھتے۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ اب تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ انصار کے لوگوں کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو انہوں نے ان سے مشورہ لیا۔ انصار بھی مہاجرین کی چال چلے اور انہی کی طرح اختلاف کیا۔ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ جاؤ۔ پھر کہا کہ اب قریش کے بوڑھوں کو بلاؤ جو فتح مکہ سے پہلے یا (فتح کے ساتھ ہی) مسلمان ہوئے ہیں۔ میں نے ان کو بلایا اور ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا، سب نے یہی کہا کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو لے کر لوٹ جائیے اور ان کو وبا کے سامنے نہ کیجئے۔ آخر سیدنا عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ لوٹوں گا) تم بھی سوار ہو جاؤ۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے کہا کہ کیا تقدیر سے بھاگتے ہو؟ سیدنا عمرؓ نے کہا کہ کاش یہ بات کوئی اور کہتا (یا اگر کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا) اور سیدنا عمرؓ بڑا جانتے تھے ان کا خلاف کرنے کو ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب میں چراؤ تب بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا (سیدنا عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں ہے بلکہ اس کا فعل قابل تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں اور یہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیر الہی ہے)؟ اتنے میں سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور وہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس مسئلہ کی دلیل موجود ہے، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے

آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی ملک میں وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ملک میں وبا پھیلے تو بھاگو بھی نہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا (کہ ان کی رائے حدیث کے موافق قرار پائی) اور واپس لوٹ آئے۔

سیدنا عمرؓ برا جانتے تھے ان کا خلاف کرنے کو ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اور تم اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب کنارے میں چراؤ تو اللہ کی تقدیر سے چرایا اور جو خشک اور خراب میں چراؤ تب بھی اللہ کی تقدیر سے چرایا (سیدنا عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اس چرواہے پر کوئی الزام نہیں ہے بلکہ اس کا فعل قابل تعریف ہے کہ جانوروں کو آرام دیا ایسا ہی میں بھی اپنی رعیت کا چرانے والا ہوں تو جو ملک اچھا معلوم ہوتا ہے ادھر لے جاتا ہوں اور یہ کام تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین تقدیر الہی ہے)؟ اتنے میں سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ آئے اور وہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس مسئلہ کی دلیل موجود ہے، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی ملک میں وبا پھیلی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے ملک میں وبا پھیلے تو بھاگو بھی نہیں۔ یہ سن کر سیدنا عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا (کہ ان کی رائے حدیث کے موافق قرار پائی) اور واپس لوٹ آئے۔

بدفالی، اور متعدی (اچھوت) بیماری

باب: نہ عدوی کوئی چیز ہے اور نہ طیرہ، نہ صفر اور نہ حامہ۔

1486: ابوسلمہ بن عبدالرحمن سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور صفر (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) و ربامہ کی کوئی اصل نہیں تو ایک دیہاتی بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اونٹوں کا کیا حال ہے؟ ریت میں ایسے صاف ہوتے ہیں جیسے کہ ہرن اور پھر ایک خارشى اونٹ ان میں جاتا ہے اور سب کو خارشى کر دیتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ پھر پہلے اونٹ کو کس نے خارشى کیا تھا؟۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ عدوی، طیرہ، صفر اور ربامہ کوئی چیز نہیں ہیں۔

(عدوی سے مراد کسی بیماری کا متعدی (اچھوت) ہونا، طیرہ کا مطلب کسی چیز سے بدفالی پکڑنا، صفر سے مراد صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھنا، جیسے آج بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں اور حامہ سے مراد آٹو ہے کہ جسے عرب منحوس سمجھتے تھے)۔

باب: بیمار اونٹ تندرست اونٹ پر نہ لایا جائے۔

1487: ابن شہاب سے روایت ہے کہ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوفؓ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی (اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی بیماری کسی سے خود بخود نہیں لگتی۔ دوسرے کسی کو بھی لگتی ہے تو اللہ کے حکم سے لگتی ہے۔ اسی لئے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لانے کا حکم دیا ہے)۔ اور ابوسلمہ یہ حدیث بھی بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے

پاس نہ لایا جائے۔ ابو سلمہ نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے تھے، پھر اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث کہ ”بیماری نہیں لگتی“ بیان کرنا چھوڑ دی اور یہ بیان کرتے رہے کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹ پر نہ لایا جائے۔ حارث بن ابی ذباب نے جو کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کے چچا زاد بھائی تھے ان سے کہا کہ اے ابو ہریرہ! تم اس حدیث کے ساتھ ایک دوسری بھی حدیث بیان کیا کرتے تھے، اب تم اس کو بیان نہیں کرتے، وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے انکار کیا اور کہا کہ میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا، البتہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے یہ فرمایا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ لایا جائے۔ حارث نے ان سے اس بات میں اس حد تک جھگڑا کیا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ غصے ہوئے اور انہوں نے حبش کی زبان میں کچھ کہا۔ پھر حارث سے پوچھا کہ تم سمجھتے ہو کہ میں نے کیا کہا؟ حارث نے کہا کہ نہیں۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے یہی کہا کہ میں اس حدیث کے بیان کرنے کا انکار کرتا ہوں۔ ابو سلمہ نے کہا کہ میری عمر کی قسم! سیدنا ابو ہریرہؓ ہم سے اس حدیث کو بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی پھر معلوم نہیں کہ ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بھول گئے یا ایک حدیث سے دوسری حدیث کو انہوں نے منسوخ سمجھا۔ (صحیح بخاری میں نسخ کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ ہم نے ابو ہریرہؓ کو اس حدیث کے سوا کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا)۔

باب: نوء کوئی چیز نہیں۔

1488: سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: نہ تو ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے، نہ ہامہ ہے، نہ نوء کی کوئی حقیقت ہے

اور نہ صفر کی۔ (نوءِ ستارے کے طلوع و غروب کو کہتے ہیں جیسے عربوں کا بھی خیال تھا اور آج کل کے نجومیوں کا بھی کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وغیرہ)۔

باب: غول کوئی چیز نہیں۔

1489: سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ایک کی بیماری دوسرے کو لگتی ہے، نہ نحوست کوئی چیز ہے اور نہ غول کوئی چیز ہے۔ (غول سے مراد عوام کا یہ خیال ہے کہ جنگل میں شیاطین ہوتے ہیں جو رات کو چراغ کی طرح چمکتے ہیں کبھی لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور کبھی قتل کر دیتے ہیں)۔

باب: جذام (کوڑھ پن) میں مبتلا شخص سے دور رہنے کے متعلق۔

1490: سیدنا شریؓ کہتے ہیں کہ ثقیف کے لوگوں میں ایک جذامی شخص تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اس سے کہا بھیجا کہ ہم نے تجھ سے بیعت لے لی تم لوٹ جاؤ۔

باب: اچھی فال کے متعلق۔

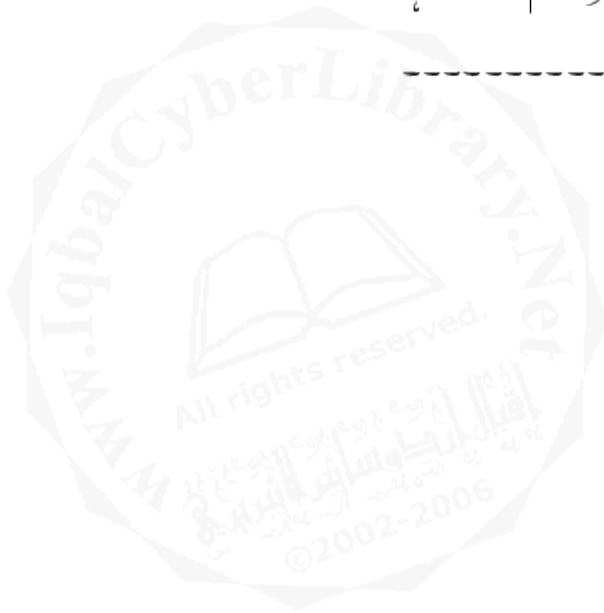
1491: سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) فرماتے تھے کہ بد فالی کوئی چیز نہیں (یعنی کسی کو منحوس سمجھنا) اور بہتر فال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! فال کیا چیز ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ نیک بات جو تم میں سے کوئی سنے۔

باب: نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں (ہو سکتی ہے)۔

1492: سیدنا ابن عمرؓ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اگر کوئی نحوست یقینی ہو سکتی ہے تو گھوڑے،

عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے

1493: سیدنا جابر بن عبد اللہ صر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: اگر (نخواست) کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، خادم اور گھوڑا ہے۔



کہانت کے متعلق

باب: کاہن کے پاس آنے کی ممانعت اور لکیر کے ذکر میں۔

اس باب کے بارے میں سیدنا معاویہ بن حکم السلمیؓ کی حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث: 333)۔

باب: وہ بات جس کو جن اچک کر لے جاتا ہے۔

1494: اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لغو ہیں (ان کی کوئی حیثیت نہیں) اور کسی اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! ان کی بعضی بات سچ نکلتی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ سچی بات وہی ہے جس کو جن اڑا لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے مرغ مرغی کو دانے کے لئے بلاتا ہے۔ پھر وہ اس میں اپنی طرف لغو اور سو جھوٹ سے زیادہ ملا تے ہیں (اور لوگوں سے کہتے ہیں)۔

باب: ستاروں کے ذریعے شیطانوں پر حملے کے متعلق جبکہ وہ (فرشتوں سے) چوری سنتے ہیں۔

1495: سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک انصاری صحابی نے (ایک روایت میں ہے کہ کچھ صحابہ نے) بیان کیا کہ وہ رات کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک ستارہ ٹوٹا اور بہت چمکا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ جب جاہلیت کے زمانہ میں ایسا واقعہ ہوتا تھا تو تم اسے کیا کہتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

خوب جانتے ہیں، ہم جاہلیت کے زمانے میں یوں کہتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا شخص پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ستارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کے لئے نہیں ٹوٹتا، لیکن ہمارا مالک جل جلالہ جب کچھ حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، پھر ان کی آواز سن کر ان کے پاس والے آسمان کے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، یہاں تک کہ تسبیح کی نوبت آسمان دنیا والوں تک پہنچتی ہے۔ پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں سے قریب ہیں، وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم دیا؟ وہ بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح آسمان والے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ خبر آسمان دنیا والوں تک آتی ہے۔ ان سے وہ خبر جن اڑا لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو آ کر سناتے ہیں۔ فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان ستاروں سے مارتے ہیں (تو یہ ستارے ان کے کوڑے ہیں) پھر جو خبر جن لاتے ہیں، اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ اس میں جھوٹ ملاتے ہیں اور زیادہ کرتے ہیں۔

باب: جو نجومی کے پاس آتا ہے اس کی نماز قبول نہیں۔

1496: سیدہ صفیہ بنت ابی عبید رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے روایت کرتی ہیں اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے کہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جا کر اس سے کوئی بات پوچھے، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

باب: گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے کی ممانعت۔

1497: سیدنا ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ اسے سنا، آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ سانپوں کو اور کتوں کو مار ڈالو۔ اور دو دھاری سانپ کو اور دُم کٹے کو بھی مار ڈالو، کیونکہ یہ دونوں پینائی کھودیتے ہیں اور حمل والیوں کا حمل گر ادیتے ہیں۔ زہری نے کہا کہ شاید ان کے زہر میں یہ تاثیر ہوگی۔ سالم نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں جو سانپ دیکھتا ہوں اس کو فوراً مار ڈالتا ہوں۔ ایک بار میں گھر کے سانپوں میں سے ایک سانپ کا پیچھا کر رہا تھا کہ زید بن خطاب یا ابولبابہؓ میرے سامنے سے گزرے اور میں اس کا پیچھا کر رہا تھا، انہوں نے کہا کہ اے عبد اللہ ٹھہرو! میں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے سانپوں کے مار ڈالنے کا حکم کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے گھر کے سانپ مارنے سے منع کیا ہے۔ (یعنی جن سانپوں میں زہر نہیں ہوتا اور وہ گھروں میں رہتے ہیں یا بعض اوقات شیاطین کی شکل میں رہتے ہیں، ان کے قتل سے دوسرے شیاطین نقصان پہنچاتے ہیں جس کا ذکر اگلی حدیث میں وضاحت سے ہے)۔

باب: گھر میں رہنے والے سانپوں کو تین بار زخم دار کرو۔

1498: ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا ابوسعید خدریؓ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ابوسائب نے کہا کہ میں نے ان کو نماز میں پایا تو بیٹھ گیا۔ میں نماز پڑھ چکنے کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان لکڑیوں میں کچھ حرکت کی آواز آئی جو گھر کے کونے میں رکھی تھیں۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا۔ میں اس کے مارنے کو دوڑا تو سیدنا ابوسعیدؓ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا جب نماز

سے فارغ ہوئے تو مجھے ایک کوٹھری دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کوٹھری دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ اس میں ہم لوگوں میں سے ایک جوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ خندق کی طرف نکلے۔ وہ جوان دوپہر کو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اجازت لے کر گھر آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے اجازت مانگی تو آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا ڈر ہے (جنہوں نے دغا بازی کی تھی اور موقع دیکھ کر مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے)۔ اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لئے۔ جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دروازے کے دونوں پٹوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس نے غیرت سے اپنا نیزہ اسے مارنے کو اٹھایا تو عورت نے کہا کہ اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہوگا کہ میں کیوں نکلی ہوں۔ وہ جوان اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ جوان نے اس پر نیزہ اٹھایا اور اسے نیزہ میں پرولیا، پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹا اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرایا جوان پہلے شہید ہوا۔ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پاس آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے سارا قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کو پھر جلا دے۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کے لئے بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا کہ مدینہ میں جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں، پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں (یعنی کافر جن ہیں یا شریر سانپ ہیں)۔

باب: سانپوں کو مارنا۔

1499: سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے ساتھ غار میں تھے اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر سورہ ”وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا“ اتری تھی۔ ہم آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے منہ مبارک سے تازی تازی یہ سورت سن رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکلا۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔ ہم اس کے مارنے کو لپکے تو وہ ہم سے سبقت لے گیا (یعنی چھپ گیا)۔ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو تمہارے ہاتھ سے بچایا جیسا کہ تمہیں اس کے شر سے بچایا۔

باب: گرگٹوں کو مارنے کے بارے میں۔

1500: سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے گرگٹ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور اس کا نام فوسق رکھا (یعنی چھوٹا فاسق)۔

----- اختتام حصہ سوئم -----